مرغوب الادلّة باحاديث النّبويّه على مسلک الحنفيّة :

ج۳

بیس مسائل پر مشتمل: ۱۷ر رسائل کا مدلل مجموعہ:

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

اجمالی فہرست

۱	سجدۂ سہو سلام کے بعد ہے	۲۲
۲	مسافت قصر اور مدت اقامت	۳۶
۳	سفر میں قصر واجب ہے	۴۹
۴	سفر میں سنتیں اور نوافل	۶۴
۵	سنت فجر کے بعد لیٹنا	۷۶
۶	فجر کی جماعت کے دوران سنت فجر کا حکم	۸۷
۷	مغرب سے پہلے نفل کی حیثیت	۱۱۲
۸	رکعات تراویح	۱۲۷
۹	نماز کی قضا واجب ہے	۱۴۲
۱۰	جمع بین الصلوٰتین	۱۶۲
۱۱	جماعت ثانیہ	۲۰۲
۱۲	گاؤں میں جمعہ	۲۱۸
۱۳	جمعہ کے تین مسائل	۲۳۵
۱۴	جمعہ کا غسل واجب نہیں	۲۶۲
۱۵	خطبہ کے درمیان نفل پڑھنا	۳۸۰
۱۶	جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں	۳۰۷
۱۷	عید کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں	۳۲۴

فہرست رسالہ ''سجدۂ سہوسلام کے بعد ہے''

سجدۂ سہوسلام کے بعد ہے.....	۲۲
''بخاری شریف'' کی روایات.....	۲۳
''مسلم شریف'' کی روایات.....	۲۴
''ابوداؤد''''نسائی''''ترمذی''''ابن ماجہ'' کی روایات.....	۲۵
''طحاوی شریف'' کی روایات.....	۲۸
''مصنف ابن ابی شیبہ'' کے چند قولی وفعلی آثار.....	۳۱
خلاصہ.....روایات سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں.....	۳۳
مقتدی پر کسی بھول سے سجدۂ سہو نہیں ہے.....	۳۴

فہرست رسالہ ''مسافت قصر اور مدت اقامت''

قصر کتنی مسافت پر کرنا چاہئے.....	۳۷
علماء غیر مقلدین کے نزدیک تین یا نو میل کے سفر پر بھی قصر جائز ہے.....	۳۷
مسح علی الخفین والی روایت سے استدلال.....	۴۲
سفر میں محرم والی روایت سے استدلال.....	۴۳
پندرہ دن کی اقامت کی نیت نہ ہو وہاں تک قصر ہوگا.....	۴۵
غیر مقلد عالم کے نزدیک چار دن کی اقامت کی نیت سے قصر جائز نہیں.....	۴۵

فہرست رسالہ ''سفر میں قصر واجب ہے''

نماز ابتداء میں دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں، وہی سفر میں برقرار رکھی گئیں.....	۵۰
اللہ تعالی نے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہے.....	۵۱
آپ ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سفر میں قصر کرتے تھے.....	۵۱
آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے سفر میں نمازیں قصر پڑھیں....	۵۳
آپ ﷺ سفر میں قصر کرتے اور دو رکعت پر زیادتی نہیں فرماتے.....	۵۴
سفر میں قصر کرنا ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے.....	۵۶
قصر اللہ کی طرف سے صدقہ ہے، اس کو قبول کرو.....	۵۶
سفر کی دو رکعتیں آسمان سے اتری ہیں، چاہو تو ان کو رد کردو.....	۵۷
سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں، جس نے اس سنت کی مخالفت کی اس نے کفر کیا.....	۵۷
قصر کی جگہ اتمام کرنے والے گمراہ ہو جائیں گے.....	۵۸
اتمام کرنے والے اللہ ان کا برا کرے، اللہ کی قسم یہ سنت کو نہ پہنچے.....	۵۸
جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھیں وہ اپنی نماز لوٹائے.....	۵۹
جو سفر میں چار رکعتیں پڑھے وہ ایسے ہے جیسے حضر میں دو رکعت پڑھے.....	۵۹
حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا فتوی کہ: مسافر دو رکعتیں پڑھے.....	۶۰
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں چار رکعتوں سے کیا کام.....	۶۰
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھتے تھے.....	۶۱
حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ کا فتوی: مسافر دو رکعتیں پڑھے گا.....	۶۱
حضرات تابعین سفر میں قصر کرتے تھے.....	۶۲
غیر مقلدین اور فرقۂ اہل حدیث کے نزدیک قصر افضل ہے واجب نہیں.....	۶۳

فہرست رسالہ ''سفر میں سنتیں اور نوافل''

پیش لفظ.....	۶۵
اکثر اہل علم سفر میں نفل پڑھنے کو اختیار کرتے اور پسند کرتے ہیں.....	۶۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں نفل بھی پڑھتے تھے.....	۶۶
آپ ﷺ نے سفر میں نماز سے پہلے اور بعد کی سنتیں پڑھیں.....	۶۸
حضرت ابن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سفر میں نوافل پڑھتے تھے....	۷۰
آپ ﷺ نے سفر میں چاشت کی نماز پڑھی.....	۷۱
آپ ﷺ نے سفر میں بھی ظہر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑیں.....	۷۲
آپ ﷺ کا سفر میں وتر کے بعد نفل پڑھنے کا حکم فرمانا.....	۷۲
سفر میں سواری پر نفل.....	۷۳

فہرست رسالہ ''سنت فجر کے بعد لیٹنا''

مقدمہ.....	۷۷
کیا آپ ﷺ سے سنت فجر کے بعد مسجد میں لیٹنا ثابت ہے؟.....	۸۰
آپ ﷺ سنت فجر پڑھ کر سنت کی نیت سے نہیں لیٹے تھے.....	۸۲
سنت فجر پڑھ کر لیٹنے والوں پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نکیر.....	۸۲
ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فجر کی سنت پڑھ کر لیٹنے والے کو پتھر مارنے کا حکم.....	۸۳
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر وحضر میں فجر کی سنت پڑھ کر لیٹتے نہیں تھے.....	۸۴
سنت فجر کے بعد لیٹنے والوں کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے.....	۸۴
سنت فجر کے بعد لیٹنا یہ تو بدعت ہے.....	۸۴
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنے کو پسند نہیں فرماتے تھے..	۸۵
فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنا' شیطان کا لیٹنا ہے.....	۸۶
حسن بصری رحمہ اللہ فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کو پسند نہیں فرماتے تھے.....	۸۶

فہرست رسالہ ''فجر کی جماعت کے دوران سنت فجر کا حکم''

پیش لفظ.....	۸۸
سنت فجر کے بارے میں چار مسائل.....	۸۹
آپ ﷺ کا فرض نماز کے شروع ہوجانے کے باوجود سنت فجر پڑھنے کا حکم فرمانا.....	۹۰
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرض کی جماعت کے وقت سنت پڑھنا.....	۹۰
حضرات تابعین رحمہم اللہ کا فرض کی جماعت کے وقت سنت پڑھنا.....	۹۵
حضرات تابعین رحمہم اللہ کا فرض کی جماعت کے وقت سنت کا حکم کرنا.....	۹۸
آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ: جب جماعت کھڑی ہوجائے تو مسجد میں (سنت) نماز نہ پڑھی جائے.....	۹۹
خاتمہ.....	۱۰۰
نماز کی جماعت ہورہی ہو تو نوافل نہ پڑھے جائیں.....	۱۰۰
سنت فجر کی تاکید، اہمیت اور اس کے فضائل.....	۱۰۳
فجر کی سنت کی قضا کا حکم.....	۱۰۸

فہرست رسالہ ''مغرب سے پہلے نفل کی حیثیت''

مقدمہ.....	۱۱۳
آپ ﷺ ابوبکر، وعمر رضی اللہ عنہما نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھیں.	۱۱۹
آپ ﷺ کے زمانہ میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا.....	۱۱۹
ہر دو اذانوں کے درمیان، دو رکعتیں ہیں، سوائے مغرب کے.....	۱۱۹
آپ ﷺ کا مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا، اور اس کی وجہ.....	۱۲۰
ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھیں.....	۱۲۱
حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھتے تھے...	۱۲۱
کوئی فقیہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھتے تھے، سوائے.....	۱۲۲
خاتمہ.....مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کی چند احادیث.....	۱۲۳
مغرب سے پہلے نماز پڑھے جو چاہے، لیکن اس کو سنت نہ بنالے.....	۱۲۳
مغرب سے پہلے نفلیں پڑھنا مصلحتاً تھا، سنت نہیں.....	۱۲۳
آپ ﷺ نے مغرب سے پہلے نہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا اور نہ منع فرمایا....	۱۲۴
ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مغرب سے پہلے نماز پڑھتے تھے.....	۱۲۵
صحابہ رضی اللہ عنہم کا مغرب کی نماز سے پہلے ستونوں کی آڑ میں دو رکعتیں پڑھنا.....	۱۲۵

فہرست رسالہ ''رکعات تراویح''

پیش لفظ	۱۲۸
آپ ﷺ کے عمل مبارک سے بیس رکعات تراویح کا ثبوت	۱۲۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بیس رکعات تراویح	۱۳۰
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بیس رکعات تراویح	۱۳۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بیس رکعات تراویح	۱۳۲
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے	۱۳۳
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے	۱۳۴
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے	۱۳۴
حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۴
حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۵
حضرت ملیکہ رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۶
حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۶
حضرت حارث رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۷
حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۷
حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے	۱۳۸
حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے	۱۳۹
اہل مدینہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے	۱۳۹
تراویح ائمۂ اربعہ کے نزدیک.....محدث کبیر امام ترمذی رحمہ اللہ کا فرمان	۱۴۰
بیس رکعات تراویح کی حکمت	۱۴۱

فہرست رسالہ ''نماز کی قضا واجب ہے''

عرض مرتب.....	۱۴۳
اللہ کا قرض تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے.....	۱۴۳
روزہ کی قضا.....	۱۴۴
حائضہ پر نماز کی قضا نہیں' کی صراحت بھی دوسروں پر قضا کی دلیل ہے.....	۱۴۶
نفل روزہ کے توڑنے پر قضا کا حکم.....	۱۴۶
نماز کے فوت ہونے پر قضا کے علاوہ کوئی کفارہ نہیں.....	۱۴۸
کوئی نماز قضا ہو جائے تو جب یاد آ جائے پڑھ لے.....	۱۴۸
جب نماز رہ جائے' تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قضا کر لے.....	۱۴۹
سفر میں آپ ﷺ اور صحابہ کی نماز فوت ہوئی تو جماعت سے قضا پڑھی.....	۱۴۹
سونے میں نماز قضا ہوئی تو کوئی تفریط نہیں ہے، جب بیدار ہو پڑھ لے.....	۱۵۱
سفر میں آپ ﷺ کی نماز قضا ہوئی تو جگہ بدلی اور سورج نکلنے کے بعد قضا کی..	۱۵۱
تم مردہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری روحوں کو واپس لوٹا دیا' نماز قضا کر لو.....	۱۵۲
غزوۂ خندق کے موقع پر غروب شمس کے بعد عصر کی نماز قضا پڑھی.....	۱۵۳
غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کی کتنی نمازیں قضا ہوئیں؟.....	۱۵۴
نماز کے قضا ہونے پر دشمن کے لئے آپ ﷺ کی بددعا.....	۱۵۴
صاحب ترتیب کے لئے قضا کا طریقہ.....	۱۵۵
وتر کی قضا ہے جبکہ وہ واجب ہے تو فرض کی قضا بدرجۂ اولیٰ ہوگی.....	۱۵۶
فجر کی سنت کی قضا کا حکم ہے، تو فرض کی قضا کیوں نہیں؟.....	۱۵۹

فہرست رسالہ ''جمع بین الصلٰوتین''

عرض مرتب.....	۱۶۳
میں نے آپ ﷺ کو جب دیکھا' نماز وقت پر پڑھتے دیکھا.....	۱۶۴
آپ ﷺ مزدلفہ اور عرفات کے علاوہ نماز اپنے وقت پر پڑھتے تھے.....	۱۶۴
نماز میں تفریط یہ ہے کہ: اتنی تاخیر سے پڑھنا کہ دوسری نماز کا وقت آجائے..	۱۶۴
حکمران نماز میں تاخیر کریں' تو تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لینا.....	۱۶۵
تابعی کا فقیہ کو تلاش کر کے ان کی صحبت اختیار فرمانا.....	۱۶۷
دوسری نماز کے وقت کے آنے تک پہلی نماز کو مؤخر کرنا قضا ہے.....	۱۷۱
بلا عذر دو نمازوں کو اکٹھا کرنا کبیرہ گناہ ہے.....	۱۷۲
تین طرح کے گناہ بڑے ہیں.....	۱۷۴
عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فرمان کہ دو نمازوں کو بلا عذر جمع کر کے نہ پڑھو...	۱۷۴
جمع صوری کے دلائل.....	۱۷۵
آپ ﷺ نے سفر میں جمع صوری فرمائی.....	۱۷۵
آپ ﷺ سفر میں ظہر کو مثل اول تک مؤخر فرما کر جمع صوری فرماتے تھے...	۱۷۶
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سفر میں جمع صوری فرمائی اور اس کو آپ ﷺ کا عمل قرار دیا.....	۱۷۶
جمع صوری پر ''ابوداؤد شریف'' کی واضح اور صریح دو روایتیں.....	۱۷۷
حدیث کے دو راویوں کا خیال احناف کے عین مطابق ہے.....	۱۷۹
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جمع صوری فرماتے تھے.....	۱۸۰

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع صوری فرماتے تھے.....	۱۸۰
حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جمع صوری فرماتے تھے.....	۱۸۱
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جمع صوری فرماتے.....	۱۸۱
حضرت اسود اوران کے اصحاب رحمہم اللہ سفر میں بھی جمع صوری کرتے.....	۱۸۲
اس روایت میں سب ہی جمع صوری کے قائل ہیں.....	۱۸۲
حضرت اسود رحمہ اللہ کا سفر میں بھی نماز کا وقت پر پڑھنا اور جمع نہ کرنا.....	۱۸۴
خاتمہ..... چند مفید مباحث.....	۱۸۵
جمع تقدیم کی روایتیں.....پہلی روایت.....	۱۸۵
جمع تقدیم کی دوسری روایت.....	۱۸۷
جمع تقدیم کی تیسری روایت.....	۱۸۹
جمع تاخیر کی روایتیں.....	۱۹۰
مطلق جمع کی روایتیں.....	۱۹۳
علامہ عثمانی رحمہ اللہ کی جمع صوری مراد لینے پر ایک بہت لطیف وجہ.....	۱۹۸
جمع بین الصلوتین کے بارے میں ائمہ کے مسالک اوران کی شرطیں.....	۱۹۹
جمع صوری پر کئے گئے اعتراضات اوران کے جوابات.....	۲۰۰

فہرست رسالہ ''جماعت ثانیہ''

مقدمہ..... جماعت ثانیہ کی سات صورتیں اوران کے احکام.....	۲۰۳
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے جماعت ثانیہ کی کراہت کی دلیل.....	۲۰۴
حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ سے جماعت ثانیہ کی کراہت کی دلیل.	۲۰۴
آپ ﷺ کے دور میں ایک واقعہ بھی جماعت ثانیہ کا نہیں ملتا.....	۲۰۵
جماعت ثانیہ کے قائلین کی ایک دلیل اوراس کا جواب.....	۲۰۵
''بخاری'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اثر اوراس کا جواب.....	۲۰۷
جماعت ثانیہ کے چند مسائل.....	۲۱۱
آپ ﷺ کا جماعت کے فوت ہونے پر مسجد میں دوسری جماعت نہ فرمانا..	۲۱۲
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جماعت کے فوت ہونے پر دوسری جماعت نہ فرمانا..	۲۱۲
صحابہ رضی اللہ عنہم جب مسجد میں نماز ہوچکی ہوتی تو اکیلے نماز پڑھتے.....	۲۱۳
جب مسجد میں جماعت فوت ہوتو دوسری جماعت نہ کرے.....	۲۱۳
حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا دوسری جماعت کو ناپسند فرمایا.....	۲۱۳
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فتوی کہ: جماعت ہوچکی ہوتو اکیلے نماز پڑھو....	۲۱۴
حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ کا فتوی کہ: جماعت ہوچکی ہوتو اکیلے نماز پڑھو.....	۲۱۴
حضرت قاسم رحمہ اللہ نے جماعت فوت ہونے پر تنہا نماز پڑھی.....	۲۱۴
اکابر تابعین کا فتوی کہ: دوسری جماعت درست نہیں ہے.....	۲۱۵
جماعت ثانیہ کی کراہت پر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تصریح.....	۲۱۶
آپ ﷺ کی ترک جماعت پر وعید بھی جماعت ثانیہ کی کراہت کی دلیل ہے	۲۱۷

فہرست رسالہ ''گاؤں میں جمعہ''

پیش لفظ.....	۲۱۹
گاؤں میں جمعہ کے عدم جواز پر قرآن کریم سے استدلال.....	۲۲۰
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا آیت سے عجیب استدلال.....	۲۲۰
قبا میں آپ ﷺ نے جمعہ نہیں پڑھا، اس لئے کہ قبا شہر نہیں تھا.....	۲۲۱
عرفات میں آپ ﷺ جمعہ نہیں پڑھا، اس لئے کہ وہ شہر نہیں تھا.....	۲۲۲
آپ ﷺ کا ارشاد کہ اہل دیہات پر جمعہ واجب نہیں.....	۲۲۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اہل عوالی کو جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت دینا.....	۲۲۳
مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز کے لئے اہل عوالی کا باری باری آنا.....	۲۲۴
جواثی میں جمعہ کی ادائیگی اور جواثی کے شہر ہونے کی تحقیق.....	۲۲۴
حضرت انس رضی اللہ عنہ کا زاویہ سے جمعہ پڑھنے کے لئے آنا.....	۲۲۶
حضرت سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا جمعہ کے لئے تشریف لانا.....	۲۲۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ بڑے شہر والوں پر ہے.....	۲۲۸
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ: جمعہ تو صرف شہر والوں پر ہے.....	۲۲۹
جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ پڑھ کر گھر واپس آسکتا ہو.....	۲۲۹
جمعہ تو صرف شہروں ہی میں ہوتا ہے.....	۲۳۰
اہل قبا، اور ذوالحلیفہ: تم اپنے ہاں جمعہ قائم نہ کرو.....	۲۳۱
جمعہ صرف مصر جامع (یعنی بڑے شہروں) میں ہے.....	۲۳۲
جامع بستی کی تعریف اور اس میں جمعہ کی اجازت.....	۲۳۳

فہرست رسالہ ''جمعہ کے تین مسائل''

(۱)..... جمعہ کا وقت.....	۲۳۶
پیش لفظ.....	۲۳۷
آپ ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد ادا فرماتے تھے.....	۲۳۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز کے لئے زوال کے بعد تشریف لاتے.....	۲۴۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا.....	۲۴۲
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ کو قبل الزوال جمعہ پڑھنے پر تنبیہ فرمانا.....	۲۴۳
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ زوال کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے.....	۲۴۳
حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ زوال کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے.....	۲۴۴
حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کا وقت زوال شمس سے ہے.....	۲۴۴
حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ اور ظہر کا وقت برابر ہے.....	۲۴۵
(۲)..... کیا جمعہ کی اذان اول بدعت عثمانی ہے؟.....	۲۴۶
شیعہ کا اس اذان کو ''بدعت عثمانی'' کہنا، اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب.....	۲۴۷
خلفاء راشدین کے عمل کو بدعت کہنا' گمراہی اور بددینی ہے.....	۲۵۰
خلفائے راشدین کی اتباع کا حکم نبوی.....	۲۵۳
(۳)..... جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھنا ضروری ہے.....	۲۵۶
جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھنا ضروری ہے، کچھ باتیں.....	۲۵۷
عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو دونوں کو پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟.....	۲۵۹

فہرست رسالہ ''جمعہ کا غسل واجب نہیں''

مقدمہ.....	۲۶۳
داؤد ظاہری اور علماء اہل حدیث کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب ہے.....	۲۶۳
جمعہ کا غسل سنت ہے یا مستحب؟.....	۲۶۴
احادیث میں غسل جمعہ کے لئے واجب کا لفظ آیا ہے؟.....	۲۶۴
اس اشکال کا جواب.....	۲۶۵
جمعہ کے دن غسل کرنے پر گناہوں سے معافی کی بشارت.....	۲۶۶
عورتیں بھی جمعہ کے دن غسل کریں.....	۲۶۷
جمعہ کے دن اچھی طرح سے وضو کرنے پر گناہوں سے معافی کی بشارت.....	۲۶۹
جمعہ کے دن وضو اچھا ہے اور غسل افضل ہے.....	۲۶۹
جمعہ کے لئے غسل، خوشبو اور مسواک کا حکم.....	۲۷۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غسل کا حکم نہ فرمانا.....	۲۷۱
جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے.....	۲۷۱
جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے، واجب نہیں.....	۲۷۲
جمعہ کا غسل فضیلت والا ہے.....	۲۷۳
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سردی کی وجہ سے جمعہ کا غسل نہ کرنا.....	۲۷۴
جمعہ کا غسل واجب نہیں: حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار.....	۲۷۴
سفر میں جمعہ کا غسل چھوڑنا بھی عدم وجوب کی دلیل ہے.....	۲۷۷

فہرست رسالہ ''خطبہ کے درمیان نفل پڑھنا''

پیش لفظ.....	۲۸۱
﴿اذا قرئ القراٰن فاستمعوا له وانصتوا ﴾.....	۲۸۲
خطبہ کے وقت نہ نماز جائز ہے نہ کلام.....	۲۸۳
حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں لوگ خطبہ کے وقت نماز نہیں پڑھتے تھے.....	۲۸۳
جس نے خطبہ کے وقت نماز پڑھی وہ سنت کے مطابق نہیں ہے.....	۲۸۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے.....	۲۸۵
حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما: خطبہ کے وقت نماز کو مکروہ سمجھتے تھے..	۲۸۵
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: امام کے آنے سے پہلے نماز ختم کر دیتے تھے	۲۸۶
سب لوگ دوران خطبہ نماز پڑھنے لگیں تو کیا یہ ٹھیک ہوگا؟.....	۲۸۶
حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: خطبہ کے وقت نماز پڑھنا گناہ ہے...	۲۸۷
حضرات صحابہ اور تابعین خطبہ کے دوران نماز کو مکروہ سمجھتے تھے.....	۲۸۷
امام کا خطبہ کے لئے نکلنا نماز کو قطع اور ختم کر دیتا ہے.....	۲۸۷
حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتے تھے.....	۲۸۸
حضرت عبداللہ ابن صفوان رحمہ اللہ نے خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھی.....	۲۸۸
حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا عمل: میں تو خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتا.....	۲۸۹
حضرت عطاء رحمہ اللہ کا عمل: میں تو خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتا.....	۲۸۹
حضرت شریح رحمہ اللہ خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتے تھے.....	۲۹۰

جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو اب کوئی نفل نماز نہیں.....	۲۹۰
حضرت امام زہری رحمہ اللہ کا فتوی: جو خطبہ کے دوران آئے: بیٹھ جائے.....	۲۹۱
حضرت مجاہد رحمہ اللہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے.....	۲۹۱
چند واقعات جن میں آپ ﷺ نے دوران خطبہ نماز کا حکم نہیں فرمایا.....	۲۹۱
خطبہ کے وقت امر بالمعروف و نہی عن المنکر ناجائز ہے تو نفل نماز کیسے جائز ہوگی؟.....	۲۹۵
خطبہ کے وقت سلام اور چھینک کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں.....	۲۹۶
خاتمہ.....	۲۹۷
حضرت سلیک رضی اللہ عنہ کو دو رکعت پڑھنے کا حکم فرمانا ان کی خصوصیت تھی..	۲۹۷
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور اس کی بہترین توجیہ.....	۳۰۴

فہرست رسالہ ''جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں''

عرض مرتب.....	۳۰۸
مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا حرم میں سنت جمعہ کے لئے وقفہ کرانا.....	۳۰۹
مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا حرم کی نماز چھوڑ کر اپنی جماعت کرنا.....	۳۱۰
جمعہ کے بعد آٹھ رکعتوں کا ثبوت ہے؟.....	۳۱۱
آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے.....	۳۱۲
آپ ﷺ جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار چار رکعتیں پڑھتے تھے.....	۳۱۲
آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے تھے.....	۳۱۲
آپ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ سے پہلے نماز پڑھے تو وہ چار رکعتیں پڑھے...	۳۱۳
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے...	۳۱۳
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتوں کا حکم فرماتے تھے.....	۳۱۳
ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے تھے...	۳۱۴
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے...	۳۱۴
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے.....	۳۱۵
حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے پہلے چار رکعات پڑھتی تھیں.....	۳۱۵
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے.....	۳۱۵
جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں، اور پہلے دو ادا کی جائیں پھر چار.....	۳۱۶
جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں.....	۳۱۶
جمعہ کی کتنی رکعتیں سنت ہیں اور کس طرح پڑھی جائیں؟.....	۳۲۰
جمعہ کی سنتوں کے چند مسائل.....	۳۲۲

فہرست رسالہ ''عید کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں''

عید کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں.....	۳۲۵
''ابوداؤد شریف'' کی روایت.....	۳۲۵
''طحاوی شریف'' کی روایتیں.....	۳۲۶
''مصنف عبدالرزاق'' اور ''معجم طبرانی'' کی روایتیں.....	۳۲۹
''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی روایتیں.....	۳۳۲

سجدۂ سہوسلام

کے بعد ہے

سجدۂ سہوسلام کے بعد ہے یا سلام سے پہلے ہے؟ فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ سجدۂ سہوسلام کے بعد ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

''بخاری شریف'' کی روایات

(۱).....عن ابی هریرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انصرف من اثنتین ' فقال له ذو الیدین : أقصرتِ الصلوةُ ام نسیتَ یا رسول الله ! فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : أصدق ذو الیدین ؟ فقال الناس : نعم ' فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلّی اثنتین اُخرین ' ثم سلّم ' ثم کبّر فسجد مثلَ سجوده أو اطولَ۔

(بخاری ص۵۸ ج۱، باب هل یأخذ الامام– اذا شک– بقول الناس ؟ رقم الحدیث:۷۱۴)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ دو رکعت نماز پڑھ کر مڑ گئے تو آپ سے حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ تو نمازیوں نے کہا: جی ہاں! پھر رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت مزید پڑھیں، پھر آپ نے سلام پھیرا اور ''اللہ اکبر'' کہا، پھر آپ نے اپنے سجدہ کی مثل یا اس سے طویل سجدہ فرمایا۔

(۲).....عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : صلّی النّبی صلی الله علیه وسلم الظُّهر رکعتین ' فقِیل : صلّیتَ رکعتین ' فصلّی رکعتین ثم سلّم ثم سجد سجدتین۔

(بخاری، باب هل یأخذ الامام– اذا شک– بقول الناس ؟ رقم الحدیث:۷۱۵)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے (بھول کر) ظہر کی (چار کے بجائے) دو رکعت نماز پڑھائی، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ: آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں، تو آپ نے (مزید) دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیر کر (سہو کے)

دوسجدے ادا کئے۔

(۳).....عن عبد الله رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلّی الظُّهر خمسا ، فقِیل له : أزِید فی الصلوة ؟ فقال : وما ذاک ؟ قال : صلّیت خمسا ، فسجد سجدتین بعد ما سلّم۔(بخاری، باب اذا صلّی خمسًا ، رقم الحدیث:۱۲۲۶)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھادیں، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ: کیا اب نماز میں زیادتی ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہے؟ آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دوسجدے کئے۔

(۴).....عن ابن مسعود رضی الله عنه مرفوعا..... واذا شک احدکم فی صلوته فلیتحر الصواب ، فلیتم علیه ، ثم یُسلّم ثم یسجد سجدتین۔

(بخاری ص۵۸ ج۱، باب التّوجه نحو القبلة حیث کان ، رقم الحدیث:۴۰۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ سے روایت) فرماتے ہیں کہ: جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہوجائے تو اسے چاہئے کہ غور کرکے صحیح بات معلوم کرے، پھر اس پر نماز پوری کرے، پھر سلام پھیر کر دوسجدے کرے۔

''مسلم شریف'' کی روایات

(۵).....عن عمران بن الحصین رضی الله عنه : ان رسول الله صلّی الله علیه وسلم صلّی العصر فسلّم فی ثلاث رکعات ، ثم دخل منزله ، فقام الیه رجل یقال له الخِرْباق ، وکان فی یده طول ، فقال : یا رسول الله ! فذکر له صنیعه ، وخرج

غضبان يجر ردائه حتى انتهى الى الناس ، فقال : أصدق هذا ؟ قالوا : نعم ، فصلّى ركعة ، ثم سلّم ثم سجد سجدتين ثم سلّم۔

(مسلم، باب السهو فى الصلوة والسجود له ، رقم الحديث:۵۷۴)

ترجمہ:.....حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا' اور آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے، ایک شخص جن کا نام خرباق تھا، اور وہ لمبے ہاتھ والے تھے، (اسی بنا پر ان کو ذوالیدین کہا جاتا تھا) وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! اور بتلایا کہ (آپ نے تین رکعتیں پڑھائی ہیں) آپ ﷺ غصہ میں اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے تشریف لائے اور لوگوں کے پاس پہنچے اور فرمایا: کیا یہ صحیح کہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ: ہاں، تو آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، پھر دو سجدے ادا کئے' پھر سلام پھیرا۔

(۶).....عن عبد الله رضى الله عنه : ان النبى صلى الله عليه وسلم سجد سجدتى السهو ' بعد السلام والكلام۔

(مسلم، باب السهو فى الصلوة والسجود له ، رقم الحديث:۵۷۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے سلام اور کلام کے بعد دو سہو کے سجدے کئے۔

''ابوداؤد''''نسائی''''ترمذی''اور''ابن ماجہ'' کی روایات

(۷).....عن عبد الله بن جعفر رضى الله عنه : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : من شكّ فى صلوته فلْيَسْجُدْ سجدتين بعد ما يُسلِّم۔

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: جس کو اپنی نماز میں شک ہوجائے تو اسے چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد دوسجدے کرے۔

(ابوداؤدص۱۴۸ج۱، باب من قال بعد التسلیم ، رقم الحدیث:۱۰۳۳۔نسائی، باب التحری ، کتاب الافتتاح ، رقم الحدیث:۱۲۴۹/۱۲۵۰۔مسند احمدص۲۰۵ج۱، رقم الحدیث:۱۷۵۲)

(۸).....عن ثوبان رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لکل سهو سجدتان بعد ما یسلّم۔

(ابوداؤدص۱۴۹ج۱، باب من نسی ان یتشهد وهو جالس ، رقم الحدیث:۱۰۳۸۔ابن ماجہص۸۶، باب ما جاء فیمن سجدهما بعد السلام ، رقم الحدیث:۱۲۱۹)

ترجمہ:.....حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر سہو کے لئے دوسجدے ہیں سلام پھیرنے کے بعد۔

(۹).....عن ابی هریرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ' سلّم ثم سجد سجدتی السهو وهو جالس ثم سلم ۔

(نسائی، باب السلام بعد سجدتی السهو ، رقم الحدیث:۱۳۳۱)

ترجمہ:.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' پھر بیٹھے بیٹھے دوسجدے سہو کے کئے پھر سلام پھیرا۔

(۱۰).....عن عمران بن حصین رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم صلّی ثلثا ثم سلّم ، فقال الخرباق : انک صلیتَ ثلثا فصلّی بهم الرکعة الباقیة ثم سلم ' ثم سجد سجدتی السهو ثم سلّم۔

(نسائی، باب السلام بعد سجدتی السهو ، رقم الحدیث:۱۳۳۲)

ترجمہ:.....حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ بھولے سے) تین رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا، حضرت خرباق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے تین رکعتیں پڑھائی ہیں، چنانچہ آپ نے انہیں باقی (چوتھی) رکعت پڑھا کر سلام پھیرا پھر دوسجدے سہو کے کئے پھر سلام پھیرا۔

(۱۱).....عن زیاد بن عِلاقة قال : صلّی بنا المغیرة بن شعبة رضی الله عنه : فنهض فی الرکعتین ، قلنا : سبحان الله ، قال : سبحان الله ، ومضی ، فلمّا اتمّ صلوته و سلم سجد سجدتَیِ السهو ، فلمّا انصرف قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یصنع کما صنعت۔

(ابوداؤدص۱۴۸ج۱، باب من نسی ان یتشهد وهو جالس، رقم الحدیث:۱۰۳۷۔ترمذی ص۸۳ ج۱، باب ما جاء فی الامام ینهض فی الرکعتین ناسیا ، رقم الحدیث:۳۶۵)

ترجمہ:.....حضرت زیاد بن علاقہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، تو (بھولے سے) دوسری رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے، ہم نے کہا: سبحان اللہ، تو آپ نے بھی :سبحان اللہ' کہا، اور جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیرا تو دو سجدے سہو کے کئے، پھر نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے جیسا کہ میں نے کیا۔

(۱۲).....عن علقمة ان ابن مسعود رضی الله عنه سجد سجدتی السهو بعد السلام و ذکر : ان النبی صلّی الله علیه وسلم فعل ذلک۔

ترجمہ:.....حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرنے کے بعد دوسجدے سہو کے کئے، اور فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی

کرتے تھے۔(ابن ماجہ ص۸۶، باب ما جاء فیمن سجدهما بعد السلام ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

''طحاوی شریف'' کی روایات

(۱۳).....عن ابی عبیدة ' عن عبد الله رضی الله عنه قال : السهو ان یقوم فی قعود أو یقعد فی قیام ' أو یسلم فی الرکعتین ' فانه یسلم ' ثم یسجد سجدتی السهو ' ویتشهّد ' ویسلّم۔

(طحاوی ص۵۶۷ ج۱، باب سجود السهو فی الصلوة هل هو قبل التسلیم أو بعده ؟ رقم الحدیث: ۲۵۰۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھولنا یہ ہے کہ آدمی قعدہ کی جگہ قیام کرے یا قیام کی جگہ قعدہ کرے یا دو رکعتوں میں سلام پھیر لے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری کر کے سلام پھیرے پھر سہو کے دو سجدے کر کے التحیات پڑھے اور سلام پھیرے۔

(۱۴).....عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : سجدتا السهو بعد السلام ،

(طحاوی ص۵۶۷ ج۱، باب سجود السهو فی الصلوة هل هو قبل التسلیم أو بعده ؟ رقم الحدیث :۲۵۰۳)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد ہیں۔

(۱۵).....عن عطاء بن ابی رباح رحمه الله قال : صلیت خلف ابن الزبیر رضی الله عنه ' فسلّم فی الرکعتین ' فسبح القوم ، فقام فاتم الصلوة ، فلمّا سلّم ' سجد سجدتین بعد السلام ، قال : عطاء فانطلقت الی ابن عباس رضی الله عنهما '

فذکرت لہ مافعل ابن الزبیر رضی اللہ عنہما ، فقال : احسن و اصاب ۔(طحاوی ص۵۶۷ج۱،باب سجود السھو فی الصلوۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ ؟ رقم الحدیث:۲۵۰۴)

ترجمہ:.....حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی،انہوں نے (بھولے سے) دورکعتوں پرسلام پھیردیا، لوگوں نے سبحان اللہ کہاتو آپ کھڑے ہوگئے اورنماز پوری کی، پھرآپ نے سلام پھیرکردو سجدے سہو کے کئے سلام کے بعد۔حضرت عطاءرحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اوران سے ذکرکیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایسے کیاہے،آپ نے فرمایا:انہوں نے اچھا کیااوردرست کیا۔

(۱۶).....عن عبد الرحمن بن حنظلة بن الراھب : ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صلی صلوۃ المغرب ' فلم یقرأ فی الرکعة الاولی شیئا ، فلمّا کانت الثانیة قرأ فیھا بفاتحة القرآن ' وسورة مرتین ، فلمّا سلم' سجد سجدتی السھو ۔

(طحاوی ص۵۶۶ج۱، باب سجود السھو فی الصلوۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ ؟ رقم الحدیث: ۲۵۰۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبدالرحمٰن بن حنظلہ بن راہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) مغرب کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں بالکل قرأت نہیں کی،دوسری رکعت میں آپ نے سورۂ فاتحہ اوردوسری سورت دومرتبہ پڑھی پھرآپ نے سلام پھیرکرسہو کے دوسجدے کئے۔

(۱۷).....عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما قال : فی سجدتی السھو' یسلّم ثم یسجد ثم یسلّم۔

ترجمہ:.....حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سجدۂ سہو میں پہلے سلام پھیرے، پھر سجدۂ سہو کرے پھر سلام پھیرے۔

(طحاوی ص۵۶۸ ج۱، باب سجود السهو فی الصلوة هل هو قبل التسليم أو بعده ؟ رقم الحديث: ۲۵۱۰)

(۱۸).....عن انس رضی الله عنه انه قال : فی الرجل يَهِمُ فی صلوته : لا يدری أزاد أم نقص ؟ قال : يسجد سجدتين بعد ما يسلّم۔

(طحاوی ص۵۶۸ ج۱، باب سجود السهو فی الصلوة هل هو قبل التسليم أو بعده ؟ رقم الحديث: ۲۵۰۷)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص کے بارے میں جسے نماز میں وہم ہوتا ہو اور اس کو پتہ نہیں چلتا کہ رکعتیں زیادتی کی ہیں یا کم کی ہیں؟ تو فرمایا کہ: وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سہو کے سجدے کرے۔

(۱۹).....عن قيس بن ابی حازم رحمه الله قال : صلّى بنا سعد بن مالک رضی الله عنه ، فقام فی الركعتين الاوليين ، فقالوا : سبحان الله ، فقال : سبحان الله ، فمضى ، فلما سلّم سجد سجدتی السهو۔

(طحاوی ص۵۶۷ ج۱، باب سجود السهو فی الصلوة هل هو قبل التسليم أو بعده ؟ رقم الحديث: ۲۵۰۱)

ترجمہ:.....حضرت قیس بن حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمیں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو آپ (بھولے سے) پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے، تو لوگوں نے سبحان اللہ کہا تو آپ نے بھی سبحان اللہ کہا اور نماز کو

جاری رکھا، پھر (نماز پوری کر کے) سلام پھیرا اور دوسجدے سہو کے کئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے چند قولی وفعلی آثار

(۲۰).....انّ علیًا رضی الله عنه قال : سجدتا السهو بعد السلام و قبل الكلام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳۸ ج ۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۷۲)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سجدۂ سہو کے دوسجدے سلام اور کلام کے بعد ہیں۔

(۲۱).....ان أبا هريرة والسائب القاری رضی الله عنهما كانا يقولان : السجدتان قبل الكلام و بعد السلام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳۹ ج ۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۷۷)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سائب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ: سجدۂ سہو کے دو سجدے کلام سے پہلے اور سلام کے بعد ہیں۔

(۲۲).....عن انس رضی الله عنه : انه سجد سجدتی السهو بعد السلام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳۷ ج ۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۷۰)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے سجدۂ سہو کے دوسجدے سلام کے بعد کئے۔

(۲۳).....عن ابی سلمة : رضی الله عنه : انه سجدهما بعد التسليم۔

ترجمہ:.....حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے: سجدۂ سہو کے دوسجدے سلام کے بعد کئے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۷ ج۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۷۱)

(۲۴).....ان سعدا و عمارا رضی الله عنهما : سجداهما بعد التسليم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۹ ج۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۷۶)

ترجمہ:.....حضرت سعد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: وہ دونوں سجدۂ سہو کے دوسجدے سلام کے بعد کرتے تھے۔

(۲۵).....عن عبد الرحمن بن ابی ليلى رحمه الله : انه سها فسلم ' ثم سجد سجدتين بعد التسليم ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۰ ج۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۷۹)

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ کوسہو ہوگیا تو سلام پھیرا پھر (سجدۂ سہو کے) دوسجدے کئے' سلام کے بعد۔

(۲۶).....عن عبد العزيز بن عمر ' عن ابيه : انه سها فی الصلوة بالشام ' فسجد سجدتين بعد التسليم ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۰ ج۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۸۰)

ترجمہ:.....حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کوشام میں (ایک مرتبہ) نماز میں سہو ہوگیا تو آپ نے سلام کے بعد: (سجدۂ سہو کے) دوسجدے کئے۔

(۲۷).....عن ابراهيم : انه سجدهما بعد ما سلّم۔

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے (سجدۂ سہو کے) دوسجدے سلام کے بعد کئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۰ ج۳، فی السلام فی سجدتی السهو : قبل السلام أو بعده ؟ رقم الحديث:۴۴۸۱)

خلاصہ.....روایات سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں

ان روایات سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(پہلی بات یہ کہ).....آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز میں سہو پر سجدہ کا حکم فرمایا، معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو واجب ہے۔ دیکھئے! حدیث نمبر:۴/۷/۱۴/۸/۱۷/ ۱۸۔

(دوسری بات یہ کہ).....سجدۂ سہوسلام کے بعد ہے۔تقریباساری احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

(تیسری بات یہ کہ).....سجدۂ سہو کے بعد دوبارہ تشہد پڑھا جائے گا، اور تشہد کے بعد دو بارہ سلام پھیرا جائے گا۔ دیکھئے! حدیث نمبر:۱۳/

سجدۂ سہو میں کئی مسائل ہیں: مثلا:

(۱).....سہواور نسیان میں فرق ہے یا دونوں ایک ہیں؟۔

(۲).....سجدۂ سہو کا حکم کیا ہے؟ واجب ہے یا سنت؟۔

(۳).....سجدۂ سہو کس وقت ہونا چاہئے؟ اس میں علماء نے تقریبا نو مذاہب نقل کئے ہیں۔

(۴).....سجدۂ سہو سے پہلے کتنی مرتبہ سلام پھیرا جائے ایک یا دو مرتبہ؟۔

(۵).....سجدۂ سہو سے پہلے تکبیر کہنا کیسا ہے؟۔

(۶).....احادیث میں پانچ مواقع پر سجدۂ سہو کا ثبوت ملتا ہے۔

یہ ساری تفصیلات کتب فقہ اور شروحات حدیث میں موجود ہیں۔ یہاں مختصرا موضوع کے متعلق چند سطریں لکھی جاتی ہیں:

احناف کے نزدیک سجدۂ سہوسلام کے بعد ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ نبی کریم ﷺ سے سجدۂ سہوسلام سے پہلے بھی ثابت ہے اور سلام کے بعد بھی، اس لئے یہ اختلاف محض افضلیت کا ہے۔ البتہ احناف کے دلائل میں قولی اور فعلی دونوں طرح کی روایات موجود ہیں جبکہ دوسرے مسلک کے دلائل صرف فعلی احادیث ہیں (جو جواز پر محمول ہیں) قولی نہیں، لہذا حنفیہ کے دلائل راجح ہوں گے۔

نوٹ:.....رسالہ کے آخر میں اس مسئلہ پر کہ مقتدی پر اپنی کسی غلطی اور بھول سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا' چند احادیث وآثار نقل کئے گئے ہیں۔

مقتدی پر اپنے کسی سہو سے سجدۂ سہو نہیں ہے

(۱).....عن عمر رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لیس علی مَن خلف الامام سهو ' فان سها الامام فعلیه و علی من خلفه السهو ' وان سها من خلف الامام فلیس علیه سهو ' والامام کافیه۔

(دارقطنی ص۳۶۵ ج۱، باب لیس علی المقتدی سهو و علیه سهو الامام ، رقم الحدیث:۱۳۹۸)

ترجمہ:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے ہے اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے، سو اگر امام کو سہو ہو جائے تو اس پر اور جو اس کے پیچھے ہیں، ان پر سجدۂ سہو ہے، اور اگر مقتدی کو سہو ہو جائے تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے، اس کو امام کافی ہے۔

(۲).....عن ابراهیم رحمه الله : انه قال : اذا سهوتَ خلف الامام وحفظ الامام

فلیس علیک سھو ' وان سھا وحفظت فعلیک السھو ' وان لم یسجد الامام فلا تسجد ، الخ۔(کتاب الآثار للامام ابی حنیفة بروایت الامام ابی یوسف ص۳۷)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم سے امام کے پیچھے سہو ہوجائے ،اورامام سہو سے محفوظ رہے تو تم پر سجدہ سہو نہیں ہے، اوراگر امام سے سہو ہوجائے اورتم سہو سے محفوظ رہو تو تم پر بھی سجدہ سہو ہے، اوراگر امام سجدہ نہ کرے تو تم بھی سجدہ نہ کرو، اوراسی طرح جب تمام مقتدیوں سے سہو ہوجائے تو کسی پر بھی سجدہ سہو نہیں ہوگا۔

(۲۶).....عن عطاء : فی الرجل یدخل مع الامام فیسھو ' قال : تجزئه صلوة الامام ولیس علیه سھو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶۲ ج۳، فیمن خلف الامام یسھو ' ولم یَسهُ الامام ، رقم الحدیث:۴۵۶۰)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ: جوشخص امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا اوراس سے سہو ہوا تو اس کو امام کی نماز کافی ہے، اوراس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔

(۲۶).....عن ابراھیم قال: لیس علی من خلف الامام سھو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶۲ ج۳، فیمن خلف الامام یسھو ' ولم یَسهُ الامام ، رقم الحدیث:۴۵۶۱)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مقتدی پر (اپنے سہو سے) سجدہ سہو نہیں ہے۔

(۲۶).....عن مکحول قال: لیس علی من خلف الامام سھو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶۲ ج۳، فیمن خلف الامام یسھو ' ولم یَسهُ الامام ، رقم الحدیث:۴۵۶۲)

ترجمہ:.....حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مقتدی پر (اپنے سہو سے) سجدہ سہو نہیں ہے۔

مسافت قصر اور

مدت اقامت

اس مختصر رسالہ میں: قصر کتنی مسافت پر کرنا چاہئے اور پندرہ دن کی اقامت کی نیت جب تک نہ ہو اس وقت تک قصر ہوگا، ان دو مسائل پر آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

قصر کتنی مسافت پر کرنا چاہئے

اس مضمون میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: نماز قصر کے لئے اڑتالیس (۴۸) میل کی مسافت ہونی چاہئے، اس سے کم مقدار میں قصر درست نہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

.....

علماء غیر مقلدین کے نزدیک تین یا نو میل کے سفر پر بھی قصر جائز ہے

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''مسافر اس کو کہتے ہیں جو اپنے وطن سے نکل کر کسی دوسری بستی کو جائے، اس کی کم سے کم حد بحکم حدیث شریف تین میل ہے''۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۶۳۰ ج ۱)

مفتی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

''نماز قصر تین یا نو میل پر کر سکتا ہے''۔ (فتاوی ستاریہ ص ۵۷ ج ۳)

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

''لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ نو میل پر قصر درست ہے''۔

(رسول اکرم (ﷺ) کی نماز ص ۱۰۶۔ از: حدیث اور اہل حدیث ص ۷۲۲)

(۱).....عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یا اهل مکة ! لا تقصروا الصلوة فی ادنی من اربعة برد من مکة الی عسفان۔

(مجمع الزوائد ص۳۰۰ ج۲، باب فیما تقصر فیه الصلوة و مدة القصر، رقم الحدیث:۲۹۵۴۔طبرانی (کبیر) رقم الحدیث:۱۱۱۶۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اہل مکہ! تم چار برید سے کم کے سفر میں قصر نہ کیا کرو۔ چار برید مکہ مکرمہ سے عسفان تک ہوتے ہیں۔

(۲).....وکان ابن عمر و ابن عباس رضی الله عنهم یَقصُران و یُفطِران فی اربعة بُرُد ' وهو ستّة عشر فَرسخا۔

(بخاری ص۱۴۷ ج۱، باب : فی کم یقصر الصلوة ، قبل رقم الحدیث:۱۰۸۶)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نماز میں قصر کرتے تھے ،اور روزہ افطار کرتے تھے' چار(۴) برید پر جو سولہ (۱۶) فرسخ کے ہوتے ہیں۔

(۳).....عن علی بن ربیعة الوالبی– الولیة بطن من بنی اسد بن خزیمة – قال : سألتُ عبد الله بن عمر رضی الله عنهما الی کم تقصر الصلوة ؟ فقال : اتعرف السویداء ؟ قال : قلت : لا ، ولکنی قد سمعت بها ، قال : هی ثلث لیال قواصد ، فاذا خرجنا الیها قصرنا الصلوة۔

(کتاب الآثار للامام ابی حنیفة بروایة الامام محمد ص۳۹، باب الصلوة فی السفر)

ترجمہ:.....حضرت علی بن ربیعہ والبی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کتنی مسافت پر قصر کیا جائے گا؟ فرمایا: کیا تم سویداء (نامی جگہ) کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: جی نہیں، البتہ میں نے اس کے بارے میں سنا ہے، فرمایا: وہ تین درمیانی راتوں کی مسافت پر واقع ہے، ہم جب اس کا قصد کریں گے تو نماز قصر پڑھیں گے۔ (المختار شرح کتاب الآثار ص۱۴۷، باب الصلوة فی السفر ، رقم الحدیث:۱۹۲)

(۴).....عن عمر رضی الله عنه قال : تقصر الصلوة فی مسیرة ثلث لیال۔

(کنز العمال ، صلوة المسافر ، القصر، رقم الحدیث:۲۲۷۰۰)

ترجمہ:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تین رات کی مسافت (کے سفر) میں نماز قصر کی جائے گی۔

(۵).....عن سالم بن عبد الله رحمه الله عن ابیه : انه رکب الی رَیْمٍ ' فقصر الصلوة فی مسیره ذلک ، قال : یحی ' قال مالک : و ذلک نحو من اربعة برد۔

(مؤطا امام مالک ۱۳۰ ج۱، ما یجب فی قصر الصلوة۔ مؤطا (مترجم) ص۳۱۳، رقم الحدیث:۴۰۷)

ترجمہ:.....حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے ریم تک سفر کیا تو اپنے اس سفر کے دوران نماز میں قصر کیا۔

(۶).....عن سالم بن عبد الله رحمه الله : ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما رکب الی ذات النصب ' فقصر الصلوة فی مسیره ذلک ، قال : یحی ' قال مالک : وبین ذات النصب والمدینة اربعة برد۔

(مؤطا امام مالک ۱۳۰ ج۱، ما یجب فی قصر الصلوة۔ مؤطا (مترجم) ص۳۱۴، رقم الحدیث:۴۰۹)

ترجمہ:.....حضرت سالم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذات النصب تک گئے اور راستے میں قصر کیا۔ حضرت یحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام

مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ذات النصب اور مدینہ منورہ کے درمیان چار برد کا فاصلہ ہے۔

(۷).....عن سالم رحمه الله : انّ ابن عمر رضی الله عنهما خرج الی ارضٍ له بذات النُّصُب ' فقصر وهی ستةَ عشرَ فرسخًا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۵۸ ج۵، فی مسیرة کم تُقصر الصلوة ؟ رقم الحدیث :۸۲۲۰)

ترجمہ:.....حضرت سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اس زمین کی طرف سفر کے لئے نکلے جو ذات نصب میں تھی، تو آپ نے قصر کیا۔ مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ سولہ فرسخ پر ہے۔

(۸).....عن نافع ان ابن عمر رضی الله عنهما خرج الی خیبر فقصر الصلوة۔

(کنز العمال ، صلوة المسافر ، القصر، رقم الحدیث:۲۲۷۳۴۔مؤطا امام مالک ۱۳۰ ج۱، ما یجب فی قصر الصلوة۔مؤطا (مترجم)، رقم الحدیث:۴۱۰)

ترجمہ:.....حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خیبر تشریف لے گئے اور نماز میں قصر کیا۔

(۹).....عن نافع ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یقصر الصلوة فی مسیرة اربع برد۔(کنز العمال ، صلوة المسافر ، القصر ، رقم الحدیث:۲۲۷۳۸)

ترجمہ:.....حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چار برد کی مسافت کے فاصلہ پر قصر نماز پڑھتے تھے۔

(۱۰).....عن نافع ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یأتی اهله بالجرف فلا یقصر ' ویأتی ارضه بخیبر فیقصر۔(کنز العمال ، صلوة المسافر، القصر، رقم الحدیث:۲۲۷۵۳)

ترجمہ:.....حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

مقام جرف (مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لاتے تو قصر نہیں کرتے تھے، اور جب خیبر میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لے جاتے تو قصر کرتے تھے۔

(۱۱).....عن عطاء بن ابی رباح رحمه الله : انّ ابن عمر و ابن عباس رضی الله عنهم كانا يصليان ركعتين و يفطران فی اربعة برد ' فما فوق ذلک۔

(سنن کبری بیہقی ص۱۳۷ج۳، باب الصلوة فی السفر ، رقم الحدیث:۵۱۸۰)

ترجمہ:.....حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دو رکعت پڑھتے تھے (یعنی قصر کرتے تھے) اور روزہ افطار کرتے تھے چار یا اس سے زیادہ برید پر۔

(۱۲).....عن عطاء بن ابی رباح رحمه الله قال : قلت : لابن عباس رضی الله عنهما اقصر الی عرفة ؟ فقال : لا ، قلت : اقصر الی مَرٍّ ؟ قال : لا، قلت : اقصر الی الطائف والی عُسفان ؟ قال : نعم ، وذلک ثمانية واربعون ميلا ' وعقد بيده۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۵۸ج۵، فی مسیرة کم تُقصر الصلوة ؟ رقم الحدیث:۸۲۲۲)

ترجمہ:.....حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ: میں عرفہ کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا کہ: مر کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا کہ: طائف اور عسفان کی مسافت پر قصر کرسکتا ہوں؟ تو فرمایا: ہاں، ان کی مسافت اڑتالیس (۴۸) میل ہے، ہاتھ سے گرہ لگا کر (شمار کرکے) دکھایا۔

(۱۳).....عن عطاء رحمه الله ان رجلا سأل ابن عباس رضی الله عنهما قال : أقصر

الصلوة الى عرفة ؟ قال: لا ، قال: الى بطن مر؟ قال : لا ، قال: الى جدة ؟ قال : نعم، قال : الى الطائف ؟ قال : نعم۔

(كنز العمال ص۲۳۴ج۸، صلوة المسافر ، القصر ، رقم الحديث:۲۲۷۲۵)

ترجمہ:.....حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: میں عرفہ کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اس نے عرض کیا کہ: بطن مر کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اس نے عرض کیا کہ: جدہ کی مسافت پر قصر کرسکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، اس نے عرض کیا کہ: طائف کی مسافت پر قصر کرسکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔

(۱۴).....حدثنا ابراهيم بن عبد الاعلى قال : سمعت سويد بن غفلة الجعفى رضى الله عنه يقول : اذا سافرت ثلا ثا فاقصر۔

(كتاب الحجة ص۱۶۸ج۱، باب صلوة المسافر)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم بن عبد الاعلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سوید بن غفلہ جعفی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جب تو تین دن کا سفر کرے تو قصر کر۔

مسح علی الخفین والی روایت سے استدلال

(۱۵).....عن شريح بن هانى قال : اتيت عائشة رضى الله عنها اسألها عن المسح على الخفين ؟ فقالت : عليك بابن ابى طالب ، فأسئلُه ، فانه كان يُسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فسألناه فقال: جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة ايام ولياليهُنّ للمُسافر ، و يوما وليلة للمقيم۔

(مسلم ص۱۳۵ج۱، باب التوقيت فى المسح على الخفين ، رقم الحديث:۲۷۶)

ترجمہ:.....حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: تم ابن ابی طالب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، چنانچہ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مقرر فرماتے تھے۔

(۱۶).....عن عبد الرحمن بن ابی بکرة عن ابیه رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم وقّت فی المسح علی الخفین ثلا ثة ایام ولیالیهنّ للمسافر و للمقیم یوما و لیلة۔

(صحیح ابن حبان ص۳۱۱ ج۲، باب المسح علی الخفین ، ذکر التوقیت فی المسح علی الخفین للمقیم والمسافر ، رقم الحدیث:۱۳۲۸،(اور ایک نسخہ میں:۱۳۳۳)

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی ہے۔

تشریح:.....اس حدیث میں آپ ﷺ نے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر فرمائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں تین دن تین رات کو ضرور دخل ہے۔

سفر میں محرم والی روایت سے استدلال

(۱۷).....عن ابن عمر رضی اللہ عنهما ان النّبی صلی الله علیه وسلم قال : لا تُسافر المرأة ثلثة ایّام الا مع ذی محرم۔

(بخاری ص۱۴۷ ج۱، باب : فی کم یقصر الصلوة ، رقم الحدیث:۱۰۸۶)

ترجمہ:.....حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ سفر کرے عورت تین دن کا محرم کے بغیر۔

(۱۸).....عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لا يحلّ لامرأة ان تسافر ثلاثا ' الا و معها ذو محرم منها۔

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر کرے اپنے محرم کے بغیر۔

(مسلم ص۴۳۴ ج۱، باب سفر المرأة مع محرم الی حج و غيره ، رقم الحديث:۱۳۳۹)

(۱۹).....عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ' ان تسافر سفرا يكون ثلثة ايّام فصاعدا ' الا و معها ابوها أو ابنها أو زوجها أو اخوها أو ذو محرم منها۔

(مسلم ص۴۳۴ ج۱، باب سفر المرأة مع محرم الی حج و غيره ، رقم الحديث:۱۳۴۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال نہیں ہے کسی بھی ایسی عورت کے لئے جو اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ تین دن یا تین دن سے زیادہ مسافت کا سفر کرے، مگر اس حال میں کہ اس کا باپ یا بیٹا' یا شوہر' یا بھائی' یا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو۔

تشریح:.....اس حدیث میں آپ ﷺ نے عورت کو تین دن تین رات کے سفر کو بغیر محرم کے منع فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں تین دن تین رات کو ضرور دخل ہے۔

پندرہ دن کی اقامت کی نیت نہ ہو وہاں تک قصر ہوگا

اس مضمون میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: پندرہ دن کی اقامت کی نیت پر قصر ختم ہو جائے گا، اور اس سے کم میں آدمی مسافر رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا۔

مرغوب احمد لاجپوری

.....

غیر مقلد عالم کے نزدیک چار دن کی اقامت کی نیت سے قصر جائز نہیں

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''محدثین کے نزدیک بحکم بحدیث تین روز کی نیت اقامت کرنے پر قصر کرنا جائز ہے، چار روز کی کرے گا تو قصر جائز نہ رہے گا''۔

(فتاوی ثنائیہ ص ۶۰۱ ج ۱۔از: حدیث اور اہل حدیث ص ۷۲۲)

(۱).....انسا رضی الله عنه یقول : خرجنا مع النّبی صلی الله علیه وسلم من المدینة الی مکة ، فکان یصلّی رکعتین رکعتین حتی رجعنا الی المدینة ، قلت : اَقَمْتُم بمکة شیئا ؟ قال : اَقَمْنا بها عشرا۔

(بخاری، باب ما جاء فی التقصیر ، وکم یقیم حتی یقصر ، رقم الحدیث:۱۰۸۱)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ مدینہ منورہ واپسی تک دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے، (راوی فرماتے ہیں کہ:) میں نے عرض کیا: آپ مکہ مکرمہ میں کتنے دن مقیم رہے؟ انہوں نے فرمایا: ہم دس دن ٹھہرے تھے۔

(۲).....عن مجاهد عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : اذا کنت مسافرا فوطنت نفسک علی اقامة خمسة عشرة یوما ، فاتم الصلوة ، وان کنت لا تدری فاقصر۔

(کتاب الآثار للامام ابی حنیفة بروایت الامام محمد ص۳۹، باب الصلوة فی السفر۔

المختار شرح کتاب الآثار ص۱۴۵، باب الصلوة فی السفر ، رقم الحدیث:۱۸۸)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تک مسافر ہو اور اپنے لئے کسی جگہ کو پندرہ دن ٹھہرنے کے لئے وطن بنالو تو نماز پوری پڑھو، اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو (کہ کتنے دن ٹھہرنا ہے) تو قصر کرو۔

(۳).....عن مجاهد عن ابن عمر رضی الله عنهما انه اذا اراد ان یقیم بمکة خمسة عشر یوما سَرَح ظهره و صلی اربعا۔

(کتاب الحجة للامام محمد ص۱۷۰ج۱، باب صلوة المسافر)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ فرما لیتے تو گھوڑے سے زین اتار دیتے اور چار رکعت ادا کرتے۔

(۴).....عن مجاهد قال : كان ابن عمر رضى الله عنهما اذا اجمع على اقامة خمس عشرة سَرَح ظهره و صلّى اربعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۴ ج۵، من قال : اذا اجمع على اقامة خمس عشرة اتم ، رقم الحديث :۸۳۰۱)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ فرما لیتے تو گھوڑے سے زین اتار دیتے اور چار رکعت ادا کرتے۔

(۵).....عن مجاهد عن ابن عمر و ابن عباس رضى الله عنهم قال : اذا هممت باقامة خمسة عشر يوما فاتم الصلوة۔(جامع المسانید ص۴۰۴ ج۱، باب الصلوة فى السفر)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد رحمہ اللہ: حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا: جب تم پندرہ دن کا ارادہ کرلو تو پھر نماز پوری پڑھو۔

(۶).....عن سعيد بن المسيب قال : اذا قدمت بلدة فاقمت خمسة عشر (يوما) فاتم الصلوة۔(کتاب الحجۃ ص۱۷۱ ج۱، باب صلوة المسافر)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم کسی شہر میں آؤ اور اس میں پندرہ دن ٹھہرو تو نماز پوری پڑھو۔

(۷).....عن سعید بن المسیب قال : اذا اجمع الرجل علی اقامة خمس عشرة اتم الصلوة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۳ ج۵، من قال : اذا اجمع علی اقامة خمس عشرة اتم ، رقم الحدیث :۸۲۹۶)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب آدمی پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلے تو نماز پوری پڑھے۔

(۸).....عن سعید بن جبیر قال : اذا اقمت اکثر من خمس عشرة فاتمّ الصلوة۔

ترجمہ:.....حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تو پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو نماز پوری پڑھ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۴ ج۵، من قال : اذا اجمع علی اقامة خمس عشرة اتم ، رقم الحدیث :۸۳۰۲)

(۹).....قال وکیع : سمعت سفیان یقول : اذا أجمع علی مُقام خمسَ عشرةَ اتمّ الصلوة حین یدخل ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۴ ج۵، من قال : اذا اجمع علی اقامة خمس عشرة اتم ، رقم الحدیث :۸۳۰۵)

ترجمہ:.....حضرت وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سفیان رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جب کسی جگہ پر پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ ہو تو وہاں داخل ہوتے ہی نماز پوری پڑھو۔

سفر میں قصر واجب ہے

اس رسالہ میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: مسافر کے لئے حالت سفر میں قصر واجب ہے اور اتمام یعنی پوری نماز پڑھنا جائز نہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

نماز ابتداء میں دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں، وہی سفر میں برقرار رکھی گئیں

(۱).....عن عائشة رضی الله عنها قالت : الصلوة اوّلُ ما فُرضت رکعتان ، فاُقِرَّت صلوةُ السفر واُتِمَّتْ صلوة الحضر۔

(بخاری ص۱۴۸ج۱، باب یقصر اذا خرج من موضعه ، رقم الحدیث:۱۰۹۰)

ترجمہ:.....نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نماز ابتداءً دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھیں، سفر کی نماز برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری کر دی گئی،

(۲).....عن السائب بن یزید الکندی –ابن اخت النمر– قال : فرضت الصلوة رکعتین رکعتین ' ثم زید فی صلوة الحضر ' واقرت صلوة السفر۔

(مجمع الزوائد ص۲۹۶ج۲، باب صلوة السفر، رقم الحدیث:۲۹۳۷۔طبرانی (کبیر) رقم الحدیث:۶۶۷۶)

ترجمہ:.....حضرت سائب بن یزید کندی رضی اللہ عنہ-نمر کے خواہر زادے (بھانجے)- فرماتے ہیں کہ: نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں، پھر حضر کی نماز میں اضافہ ہو گیا اور سفر کی نماز یونہی برقرار رکھی گئی۔

(۳).....عن ابی هریرة رضی الله عنه انّه قال : ایّها الناس ! انّ الله عز و جل فرض الصلوة علی لسان نبیکم صلی الله تعالی علیه وسلم فی الحضر اربعا ' و فی السفر رکعتین۔(مجمع الزوائد ص۲۹۶ج۲، باب صلوة السفر، رقم الحدیث:۲۹۳۴)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اے لوگو! بیشک اللہ تعالی نے تمہارے نبی کریم ﷺ کی زبان سے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں نماز فرض فرمائی ہیں۔

اللہ تعالی نے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہے

(۴).....عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : فرض الله الصلوة علی لسان نبیکم صلی الله علیه وسلم فی الحضر اربعا وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة۔

(مسلم ص۲۴۱ ج۱، باب صلوة المسافرین و قصرها ، رقم الحدیث:۶۸۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے تمہارے نبی کریم ﷺ کی زبان سے حضر میں چار رکعتیں، اور سفر میں دو رکعتیں، اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

(۵).....عن عمر رضی الله عنه قال : صلوة السفر رکعتان ، و صلوة الجمعة رکعتان ، والفطر والاضحی رکعتان ، تمامٌ غیرُ قصرٍ ، علی لسان محمّد صلی الله علیه وسلم۔

(ابن ماجہ ص۷۶ ج۱، باب تقصیر الصلوة فی السفر، رقم الحدیث:۱۰۶۴۔نسائی ص۱۶۲ ج۱، عدد صلوة الجمعة ، رقم الحدیث:۱۴۲۱)

ترجمہ:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں، جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز دو دو رکعتیں ہیں جو پوری ہیں، ان میں محمد ﷺ کی زبان سے کمی نہیں ہے۔

آپ ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سفر میں قصر کرتے تھے

(۶).....ابن عمر رضی الله عنهما یقول : صحبتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان لا یزید فی السفر علی رکعتین ، و ابابکر و عمرَ و عثمانَ رضی الله عنهم کذلک۔(بخاری ص۱۴۹ ج۱، باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوة ، رقم الحدیث:۱۱۰۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا، آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اور میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہا وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(۷).....(عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما : فی حدیث طویل) انی : صحبتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم فی السفر ' فلم یزد علی رکعتین حتی قبضه الله ، و صحبتُ ابابکر فلم یزد علی رکعتین حتی قبضه الله ، وصحبت عمر فلم یزد علی رکعتین حتی قبضه الله ، ثم صحبت عثمان فلم یزد علی رکعتین حتی قبضه الله ، وقد قال الله تعالی : ﴿ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة ﴾۔

(مسلم ص۲۴۲ ج۱، باب صلوة المسافرین و قصرها ، رقم الحدیث:۶۸۹)

ترجمہ:.....(ایک طویل حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:) میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا، آپ نے نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو بلا لیا، اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا، آپ نے نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو بلا لیا، اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا، آپ نے نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو بلا لیا، اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا، آپ نے نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو بلا لیا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اچھا نمونہ ہے۔

(۸).....عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : سافرت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ' و مع ابی بکر و عمر رضی الله عنهما ' کلّهم صلی من حین یخرج من

المدينة الى ان يرجع اليها ركعتين فى المسير والمقام بمكة۔

(مجمع الزوائد ص۲۹۸ ج۲، باب صلوة السفر، رقم الحديث:۲۹۴۶۔طبرانی (اوسط) رقم الحديث:۴۵۶۲۔مسند ابویعلی، رقم الحديث:۵۸۳۶)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا ہے، سب نے مدینہ طیبہ سے جانے اور واپس مدینہ منورہ آنے تک دو رکعتیں ہی پڑھیں سفر کے دوران بھی اور مکہ مکرمہ اقامت کے دوران بھی۔

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے سفر میں نمازیں قصر پڑھیں

(۹).....انسا رضى الله عنه يقول : خرجنا مع النّبى صلى الله عليه وسلم من المدينة الى مكة ، فكان يصلّى ركعتين ركعتين حتى رجعنا الى المدينة ، قلت : اَقَمْتُم بمكة شيئا ؟ قال : اَقَمْنا بها عشرا۔

(بخاری، باب ما جاء فى التقصير ، وكم يقيم حتى يقصر ، رقم الحديث:۱۰۸۱)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ مدینہ منورہ واپسی تک دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے، (راوی فرماتے ہیں کہ:) میں نے عرض کیا: آپ مکہ مکرمہ میں کتنے دن مقیم رہے؟ انہوں نے فرمایا: ہم دس دن ٹھہرے تھے۔

(۱۰).....عن ابن عباس رضى الله عنهما : ان النّبى صلى الله عليه وسلم خرج من المدينة الى مكة لا يخاف الّا الله ربّ العلمين فصلّى ركعتين۔

(ترمذی ص۱۲۲ ج۱، باب [ما جاء فى] التقصير فى السفر ، رقم الحديث:۵۴۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ سوائے اللہ رب العالمین کے کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں۔

آپ ﷺ سفر میں قصر کرتے اور دو رکعت پر زیادتی نہیں فرماتے

(۱۱).....عن ابن مسعود رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصوم فی السفر ' ویفطر ، ویصلی الرکعتین لا یدعهما ' یعنی لا یزید علیهما۔

(طحاوی ص۵۳۶ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۵۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے اور افطار بھی فرماتے ، اور نماز دو رکعتیں پڑھتے تھے، یعنی دو رکعت پر زیادتی نہیں کرتے تھے۔ (قصر کرتے اور اتمام نہیں فرماتے)۔

(۱۲).....جعل النّاس یسألون ابن عباس رضی الله عنهما عن الصلوة ؟ فقال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرج من اهله ' لم یصل الا رکعتین ' حتی یرجع الیهم۔ (طحاوی ص۵۳۶ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۵۵)

ترجمہ:.....لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے (سفر کی) نماز کے بارے میں سوال کرنے لگے کہ: سفر میں نماز کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ جب اپنے اہل (گھر) سے نکلتے تو واپس تشریف لانے تک دو ہی رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے۔

(۱۳).....عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرج من هذه المدینة لم یزد علی رکعتین ' حتی یرجع الیها۔

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب اپنے اس شہر مدینہ منورہ سے نکلتے تو واپس تشریف لانے تک دو رکعت سے زائد نہ پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ، باب تقصیر الصلوۃ فی السفر ، رقم الحدیث:۱۰۶۷)

(۱۴).....ان فتی سأل عمران بن حصین رضی الله عنه عن صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی السفر فعدل الی موضع العوقة فقال : ان هذا الفتی ' سألنی عن صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی السفر ؟ فاحفظوها عنی ' ما سافر رسول الله صلی الله علیه وسلم سفرا الا صلی رکعتین حتی یرجع الخ ۔

(طحاوی ص۵۳۷ ج۱، باب صلوۃ المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۵۹)

ترجمہ:.....ایک نوجوان نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی سفر کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ مقام عوقہ کی طرف گئے اور فرمایا کہ: اس نوجوان نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا ہے، تو تم سب اسے مجھ سے یاد رکھو۔ رسول اللہ ﷺ ہر سفر میں واپس تشریف لانے تک دو ہی رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے۔

تشریح:.....یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے فرق کے ساتھ ''سنن ابو داؤد'' اور ''ترمذی شریف'' میں بھی آئی ہے۔

(ابوداؤد، باب متی یتم المسافر ، رقم الحدیث:۱۲۲۹۔ترمذی، باب [ما جاء فی] التقصیر فی السفر، رقم الحدیث:۵۴۵)

(۱۵).....عن عون بن ابی جحیفة ' عن ابیه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم خرج مسافرا ' فلم یزل یصلی رکعتین رکعتین حتی رجع۔

ترجمہ:.....حضرت عون بن ابی جحیفہ رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ جب سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو واپس لوٹنے تک برابر دو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔(طحاوی ص۵۳۹ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحديث:۲۳۶۹)

سفر میں قصر کرنا ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے

(۱۶).....عن موسى بن سلمة الهُذلي قال : سألت ابن عباس رضى الله عنهما : كيف أُصلِّي اذا كنتُ بمكة ' اذا لم اصلّ مع الامام ؟ فقال : ركعتين سنة ابى القاسم صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ:.....حضرت موسی بن سلمہ ہذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ: جب میں مکہ مکرمہ میں ہوں اور میں نے امام کے ساتھ نماز نہ پڑھی ہو تو کیسے نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: دو رکعتیں یہی سنت ہے ابوالقاسم ﷺ کی۔(مسلم ص۲۴۱ ج۱، باب صلوة المسافرين و قصرها ، رقم الحديث:۶۸۸)

قصر اللہ کی طرف سے صدقہ ہے، اس کو قبول کرو

(۱۷).....عن يعلى بن امية قال : قلت لعمر بن الخطاب رضى الله عنه : ﴿ ليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ، ان يفتنكم الذين كفروا ﴾ فقد اِمِن الناس ، فقال : عجبتُ مما عجبتَ منه ' فسألتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك ، فقال : صدقة تصدّق الله بها عليكم ' فاقبلوا صدقتَهُ۔

(مسلم ص۲۴۱ ج۱، باب صلوة المسافرين و قصرها ، رقم الحديث:۶۸۶)

ترجمہ:.....حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ: ﴿ ليس عليكم جناح ﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اب تو لوگ امن

میں ہوگئے ہیں، آپ نے فرمایا: تمہیں عجیب لگی ہے وہ بات جو مجھے عجیب لگی تھی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ: یہ اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے، لہذا تم اس کے صدقے کو قبول کرو۔

سفر کی دو رکعتیں آسمان سے اتری ہیں، چاہو تو ان کو رد کردو

(۱۸).....عن ابی الکنود قال : سألت ابن عمر رضی الله عنهما عن صلوة السفر؟ فقال : رکعتان نزلتا من السماء ' فان شئتم فردوهما۔

(مجمع الزوائد ص۲۹۶ ج۲، باب صلوة السفر ، رقم الحدیث:۲۹۳۵)

ترجمہ:.....حضرت ابوالکنود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: دو رکعتیں ہیں' جو آسمان سے اتری ہیں، چاہو تو ان کو رد کردو۔

سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں، جس نے اس سنت کی مخالفت کی اس نے کفر کیا

(۱۹).....عن مورق رحمه الله قال : سألت ابن عمر رضی الله عنهما عن الصلوة فی السفر ، فقال : رکعتین رکعتین ' من خالف السنة کفر۔

(مجمع الزوائد ص۲۹۶ ج۲، باب صلوة السفر، رقم الحدیث:۲۹۳۶۔ مصنف عبدالرزاق ص۵۱۹ ج۲، باب الصلوة فی السفر، رقم الحدیث:۴۲۸۱۔ طحاوی ص۵۴۰ ج۱، باب صلوة المسافر، رقم الحدیث:۲۳۹۹)

ترجمہ:.....حضرت مورق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دوران سفر نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: دو دو رکعتیں ہیں، جس نے سنت (یعنی اس طریقہ) کی مخالفت کی اس نے کفر کیا۔

قصر کی جگہ اتمام کرنے والے گمراہ ہو جائیں گے

(۲۰).....عن عطاء بن یسار رحمه الله قال : ان ناسا قالوا : یا رسول الله ! کنا مع فلان فی السفر فابی الا ان یصلی لنا اربعا اربعا ؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا والذی نفسی بیده تضلون۔

ترجمہ:.....حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کچھ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول !(ﷺ) ہم فلاں صاحب کے ساتھ سفر میں تھے، انہوں نے ہمیں نماز پڑھانے سے انکار کیا، بجز اس صورت کے کہ وہ چار چار رکعتیں پڑھائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ایسی صورت میں تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (المدونۃ الکبری ص۱۲۱ ج۱، باب قصر الصلوة للمسافر)

اتمام کرنے والے اللہ ان کا برا کرے، اللہ کی قسم یہ سنت کو نہ پہنچے

(۲۱).....عن خلف بن حفص عن انس رضی الله عنه قال : انطلق بنا الی الشام الی عبد الملک و نحن اربعون رجلا من الانصار لیفرض لنا ، فلمّا رجع و کنّا بفج الناقة صلّی بنا الظهر رکعتین ' ثم دخل فسطاطه ' و قام القوم یضیفون الی رکعتیهم رکعتین اخریین ، فقال : قبح الله الوجوه ' فو الله ما اصابت السنة ' ولا قبلت الرخصة ' فأشهد ' لسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : انّ قومًا یتعمَّقون فی الدین ' یَمْرُقون کما یَمرُقُ السّهمُ من الرَّمِیَّة ۔ (مجمع الزوائد ص۲۹۷ ج۲، باب صلوة السفر، رقم الحدیث:۲۹۴۱۔ کنز العمال ، رقم الحدیث:۳۱۵۴۳)

ترجمہ:.....حضرت خلف بن حفص رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: (انہوں نے فرمایا:) ہمیں ملک شام عبدالملک بن مروان کے پاس لے جایا گیا، ہم

چالیس انصاری مرد تھے، مقصد یہ تھا کہ وہ ہمارا وظیفہ مقرر کردے، جب ہم واپس ہوئے اور فج الناقہ پہنچے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے، لوگ اٹھے اور (پڑھی ہوئی) دو رکعتوں کے ساتھ دوسری دو رکعتوں کا اضافہ کرنے لگے، آپ نے فرمایا: خدا! ان کا برا کرے اللہ کی قسم یہ سنت کو نہ پہنچے نہ انہوں نے رخصت کو قبول کیا، گواہ رہو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے کہ: بہت سے لوگ دین میں خوب گہرائی میں جائیں گے، لیکن وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔

جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھیں وہ اپنی نماز لوٹائے

(۲۲).....عن ابراهيم ان ابن مسعود رضى الله عنه قال : من صلى فى السفر اربعا اعاد الصلوة ۔ (معجم طبرانی (کبیر) ص۲۸۹ ج۹، رقم الحديث:۹۴۵۹۔ مجمع الزوائد ص۲۹۶ ج۲، باب صلوة السفر ، رقم الحديث:۲۹۳۸)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھیں وہ اپنی نماز لوٹائے۔

جو سفر میں چار رکعتیں پڑھے وہ ایسے ہے جیسے حضر میں دو رکعت پڑھے

(۲۳).....عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حين سافر ركعتين ركعتين و حين اقام اربعا ، قال : و قال ابن عباس رضى الله عنهما : فمن صلى فى السفر اربعا ' كمن صلى فى الحضر ركعتين ، الخ۔

(مجمع الزوائد ص۲۹۷ ج۲، باب صلوة السفر ، رقم الحديث:۲۹۴۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے

جب سفر فرمایا تو دو دو رکعتیں پڑھیں، اور جب آپ مقیم ہوئے تو چار پڑھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو شخص دوران سفر چار رکعتیں پڑھتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ وہ شخص جو حضر میں دو رکعت پڑھے۔

حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا فتوی کہ: مسافر دو رکعتیں پڑھے

(۲۴).....ان علیا رضی الله عنه قال : صلوة المسافر رکعتان۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۱۹ ج۲، باب الصلوة فی السفر ، رقم الحدیث:۴۲۸۰)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مسافر کی نماز دو رکعتیں ہیں۔

(۲۵).....کتب عبید الله بن عمر الی ابن عمر رضی الله عنهما وهو بارض فارس: انا مقیمون الی الهلال ' فکتب : ان اصلی رکعتین۔

ترجمہ:.....حضرت عبیداللہ بن عمر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فارس سے خط لکھا کہ: ہم تو ہلال (چاند دیکھنے تک، مطلب کہ طویل عرصہ تک) رہنے والے ہیں، (تو قصر کریں یا اتمام؟) تو آپ نے جواب میں (مجھے) تحریر فرمایا کہ: میں دو رکعتیں پڑھتا رہوں۔ (مصنف عبدالرزاق ص۵۳۴ ج۲، باب الرجل یخرج فی وقت ، رقم الحدیث:۴۳۴۴)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں چار رکعتوں سے کیا کام

(۲۶).....عن ابی لیلی الکندی رحمه الله ' قال : خرج سلمان رضی الله عنه فی ثلاثة عشر رجلا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزاة ' و کان سلمان رضی الله عنه اسنّهم ، فحضرت الصلوة ' فاُقیمت الصلوة ' فقالوا : تقدم یا ابا عبد الله ! فقال : ما انا بالذی اتقدم ' انتم العرب ' و منکم النّبی صلی الله علیه وسلم ' فلیتقدَّمْ بعضُکم ' فتقدَّم بعضُ القوم ' فصلّی اربع رکعات ، فلمّا قضی

الصلوة ، قال سلمان رضی الله عنه : مالنا و للمُربَّعة ، انما یکفینا نصف المُربَّعة۔

ترجمہ:.....حضرت ابولیلی الکندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے تیرہ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان میں سب سے بڑی عمر کے تھے، جب نماز کا وقت ہوگیا تو نماز کھڑی ہوئی، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آگے بڑھو، انہوں نے فرمایا: میں آگے نہیں بڑھوں گا، تم عرب ہو، نبی کریم ﷺ تمہیں میں سے ہیں، تم میں سے کوئی آگے بڑھے، تو لوگوں میں سے ایک صاحب نے بڑھ کر چار رکعات نماز پڑھائی، جب نماز پوری ہوئی تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں چار رکعتوں سے کیا کام، ہمیں تو چار کی جگہ دو کافی تھی۔ (طحاوی ص۵۴۰ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۷۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھتے تھے

(۲۷).....عن عبد الرحمن بن المسور ، قال : کنا مع سعد بن ابی وقاص فی قریة من قری الشام ، فکان یصلی رکعتین ، فنصلی نحن اربعا ، فنساله عن ذلک ، فیقول سعد : نحن أعلم۔ (طحاوی ص۵۴۰ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۷۸)

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن بن مسور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم ملک شام کی ایک بستی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور ہم چار رکعتیں پڑھتے تھے، ہم نے اس کے متعلق ان سے سوال کیا، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم زیادہ جانتے ہیں (کہ سفر میں دو رکعت ہیں)۔

حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ کا فتوی: مسافر دو رکعتیں پڑھے گا

(۲۸).....عن الحسن و قتادة رحمهما الله قالا : المسافر یصلی رکعتین حتی

یرجع ، الخ۔(مصنف عبدالرزاق ص۵۲۰ ج۲، باب الصلوة فی السفر ، رقم الحدیث:۴۲۸۲)

ترجمہ:.....حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: مسافر (سفر سے) واپس لوٹنے تک دو رکعتیں پڑھے گا۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ سفر میں قصر کرتے تھے

(۲۹).....عن عبد الرحمن بن سمرة رضی الله عنه قال : کنا معه فی بلاد فارس سنتین و کان لا یجمع ' ولا یزید علی رکعتین۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۳۶ ج۲، باب الرجل یخرج فی وقت ، رقم الحدیث:۴۳۵۲)

ترجمہ:.....(حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) ہم عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فارس کے شہروں میں دو سال تک رہے، اور آپ نہ جمع بین الصلوتین کرتے تھے اور نہ دو رکعت پر زیادتی کرتے تھے۔

(۳۰).....عن ابراهیم عن علقمة انه اقام بخوارزم سنتین فصلی رکعتین۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۳۶ ج۲، باب الرجل یخرج فی وقت ، رقم الحدیث:۴۳۵۵)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ حضرت علقمہ رحمہ اللہ کے ساتھ خوارزم میں دو سال رہے، پس وہ دو رکعت (قصر ہی) پڑھتے رہے۔

(۳۱).....عن عیسی بن ابی عزة قال : مکث عندنا عامر الشعبی بالنهرین اربعة اشهر ، لا یزید علی رکعتین۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۳۸ ج۲، باب الرجل یخرج فی وقت ، رقم الحدیث:۴۳۶۳)

ترجمہ:.....حضرت عیسی بن ابوعزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ ہمارے پاس چار مہینوں تک رہے، پس وہ دو رکعتوں پر زیادتی نہیں کرتے تھے۔

غیر مقلدین اور فرقۂ اہل حدیث کے نزدیک قصر افضل ہے واجب نہیں

مولانا اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:

''سفر میں قصر کرنا افضل ہے، جس نماز کے چار فرض ہوں دو پڑھے جائیں، صبح اور مغرب کی نماز قصر نہیں ہوں گی، وہ بدستور دو اور تین رکعت پڑھی جائیں گی، اگر کوئی پوری نماز ادا کرنا چاہے تو بھی درست ہے''۔(رسول اکرم ﷺ کی نماز ص۱۰۸)

نواب وحید الدین خان صاحب لکھتے ہیں:

''والاصح عندنا ان القصر افضل''۔(نزل الابرار ص۱۴۸ ج۱)

یعنی: زیادہ صحیح بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ قصر افضل ہے۔

موصوف ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

''فالافضل له قصر الرباعية وان صلى اربعا اجزأته''۔(کنز الحقائق ص۳۴)

یعنی: مسافر کے لئے چار رکعت والی نماز میں قصر کرنا افضل ہے، اور اگر چار رکعات پوری پڑھے تو بھی جائز ہے۔

مولوی خالد گرجاکھی لکھتے ہیں:

''یہ ایک مسئلہ ہے کہ: کیا مسافر شخص نماز پوری پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا افضل کیا چیز ہے؟ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ مسافر کو قصر کرنا افضل ہے..... گویا کہ افضل اگر چہ مسافر کے لئے قصر ہے، لیکن اتمام منع نہیں ہے، خصوصا جب کہ کوئی مصلحت درپیش ہو''۔

(صلوۃ النبی ص۲۷۸۔از: حدیث اور اہل حدیث ص۳۶۷)

سفر میں سنتیں اور نوافل

اس رسالہ میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: حالت سفر میں موقع ہو اور ممکن ہو تو سنتیں اور نوافل پڑھ سکتے ہیں، بلکہ پڑھنی چاہئیں۔ خود نبی پاک ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں نوافل پڑھتے تھے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

حالت سفر میں سنت اور نفل پڑھنا درست ہے، آپ ﷺ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے کہ وہ حالت سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھتے تھے۔

اکثر اہل علم سفر میں نفل پڑھنے کو اختیار کرتے اور پسند کرتے ہیں

محدث عظیم امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ثم اختلف اهل العلم بعدَ النّبی صلی الله علیه وسلم ' فرأی بعض اصحاب النّبی صلی الله علیه وسلم ان یتطوع الرجل فی السّفر وبه یقول احمد واسحاق ، ولم یر طائفة من اهل العلم ان یصلّیَ قبلها و لا بعدها ، ومعنی من لم یتطوّعْ فی السّفر قبول الرخصة ' ومن تطوع فله فی ذلک فضل کثیر ' وهو قول اکثر اهل العلم یختارون التطوع فی السفر۔

(ترمذی ص۱۲۳ج۱، باب ما جاء فی التطوع فی السفر ، قبل رقم الحدیث:۵۵۱)

ترجمہ:..... نبی کریم ﷺ کے بعد اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، نبی کریم ﷺ کے بعض صحابۂ کرام کا مذہب یہ ہے کہ آدمی سفر میں نفل پڑھے، امام احمد بن حنبل اور حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ اسی کے قائل ہیں، اور اہل علم کی ایک جماعت نے نماز سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھنے کو صحیح نہیں سمجھا، اور مراد اس سے جس نے سفر میں نفل نہیں پڑھے یہ ہے کہ اس نے رخصت کو قبول کیا، اور جو کوئی نفل پڑھے تو اس کے لئے بہت ثواب ہے، اور یہ قول اکثر اہل علم کا ہے کہ وہ سفر میں نفل پڑھنے کو اختیار کرتے اور پسند کرتے ہیں۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’ قد اتفق العلماء على استحباب النوافل المطلقة فی السفر واختلفوا فی استحباب الراتبة ‘ فترکها ابن عمر و آخرون واستحبها الشافعی فاصحابه والجمهور ‘‘ الخ۔(نووی شرح مسلم ص۲۴۲ ج۱)

ترجمہ:.....دوران سفر مطلق نوافل کے استحباب پر تو سب علماء کا اتفاق ہے، البتہ سنن مؤکدہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسروں نے تو انہیں چھوڑ دیا، امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور جمہور علماء ان کے پڑھنے کو مستحب جانتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں بھی نفل پڑھتے تھے

علامہ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’قد سئل الامام احمد رحمه الله عن التطوع فی السفر ؟ فقال : ارجو ان لا یکون بالتطوع فی السفر بأس ، قال : وروی عن الحسن انه قال : کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یسافرون فیتطوعون قبل المکتوبة و بعدها ، قال : وروی هذا عن عمر و علی وابن مسعود وجابر و انس و ابن عباس وابی ذر رضی الله عنهم۔(زاد المعاد فی هدی خیر العباد ص۱۳۱ ج۱)

ترجمہ:.....حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دوران سفر نوافل پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ سفر میں نفل پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر کرتے تھے تو فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل بھی

پڑھتے تھے، آپ نے فرمایا کہ: یہی حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

اکابر کی ان تصریحات اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں سنت ونفل پڑھنا ثابت ہے، اور آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع کی وجہ سے باعث اجر و ثواب ہے۔

غیر مقلدین اور فرقۂ اہل حدیث کے نزدیک سفر میں سنتیں معاف ہیں اور نہ پڑھنا اولی ہے۔ حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''معلوم ہو کہ سفر میں سنتیں، نفل سب معاف ہیں۔ (صلوۃ الرسول ص ۴۰۱)

نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ولا تسن للمسافر صلوة الرواتب الا الفجر والوتر ومن صلاها فلا بأس، غير ان تركها اولى''۔ (نزل الابرار ص ۱۵۰ ج ۱)

یعنی: اور مسافر کے لئے سنن مؤکدہ کا پڑھنا مسنون نہیں ہے، سوائے فجر اور وتر کے، اور اگر کوئی پڑھ لے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں، تاہم اولی و بہتر نہ پڑھنا ہی ہے۔

(از: حدیث اور اہل حدیث ص ۴۷۷)

آپ ﷺ نے سفر میں نماز سے پہلے اور بعد کی سنتیں پڑھیں

(۱).....عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : صلیت مع النّبی صلی الله علیه وسلم فی الحضر و السفر ، فصلّیتُ معه فی الحضر الظهر اربعا و بعدها رکعتین ، وصلّیت معه فی السّفر الظهر رکعتین وبعدها رکعتین ، والعصر رکعتین ولم یصلّ بعدها شیئا ، والمغرب فی الحضر والسّفر سواء ثلاث رکعاتٍ لا ینقُص فی حضر ولا سفرٍ ، وهی وتر النّهار وبعدها رکعتین۔

(ترمذی ص۱۲۳ج۱، باب ما جاء فی التطوع فی السفر ، رقم الحدیث:۵۵۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضر وسفر میں نماز پڑھی ہے، پس میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حضر میں ظہر کی چار رکعتیں اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، اور سفر میں ظہر کی دو رکعتیں اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، ایسے ہی عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد کچھ نہیں پڑھا، مغرب کی نماز حضر وسفر میں برابر ہے، یہ کل تین رکعتیں ہیں جو نہ کم ہوتی ہیں، نہ بڑھتی ہیں، اور یہ دن کے وتر ہیں، اور ان کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(۲).....عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : صلّیتُ مع النّبی صلی الله علیه وسلم الظّهر فی السفر رکعتین و بعدها رکعتین۔

(ترمذی ص۱۲۳ج۱، باب ما جاء فی التطوع فی السفر ، رقم الحدیث:۵۵۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

(۳).....قال ابن عباس رضی الله عنهما : قد فرض لرسول الله صلی الله علیه

وسلم الصلوة فی الحضر اربعا ، وفی السفر رکعتین ، فکما یتطوع ھٰھنا قبلھا ومن بعدھا ، فکذلک یصلّی فی السفر قبلھا و بعدھا۔

(طحاوی ص۵۴۳ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۴۰۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: تحقیق رسول اللہ ﷺ کے لئے فرض کی گئی ہیں حضر میں چار رکعات اور سفر میں دو رکعت، پس جیسے نماز سے پہلے اور نماز کے بعد یہاں نفل پڑھے جاتے ہیں ایسے ہی سفر میں بھی نماز سے پہلے اور نماز کے بعد نفل پڑھے جاتے ہیں۔

(۴).....عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ قال : صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعا ولیس بعدھا شیء ، وصلی المغرب ثلاثا و بعدھا رکعتین ، و قال : ھی وتر النھار ، و لا تنقص فی سفر ولا حضر ، وصلی العشاء اربعا ، وصلی بعدھا رکعتین ، قال : وصلّی فی السفر الظھر رکعتین ، وصلی بعدھا رکعتین ، وصلی العصر رکعتین ، ولیس بعدھا شیء ، و صلی المغرب ثلاثا و بعدھا رکعتین ، و صلی العشاء رکعتین و بعدھا رکعتین۔

(طحاوی ص۵۳۸ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۶۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حضر میں عصر کی) چار رکعتیں پڑھیں، اور ان کے بعد کچھ نہیں۔ مغرب کی تین رکعات پڑھیں اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دن کے وتر ہیں جو سفر و حضر میں کم نہیں ہوتے۔ اور عشاء کی چار رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد دو رکعتیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے سفر میں ظہر کی دو رکعتیں

پڑھیں، اوران کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، اوران کے بعد دو رکعتیں عصر کی پڑھیں، اوران کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اوران کے بعد دو رکعتیں، عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اوران کے بعد دو رکعتیں۔

(۵).....عن ابی جعفر رضی الله عنه قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یدع الرکعتین بعد المغرب ' والرکعتین قبل الفجر فی حضر و لا سفر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۵ ج۳، رکعتا الفجر تُصلّیان فی السفر ؟ رقم الحدیث:۳۹۵۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ مغرب کی بعد کی دو رکعتیں اور فجر سے پہلے کی دو رکعتیں حضر وسفر میں نہیں چھوڑتے تھے۔

حضرت ابن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سفر میں نوافل پڑھتے تھے

(۶).....عن قتادة : ان ابن مسعود و عائشة رضی الله عنهما : کانا یتطوعان فی السفر قبل الصلوة و بعدها۔

(مجمع الزوائد ص۳۰۸ ج۲، باب التّطوع فی السّفر قبل الصلوة و بعدها ، رقم الحدیث:۲۹۹۳)

ترجمہ:.....حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سفر میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد نوافل پڑھا کرتے تھے۔

(۴).....عن انس بن سیرین ' قال : خرجنا مع انس بن مالک رضی الله عنه الی شق سیرین ' فأمَّنا فی السفینة علی بساط ' فصلی الظهر رکعتین ' ثم صلی بعدها رکعتین۔ (طحاوی ص۵۴۱ ج۱، باب صلوة المسافر ، رقم الحدیث:۲۳۸۵)

ترجمہ:.....حضرت انس بن سیرین فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیرین کے ایک کنارے کی طرف نکلے، انہوں نے کشتی میں چٹائی پر ہمیں نماز

پڑھائی، تو ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

آپ ﷺ نے سفر میں چاشت کی نماز پڑھی

(۷).....عن ام هانی رضی الله عنها قالت : لما کان یوم فتح مکة دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم بماء ، و سترت ام هانیء وام سلیم ام انس بن مالک بملحفةٍ ، ثمّ دخل بیت ام هانیء ، فصلّی الضحی اربع رکعات۔

(مجمع الزوائد ص۴۱۲ ج۲، باب صلوة الضحی ، رقم الحدیث:۳۴۲۸)

ترجمہ:.....حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن (غسل کے لئے) پانی منگوایا، حضرت ام ہانی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یعنی (حضرت) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی والدہ نے چادر سے پردہ کئے رکھا، پھر آپ ﷺ (غسل کرکے) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں۔

(۸).....وعنها انّ النّبی صلی الله علیه وسلم دخل علیها یوم الفتح ، فصلّی الضحی ست رکعات۔ (مجمع الزوائد ص۴۱۲ ج۲، باب صلوة الضحی ، رقم الحدیث:۳۴۲۹)

ترجمہ:.....حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن ان کے پاس تشریف لائے اور چاشت کی چھ رکعتیں پڑھیں۔

(۹).....وعن ابی هریرة رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه و سلم : لا یترک الضحی فی السفر ولا غیره۔

(مجمع الزوائد ص۴۱۳ ج۲، باب صلوة الضحی ، رقم الحدیث:۳۴۳۱)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ چاشت کی

نماز نہ سفر میں ترک فرماتے اور نہ اس کے علاوہ میں (یعنی حضر میں)۔

آپ ﷺ نے سفر میں بھی ظہر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑیں

(۲).....عن البراء بن عازب رضی الله عنه قال : صحبتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم ثمانیة عشر سفرا ' فما رأیتُه ترک الرکعتین اذا زاغت الشمس قبل الظهر۔

(ترمذی ص۱۲۳ج۱، باب ما جاء فی التطوع فی السفر ، رقم الحدیث:۵۵۰۔

ابوداؤد، باب التطوع فی السفر، رقم الحدیث:۱۲۲۲)

ترجمہ:.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں چھوڑی ہوں۔

آپ ﷺ کا سفر میں وتر کے بعد نفل پڑھنے کا حکم فرمانا

(۱۱).....عن ثوبان (رضی الله عنه) مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر، فقال : انّ هذا السفر جهد و ثقل ' فاذا اوتر احدکم فلیرکع رکعتین ' فان استیقظ والا کانتا له۔

(طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۹۶۷)

ترجمہ:.....رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ سفر بڑا مشکل اور بوجھل ہے، پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھ لے تو (اس کے بعد) دو رکعتیں پڑھے اور جاگ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ یہی اس کے لئے کافی ہیں۔

تشریح:.....''دارمی''میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے:

عن ثوبان (رضی الله عنه) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ان هذا السهر جُهد و ثقل ' فاذا اوتر احدکم فلیرکع رکعتین ' فان قام من اللیل والا کانتا له ، رواه الدارمی۔

(دارمی ص۴۵۲ ج۱، باب فی الرکعتین بعد الوتر ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۵۹۴۔مشکوة ، باب الوتر ، رقم الحدیث:۱۲۱۳)

ترجمہ:.....حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: بلا شبہ بیداری بہت مشکل اور دشوار کام ہے،لہذا تم میں سے جب کوئی وتر پڑھے تو اس کو چاہئے کہ وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، پھر اگر وہ رات میں بیدار ہو کر تہجد پڑھتا ہے تو بہت بہتر ،اور اگر نہیں بیدار ہوتا ہے تو یہ دو رکعتیں اس کے لئے کافی ہوں گی۔(الرفیق الفصیح ص۴۴۴ ج۸)

سفر میں سواری پر نفل

محدثین نے اپنی کتب میں مختلف ابواب قائم فرمائے ہیں' جن میں ہے کہ حالت سفر میں سواری پر نفل پڑھنے کا طریقہ اور آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام کس طرح حالت سفر میں سواری پر نماز پڑھتے تھے، اور یہ سواری پر نماز نفل ہی تھی، اس لئے کہ کئی روایتوں میں اس کی صراحت ہے کہ سواری پر وتر نہیں پڑھتے تھے، اسی طرح فرض کے لئے سواری سے نیچے اترتے تھے۔ان تمام روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں نفل پڑھنا درست اور صحیح ہے، یہاں ''بخاری شریف'' کی چند روایات کے نقل کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

(۱۰).....عبد الله بن عامر ان اباه (رضی الله عنه) اخبره : انه رأی النبی صلی الله

علیه وسلم صلّی السُّبحة باللّیل فی السفر علی ظَهر راحلته حیثُ تَوَجَّهَتْ به۔

(بخاری، باب من تطوّع فی السّفر فی غیر دُبر الصَّلَوات و قبلَها ، رقم الحدیث:۱۱۰۴)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عامر سے روایت ہے کہ: ان کے والد (حضرت عامر رضی اللہ عنہ) نے ان کو یہ حدیث بیان کی کہ: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ: آپ ﷺ دوران سفر رات میں نفل ادا فرمارہے تھے، اپنی سواری کی پشت پر وہ سواری آپ کو لے کر جس طرف کا بھی رخ کرتی۔

(۱۱).....عن محمد بن عبد الرحمن انّ جابر بن عبد الله (رضی الله عنه) اخبره ان النّبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی التَّطوُّع وهو راکب فی غیر القبلة۔

(بخاری، باب صلوة التطوّع علی الدواب ' حیثما توجهت به ، رقم الحدیث:۱۰۹۴)

ترجمہ:.....حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ: نبی کریم ﷺ حالت سفر میں نفل پڑھتے تھے، اور قبلہ رخ نہیں ہوتے تھے۔

(۱۲).....کان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما : یصلی فی السفر علی راحلته اینما توجهت [به] یُؤمِی ، وذکر عبد الله : ان النّبی صلی الله علیه وسلم کان یفعله۔(بخاری، باب الایماء علی الدابة ، رقم الحدیث:۱۰۹۶)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں سواری پر نماز پڑھتے تھے، جس طرف سواری مڑتی وہ اشارہ کرتے تھے، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ بھی اس طرح کرتے تھے۔

(۱۳).....عن عبد الله بن عامر بن ربیعة ان عامر بن ربیعة (رضی الله عنه) اخبره

قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على الراحلة يُسبّح ، يؤمي برأسه قِبَلَ اَيِّ وجهٍ توجَّه ، ولم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع ذلك في الصّلوة المكتوبة۔(بخاری، باب ينزل للمكتوبة ، رقم الحديث:۱۰۹۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمار بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حدیث بیان کی کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ: آپ سواری پر سر کے اشارہ سے نماز پڑھتے تھے، جس طرف بھی سواری کا رخ ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں اس طرح نہیں کرتے تھے۔

(۱۴).....جابر بن عبد الله رضى الله عنهما : انّ النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى على راحلته نحو المشرق ، فاذا اراد ان يصلى المكتوبة نزل فاستقبل القبلة۔(بخاری، باب ينزل للمكتوبة ، رقم الحديث:۱۰۹۹)

ترجمہ:.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ مشرق کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے سواری پر نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ فرض پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اتر کر قبلہ کی طرف منہ کرتے۔

سنت فجر کے بعد لیٹنا

اس مختصر رسالہ میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے، سنت فجر کے بعد لیٹنا سنت نہیں، بلکہ بعض اکابر صحابہ کرام مثلا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور تابعین میں حضرت ابراہیم نخعی، حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے اس عمل پر نکیر اور ناپسندیدگی کا اظہار منقول ہے۔ ہاں سنت کی نیت کئے بغیر آرام کی نیت سے لیٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

سنت فجر کے بعد لیٹنے کی شرعی حیثیت کیا ہے، آیا یہ سنت ہے یا نہیں؟ صحیح احادیث میں آپ ﷺ کا سنت فجر کے بعد آرام فرمانا اور تھوڑی دیر کے لئے لیٹنا آیا ہے، مثلا:

(۱)..... انّ عائشة رضى الله عنها قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سكت المؤذن بالاولى من صلاة الفجر قام فركع ركعتين خفيفتين قبل صلاة الفجر بعد ان يستبين الفجر ، ثم اضطجع على شقّه الايمن حتى يأ تيه المؤذن للاقامة۔ [۱]

(بخاری، باب من انتظر الاقامة ، رقم الحديث:۶۲۶)

---

[۱].....اس طرح کی کئی قولی اور فعلی روایتیں مختلف الفاظ سے کتب احادیث میں منقول ہیں، مثلا:

(۱).....انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى احدى عشرة ركعة كانت تلك صلا ته –تعنى بالليل– فيسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ احدكم خمسين آية قبل ان يرفع رأسه و يركع ركعتين قبل صلاة الفجر ، ثم يضطجع على شقه الايمن حتى يأتيه المؤذن للصلاة۔

(بخاری، باب ما جاء فى الوتر ، رقم الحديث:۹۹۴)

(۲).....انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى احدى عشرة ركعة ، كانت تلك صلا ته يسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ احدكم خمسين آية قبل ان يرفع رأسه ، و يركع ركعتين قبل صلاة الفجر ، ثم يضطجع على شقه الايمن حتى يأتيه المنادى للصلاة۔

(بخاری، باب طول السجود فى قيام الليل ، رقم الحديث:۱۱۲۳)

(۳).....عن عائشة رضى الله عنها قالت :كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا صلّى ركعتى الفجر ، اضطجع على شقه الايمن۔

(بخاری، باب الضجعة على الشق الايمن بعد ركعتى الفجر ، رقم الحديث:۱۱۶۰)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب مؤذن فجر کی پہلی اذان سے (یعنی اذان سے، اقامت مراد نہیں ہے) خاموش ہوتے (یعنی اذان پوری ہوتی) تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں ہلکی سنتیں پڑھتے صبح صادق کے ظاہر ہونے کے بعد، (یعنی جب مکمل طور پر صبح صادق ہوجاتی) پھر داہنی کروٹ لیٹ

(۴).....عن عائشة رضی الله عنها : انّ النبی صلی الله علیه وسلم : کان اذا صلّی سنة الفجر ' فان کنتُ مستیقظة حدثنی والا اضطجع حتی یؤذن بالصلاة۔

(بخاری، باب من تحدث بعد الرکعتین ولم یضطجع ، رقم الحدیث:۱۱۶۱)

(۵).....انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلّی رکعتین ' فان کنت مستیقظة حدثنی والا اضطجع ۔(بخاری، باب الحدیث بعد رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۱۱۶۸)

(۶).....کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل احدی عشرة رکعة ' فاذا طلع الفجر صلی رکعتین خفیفتین ' ثم اضطجع علی شقه الایمن حتی یجیء المؤذن فیؤذنه۔

(بخاری، باب الضجع علی الشق الایمن ، رقم الحدیث:۶۳۱۰)

(۷)..... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا صلی احدکم الرکعتین قبل الصبح فلیضطجع علی یمینه۔(ابوداؤد، باب الاضطجاع بعدها ، رقم الحدیث:۱۲۶۱)

(۸)..... قالت عائشة رضی الله عنها : کان النبی صلی الله علیه وسلم : اذا صلّی رکعتی الفجر ' فان کنتُ نائمة اضطجع ' وان کنت مستیقظة حدثنی۔

(ابوداؤد، باب الاضطجاع بعدها ، رقم الحدیث:۱۲۶۳)

(۹)..... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمینه۔(ترمذی، باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر ، تحت رقم الحدیث:۴۲۰)

(۱۰).....کان النبی صلی الله علیه وسلم : اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الضجعة بعد الوتر و بعد رکعتی الفجر ، تحت رقم الحدیث:۱۱۹۸)

(۱۱).....کان رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الضجعة بعد الوتر و بعد رکعتی الفجر ، تحت رقم الحدیث:۱۱۹۹)

جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن اقامت کے لئے آتے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ کا یہ عمل عبادت کے طور پر تھا یا بطور عادت تھا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صراحت فرمادی کہ آپ ﷺ کا یہ عمل سنت نہیں تھا بلکہ آرام کے لئے تھا۔اور بعض اکابر حضرات صحابہ کرام مثلا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، اسی طرح اکابر امت میں سے: حضرت ابراہیم نخعیؒ حضرت حسن بصریؒ حضرت اسود بن یزید رحمہم اللہ سے اس عمل پر ناپسندیدگی اور کراہت اور زجر وتوبیخ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل سنت اور عبادت کے طور پر نہیں تھا، بلکہ استراحت اور آرام کے لئے تھا۔

اسی لئے اکابر امت میں سے اکثر حضرات اس عمل کو سنت نہیں سمجھتے، آدمی تھکا ہوا ہے، یا سستی کو دور کرنے کے لئے اگر وقت میں گنجائش ہو تو لیٹ سکتا ہے، مگر اس کو سنت نہ سمجھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو سنت سمجھنے والوں سے فرمایا تھا کہ: یہ تو بدعت ہے۔اور اس عمل پر فرمایا: شیطان تمہارے ساتھ کھیل رہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سب سے بہتر فیصلہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ہے، حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی راحت کے طور پر لیٹ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر اس کو سنت سمجھ کر لیٹنا مکروہ ہے۔(زادالمعاد ص۳۱۹ ج۱)

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے کہ آپ ﷺ رات کی تھکاوٹ (اور طویل تہجد) کی وجہ سے آرام فرماتے تھے ''ان الضجعة كانت للاستراحة''۔

(مرقاۃ ص۲۹۶ ج۴)

آپ ﷺ رات کو طویل نوافل پڑھتے تھے، یہاں تک کہ قدم مبارک پر ورم آجاتا

تھا، اس لئے تھکاوٹ ہوجاتی تھی، اس تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے بھی ہلکی سنت پڑھ کر آرام فرماتے، ''بخاری شریف'' کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ:

(۲).....آپ ﷺ رات میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ کی یہی نماز تھی، لیکن اس کے سجدے اتنے طویل ہوا کرتے تھے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی شخص پچاس آیتیں پڑھ سکے، فجر کی نماز سے پہلے آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے، اس کے بعد دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے، پھر مؤذن آکر آپ کو نماز کی اطلاع دیتے۔

(بخاری، باب طول السجود فی قیام اللیل ، رقم الحدیث:۱۱۲۳)

جب آپ ﷺ کا سجدہ اتنا طویل ہوتا تھا تو قیام کی کیا حالت ہوگی؟ بہرحال ان طویل رکعتوں کی وجہ سے تھکاوٹ کے بعد آرام فرماتے۔

کیا آپ ﷺ سے سنت فجر کے بعد مسجد میں لیٹنا بھی ثابت ہے؟

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ: کیا رسول اللہ ﷺ مسجد میں سنت پڑھ کے لیٹتے تھے یا اپنے دولت کدہ پر، شاید ایک حدیث بھی ایسی پیش کرنی مشکل ہے جس میں یہ صراحت ہو کہ آپ ﷺ نے مسجد میں فجر کی سنتیں پڑھیں اور مسجد ہی میں لیٹ گئے، اس لئے جو حضرات لیٹنے کو سنت قرار دیتے ہیں وہ یہ اپنے گھر پر کریں تو شاید حدیث کا اتباع ہوگا، مسجد میں لیٹنے پر تو کوئی حدیث نہیں، پھر مسجد میں لیٹنا کیا عمل بالحدیث ہے؟ اہل حدیث عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری تو صاف لکھتے ہیں کہ:

''لانه صلی الله علیه وسلم کان یصلی سنة الفجر فی البیت''۔

(تحفۃ الاحوذی ص۳۲۳ ج۱۔ ارمغان حق ص۹۴ ج۱)

یعنی نبی اکرم ﷺ فجر کی سنت گھر میں پڑھتے تھے۔

اس بات کی تائید امام ترمذی رحمہ اللہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے:

(۳).....وقد رُوی عن عائشة انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا صلی رکعتی الفجر فی بیته اضطجع علی یمینه۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر ، تحت رقم الحدیث:۴۲۰)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی گئی ہے کہ: نبی کریم ﷺ جب سنت فجر اپنے دولت کدہ پر ادا فرماتے تو داہنی کروٹ مبارک پر آرام فرماتے تھے۔[۱]

ابن حزم ظاہری نے اس مسئلہ میں بہت غلو سے کام لیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ: یہ لیٹنا واجب، بلکہ فرض اور شرط ہے، اس کے بغیر نماز فجر ہی صحیح نہیں۔

(بذل ص۴۶۶ ج۵، باب الاضطجاع بعدها ، تحت رقم الحدیث:۱۲۶۱)

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

---

[۱].....آپ ﷺ کا اکثر اعتکاف کا معمول رہا ہے، اس لئے حالت اعتکاف میں تو آپ ﷺ نے یقیناً فجر کی دو رکعتیں سنت مسجد میں پڑھی ہیں، مگر کیا کسی حدیث میں اس کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے حالت اعتکاف میں جب کہ سنت فجر مسجد میں ادا فرمائی، اور سنت کے بعد مسجد ہی میں آرام فرمایا، شاید اس کا ثبوت بھی مشکل ہے۔

آپ ﷺ سنت فجر پڑھ کر سنت کی نیت سے نہیں لیٹتے تھے

(۱)..... عن ابن جریج قال : اخبرنی مَن اُصَدِّقُ ان عائشة رضی الله عنها قالت : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا طلع الفجر یصلی رکعتین خفیفتین ' ثم یضطجع علی شقه الایمن حتی یأتیه المؤذن فیؤذنه بالصلوة ' لم یضطجع لسنة ' ولکنّه کان یَدْأبُ لیله فیستریح ، قال : فکان ابن عمر یُحْصِبُهُم اذا رآهم یضطجعون علی أیمانهم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۳ ج۳،باب الضجعة بعد الوتر و باب النافلة من اللیل، رقم الحدیث:۴۷۲۲)

ترجمہ:.....حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے اس شخص نے خبر دی جس کی میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ صبح صادق کے بعد ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ کر دائیں کروٹ لیٹ جاتے تھے حتی کہ مؤذن آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ آپ ﷺ اس لئے نہیں لیٹتے تھے کہ یہ سنت ہے، بلکہ اس وجہ سے لیٹتے تھے کہ رات کو آپ (طویل تہجد میں قیام کی وجہ سے) تھک جاتے تھے، اب کچھ آرام فرمالیں۔ ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب لوگوں کو اپنے دائیں پہلو پر لیٹا ہوا دیکھتے تو انہیں پتھر مارتے تھے۔

سنت فجر پڑھ کر لیٹنے والوں پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نکیر

(۲).....عن ابراهیم قال : قال عبد الله : ما بال الرجل اذا صلّی الرکعتین یتمعَّک کما تتمعَّک الدابةُ والحمار ؟ اذا سلم فقد فَصَل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۷ ج۴، من کرهه ، رقم الحدیث:۶۴۴۹)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کو کیا ہوگیا کہ: (فجر کی) دو رکعت (سنت) پڑھ کر گھوڑے، گدھے کی طرح دھول میں لت پت ہوتا ہے، جب سلام پھیر دیا تو فصل ہوگیا۔

تشریح:.....یعنی فرض اور سنت کے درمیان فصل ہوگیا، چونکہ بعض لوگ فصل کی نیت سے سنت کے بعد لیٹتے تھے، اس لئے فرمایا کہ: سلام پھیر دیا تو فصل ہوگیا۔

(۳).....عن ابراهيم قال : قال عبد الله : ما هذا التمرُّغُ بعد ركعتى الفجر كَتَمَرُّغِ الحمار؟۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۹ ج۴، من كره ، رقم الحديث:۶۴۵۷)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ (فجر کی) دو رکعت (سنت) کے بعد گدھے کی طرح دھول میں لت پت کرنا کیا ہے؟۔

(۴)..... عن نافع عن ابن عمر قال : لا نفعله ، و يقول : كفى بالتسليم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۲ ج۳، باب الضجعة بعد الوتر و باب النافلة من الليل، رقم الحديث:۴۷۲۰)

ترجمہ:.....حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم ایسا نہیں کرتے (یعنی سنت کے بعد نہیں لیٹتے) اور فرماتے کہ: سلام کافی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فجر کی سنت پڑھ کر لیٹنے والوں کو پتھر مارنے کا حکم

(۵)..... عن سعيد بن المسيب قال : رأى عمر رجلا يضطجع بين الركعتين ، فقال احصبوه– أو : ألا حصبتموه؟–۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۷ ج۴، من كره ، رقم الحديث:۶۴۴۸)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کو فجر کی دو رکعتیں (سنت) پڑھ کر لیٹتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اسے پتھر مارو- یا فرمایا: کیا تم نے اسے پتھر نہیں مارا؟-

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر وحضر میں فجر کی سنت پڑھ کر لیٹتے نہیں تھے

(٦)..... عن مجاهد قال :صحبت ابن عمر فی السفر والحضر فما رأيته اضطجع بعد ركعتی الفجر ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث:٦٤٤٦)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر وحضر میں رہا ہوں (اور سفر وحضر میں ان کی صحبت اٹھائی ہے) میں نے کبھی آپ کو فجر کی سنت پڑھ کر لیٹتے نہیں دیکھا۔

سنت فجر کے بعد لیٹنے والوں کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے

(٧)..... عن ابی مجلز ، قال :سألت ابن عمر عن ضجعة الرجل بعد الركعتين قبل صلاة الفجر ؟ فقال : يَتَلعبُ بكم الشيطان۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۸ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث:٦٤٥٠)

ترجمہ:.....حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنت فجر کے بعد لیٹنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ: شیطان تمہارے ساتھ کھیلتا ہے۔

سنت فجر کے بعد لیٹنا یہ تو بدعت ہے

(٨)..... عن ابی الصديق الناجی قال : رأى ابن عمر قوما اضطجعوا بعد ركعتی الفجر ، فأرسل اليهم فنهاهم ، فقالوا : نريد بذلك السنة ، فقال ابن عمر : ارجع

اليهم فأخبرهم انّها بدعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۸ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث: ۶۴۵۵)

ترجمہ:.....حضرت ابوصدیق ناجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ لوگوں کو فجر کی سنتوں کے بعد لیٹتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ایسا نہ کریں، انہوں نے کہا کہ: ہم تو سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ان کے پاس دوبارہ جاؤ، اور انہیں بتلاؤ کہ: یہ بدعت ہے۔

(۹)..... عن عبد الله ابن عمر رضى الله عنهما : انه رأى رجلا ركع ركعتى الفجر ثم اضطجع ، فقال ابن عمر : ما شانه ؟ فقال نافع : فقلت : يفصل بين صلوته قال ابن عمر : و ايّ فصل افضل من السلام۔

(مؤطا امام محمد ص ۱۴۵، باب فضل صلوة الفجر فى الجماعة وامر ركعتى الفجر)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو رکعت فجر (سے پہلے سنت) ادا کی پھر لیٹ گیا، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: وہ اپنی نماز کے درمیان فرق کو واضح کر رہا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام سے زیادہ فرق کرنے والی کون سی چیز ہے؟

(مؤطا امام محمدؒ مترجم ص ۱۲۵، باب فضل صلوة الفجر فى الجماعة و امر'الخ ، رقم الحديث: ۲۴۵)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنے کو پسند نہیں فرماتے

(۱۰)..... كان ابراهيم يكره الضجعة بعد ما يصلى الركعتين اللتين قبل الفجر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۷ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث: ۶۴۴۷)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنے کو پسند نہیں فرماتے تھے (اور مکروہ سمجھتے تھے)۔

فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنا' شیطان کا لیٹنا ہے

(۱۱).....عن ابراهيم قال : هي ضجعة الشيطان۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۸ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث:۶۴۵۳)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ (فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنا) شیطان کا لیٹنا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کو پسند نہیں فرماتے تھے

(۱۲).....عن الحسن : انه كان لا يعجبه ان يضطجع بعد ركعتى الفجر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۸ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث:۶۴۵۴)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فجر کی دو رکعت (سنت) کے بعد لیٹنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

(۱۳).....عن الاسود بن يزيد : انّه كان اذا صلّى ركعتى الفجر احتبى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۹ ج ۴، من كرهه ، رقم الحديث:۶۴۵۶)

ترجمہ:.....حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ جب فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھ لیتے تو بیٹھ جاتے۔

تشریح:.....''احتبـــاء'' کے معنی ہے: کپڑے سے کمر اور پنڈلیوں کو باندھ کر اکڑوں بیٹھ جانا۔

الدلائل المرغوبة فی جواز سنة الفجر عند المکتوبة

فجر کی جماعت کے دوران سنت فجر کا حکم

فجر کی جماعت شروع ہوجائے تو سنت فجر پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس مختصر رسالہ میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اس وقت سنت فجر پڑھنا جائز اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ خاتمہ میں سنت فجر کی اہمیت اور فضائل اور اس کے ترک پر قضا کی روایات بھی جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

نماز کی جماعت شروع ہوچکی ہوتو نوافل اور سنت کی گنجائش نہیں، اب جماعت کے ساتھ شرکت ضروری ہے، اور احادیث میں اس کا حکم بھی آیا ہے۔ دوسری طرف فجر سے پہلے کی دو رکعت سنت مؤکدہ کی احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے، اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائے گئے ہیں، اور اس کے چھوٹنے پر قضا بھی ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان سنتوں کو حتی الامکان چھوڑنا نہیں چاہئے۔ اب کوئی شخص ایسے وقت مسجد پہنچا کہ فجر کی جماعت شروع ہوچکی ہے تو کیا یہ فرض میں شریک ہوجائے یا سنت ادا کرے؟ حضرات علماء احناف رحمہم اللہ نے ان احادیث میں تطبیق کی یہ صورت بیان فرمائی کہ سنت فجر کے علاوہ اور سنتوں کو نہ پڑھا جائے، سیدھے مسجد پہنچ کر جماعت میں شریک ہوجائے، البتہ سنت فجر کی تاکید کی وجہ سے ایک رکعت کے ملنے کی قوی امید ہو تو جماعت خانہ سے علیحدہ کسی جگہ پر مختصر سنت کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں، پھر جماعت میں شرکت کی جائے۔

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ: اگر اس وقت سنت نہ پڑھی گئی تو چونکہ نماز فجر کے بعد نوافل پڑھنا ممنوع ہے، اس لئے وقت میں پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملے گا، اس لئے بھی بہتر یہ ہے کہ جماعت کی موجودگی ہی میں علیحدہ جگہ پر ادا کرلی جائیں۔

احناف کے مسلک کی اتباع میں بہت سی احادیث پر عمل ہوجائے گا، ورنہ بکثرت احادیث و آثار کا ترک لازم آئے گا۔ اس مختصر رسالہ میں مسلک احناف کے چند دلائل جمع کئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ ہمارا مسلک حدیث کے خلاف نہیں، بلکہ عین حدیث

کے مطابق اور اکابر صحابہ کے عمل کے موافق ہے۔

خاتمہ میں ان احادیث کو بھی جمع کر دیا گیا ہے، جن میں حالت جماعت میں فرض کے علاوہ دوسری نماز نوافل وغیرہ کا پڑھنا ممنوع ہے، اسی طرح سنت فجر کی اہمیت اور فضائل اور اس کے ترک پر قضا کا حکم ہے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

سنت فجر کے بارے میں چار مسائل

مسئلہ:..... فجر کی جماعت شروع ہوجانے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرنے کا اتنا موقع مل جائے کہ سنت ادا کر کے ایک رکعت مل سکے تو سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہو، اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہوجائے۔ (کفایت المفتی ص ۵۵۱ ج ۴، سوال نمبر: ۱۶۲۳، طبع: ادارۃ الفاروق، کراچی)

مسئلہ:.....صف کے پیچھے بغیر حائل کے سنت پڑھنا مکروہ ہے۔ اور صف میں یا صف کے برابر میں مل کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں، سخت مکروہ ہے۔

(کفایت المفتی ص ۵۴۹ ج ۴، سوال نمبر: ۱۶۲۲، طبع: ادارۃ الفاروق، کراچی)

مسئلہ:.....مسجد میں کوئی موقع آڑ کا نہ ہو تو ایسی صورت میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہئے، کراہت کے ساتھ سنت ادا کرنے سے چھوڑ دینا اچھا ہے۔ (حوالہ بالا، ص ۵۵۰)

مسئلہ:.....صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں، فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک منع ہے۔

(کفایت المفتی ص ۵۵۳ ج ۴، سوال نمبر: ۱۶۲۵، طبع: ادارۃ الفاروق، کراچی)

آپ ﷺ کا فرض نماز کے شروع ہو جانے کے باوجود سنت فجر پڑھنے کا حکم فرمانا

(۱)..... عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : اذا اقيمت الصلوة فلا صلاة الا المكتوبة الا ركعتی الصبح۔

(سنن کبری بیہقی ص۶۷۹ ج۲، باب كراهية الاشتغال بهما بعد ما اقيمت الصلاة ، رقم الحديث :۴۵۴۲)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز جائز نہیں، سوائے فجر کی دو رکعت سنت کے (کہ وہ جائز ہیں)۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرض کی جماعت کے وقت سنت پڑھنا

(۲).....دعا (سعيد بن العاص رضی الله عنه) ابا موسی وحذيفه وعبد الله بن مسعود رضی الله عنهم ' قبل ان يصلِّ الغداة ' ثم خرجوا من عنده وقد اقميت الصلوة ' فجلس عبد الله الی اسطوانة من المسجد ' فصلی الركعتين ' ثم دخل فی الصلوة۔[۱]

(طحاوی ص۴۸۵ ج۱، باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم يكن ركع ' أيركع أو لا يركع ؟ رقم الحديث:۲۱۵۷)

---

[۱].....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایتیں بہت سے طرق سے مختلف کتابوں میں مروی ہیں، مثلا:

(۱).....عن عبد الله بن ابی موسی ' عن عبد الله رضی الله عنه انه دخل المسجد والامام فی

ترجمہ:.....حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت حذیفہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز سے پہلے بلایا، پھر جب یہ حضرات ان کے پاس سے نکلے تو جماعت کھڑی ہوچکی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں، پھر نماز میں شریک ہوئے۔

(۳)..... مالک بن مغول ' قال : سمعت نافعا یقول : أیقظت ابن عمر رضی الله عنهما لصلوة الفجر ' وقد اقیمت الصلوة ' فقام فصلی رکعتین۔

(طحاوی ص۴۸۶ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم یکن رکع ' أیرکع أو لا یرکع ؟ رقم الحدیث:۲۱۶۲)

ترجمہ:.....حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نافع رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فجر کی نماز سے پہلے جگایا جب کہ جماعت کھڑی ہوچکی تھی، آپ اٹھے اور (پہلے) دو رکعتیں پڑھیں۔

(۴).....عن محمد بن کعب ' قال : خرج عبد الله بن عمر رضی الله عنهما من

الصلوة ' فصلی رکعتی الفجر۔

(طحاوی ص۴۸۵ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم یکن رکع ، رقم الحدیث:۲۱۵۸)

(۲).....عن حارثة بن مُضرِّب : ان ابن مسعود و ابا موسی رضی الله عنهما خرجا من عند سعید بن العاص ' فاقیمت الصلوة ' فرکع ابن مسعود رکعتین ' ثم دخل مع القوم فی الصلوة ، واما ابو موسی فدخل فی الصف۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۴، فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر ، رقم الحدیث:۶۴۷۶)

(۳).....عن عبد الله بن ابی موسی قال : جاء نا ابن مسعود رضی الله عنه والامام یصلی الفجر ' فصلّی رکعتین الی ساریة ولم یکن صلّی رکعتی الفجر۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۴۴ ج۲، باب هل یصلی رکعتی الفجر اذا اقیمت الصلوة ، رقم الحدیث:۴۰۲۱)

بیتہ ' فأقیمت صلوۃ الصبح ' فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد وھو فی الطریق' ثم دخل المسجد فصلی الصبح مع الناس۔

ترجمہ:.....حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھر سے تشریف لے گئے تو فجر کی جماعت کھڑی ہوچکی تھی، آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے راستہ ہی میں دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا کیں پھر مسجد میں داخل ہوئے اور فجر کی نماز لوگوں کے ساتھ ادا کی۔

(طحاوی ص۴۸۶ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع ' أیرکع أو لا یرکع ؟ رقم الحدیث:۲۱۶۱)

(۵).....عن زید بن اسلم : عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ جاء والامام یصلی الصبح ' ولم یکن صلی الرکعتین قبل صلوۃ الصبح ' فصلاھما فی حجرۃ حفصۃ رضی اللہ عنھا ' ثم انہ صلی مع الامام۔

(طحاوی ص۴۸۶ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع ' أیرکع أو لا یرکع ؟ رقم الحدیث:۲۱۶۳)

ترجمہ:.....حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ (فجر کی نماز کے لئے) تشریف لائے تو امام نماز پڑھا رہے تھے، اور آپ نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں، چنانچہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں سنتیں ادا کیں، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۶).....عن ابن عمر رضی اللہ عنہما : انہ کان یدخل فی الصلوۃ تارۃً واخری یصلیھا فی جانب المسجد۔

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ کبھی آتے ہی جماعت میں شریک ہوجاتے، اور کبھی مسجد کے ایک گوشے میں سنتیں پڑھ لیتے۔[۱] (مصنف عبد الرزاق ص۴۴۴ ج۲، باب هل يصلى ركعتى الفجر اذا اقيمت الصلوة ، رقم الحديث:۴۰۲۱)

(۷).....عن ابى مجلز ' قال : دخلت المسجد فى صلوة الغداة مع ابن عمر وابن عباس رضى الله عنهم ' والامام يصلى ' فامّا ابن عمر رضى الله عنهما فدخل فى الصف ' وامّا ابن عباس رضى الله عنهما فصلّى ركعتين ' ثم دخل مع الامام ' فلمّا سلّم الامام قعد ابن عمر رضى الله عنهما مكانه ' حتى طلعت الشمس ' فقام فركع ركعتين۔[۲]

(طحاوی ص۴۸۶ ج۱، باب الرجل يدخل المسجد والامام فى صلاة الفجر ولم يكن ركع ' أيركع أو لا يركع ؟ رقم الحديث:۲۱۵۷)

ترجمہ:.....حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز کے لئے مسجد میں آیا تو امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہوگئے، لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دو رکعت (سنت) پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہوئے، پھر جب امام

---

[۱].....عن وبرة قال : رايت ابن عمر رضى الله عنهما يفعله ' وحدثنى من رآه فعله مرتين جاء مرة وهم فى الصلوة فصلاهما فى جانب المسجد ' ثم دخل مرة اخرى فصلى معهم ولم يصليهما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۴، فى الرجل يدخل المسجد فى الفجر ، رقم الحديث:۶۴۸۰)

[۲].....عن ابى عثمان الانصارى ' قال : جاء عبد الله ابن عباس والامام فى صلوة الغداة ' ولم يكن صلى الركعتين ' فصلى عبد الله بن عباس الركعتين خلف الامام ' ثم دخل معهم۔

(طحاوی ص۴۸۶ ج۱، باب الرجل يدخل المسجد والامام فى صلاة الفجر ولم يكن ركع الخ ، رقم الحديث:۲۱۶۰)

نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے، یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔

تشریح:.....بعض روایتوں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی اس حالت میں سنت پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ گذرا، اور یہاں نہ پڑھنا، تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ: اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سوچا ہو کہ شاید میں سنت پڑھ کر امام کو نہ پاسکوں یا دوسری رکعت کا رکوع ملنے کا یقین نہ ہو، اس لئے انہوں نے فجر کی سنت نہیں پڑھی، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یقین ہوگا کہ میں سنت پوری کر کے بآسانی نماز میں شریک ہوجاؤں گا، واللہ تعالی اعلم۔

(۸).....عن ابی الدرداء رضی الله عنه : انه کان یدخل المسجد والناس صفوف فی صلوة الفجر ' فیصلی الرکعتین فی ناحیة المسجد ' ثم یدخل مع القوم فی الصلوة۔

(طحاوی ص۴۸۷ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم یکن رکع ' أیرکع أو لا یرکع ؟ رقم الحدیث:۲۱۶۴)

ترجمہ:.....حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ مسجد میں تشریف لاتے اور لوگ فجر کی نماز کے لئے صف باندھے ہوئے کھڑے ہوتے تو آپ مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت (سنت) ادا فرماتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوجاتے۔

(۹).....عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال : انی لاجیء الی القوم وهم صفوف فی صلوة الفجر ' فاصلی الرکعتین ثم انضمُّ الیهم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۴ ج۴، باب الرجل یدخل المسجد فی الفجر ، رقم الحدیث:۶۴۸۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: میں لوگوں کے پاس آتا ہوں جبکہ وہ نماز فجر میں صفیں باندھے کھڑے ہوں تو میں پہلے سنت فجر کی دو رکعتیں پڑھتا ہوں پھر جماعت میں شریک ہوتا ہوں۔

(۱۰).....عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ انه كان يقول : نعم والله ! لئن دخلتُ والناس فی الصلوة لاعمدن الی سارية من سوار المسجد ، ثم لاركعنّهما ثم لاُكملنّهما ، ثم لا أعجل عن اكمالهما ، ثم أمشی الی الناس ، فاصلی مع الناس الصبح۔ (مصنف عبدالرزاق ص۴۴۳ ج۲، باب هل يصلی ركعتی الفجر اذا اقيمت الصلوة ، رقم الحديث:۴۰۲۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ: ہاں! اللہ تعالی کی قسم! اگر میں ایسے وقت مسجد میں داخل ہوں جب کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھتے ہوں تو میں مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے پیچھے جا کر فجر کی دو رکعتیں ادا کروں گا اور ان کو کامل طریقہ سے ادا کروں گا، اور ان کو کامل کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لوں گا، پھر جا کر میں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوں گا۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ کا فرض کی جماعت کے وقت سنت پڑھنا

(۱۱).....عن ابی عثمان النهدی قال : كنا نأتی عمر بن الخطاب رضی الله عنه قبل ان نصلّی الركعتين قبل الصبح ، وهو فی الصلوة ، فنصلی الركعتين فی آخر المسجد ، ثم ندخل مع القوم فی صلوتهم۔

(طحاوی ص۴۸۷ ج۱، باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم يكن ركع ، أيركع أو لا يركع ؟ رقم الحديث:۲۱۶۶)

ترجمہ:.....حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صبح کی دوسنتیں پڑھنے سے پہلے حاضر ہوتے تو آپ نماز میں ہوتے، ہم مسجد کے آخر (کسی کونہ) میں دوسنتیں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہوجاتے۔[۱]

(۱۲).....الشعبی یقول : کان مسروق یجیء الی القوم ' وھم فی الصلوۃ ' ولم یکن رکع رکعتی الفجر ' فیصلی الرکعتین فی المسجد ' ثم یدخل مع القوم فی صلوتھم۔[۲]

(طحاوی ص۴۸۷ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع ' أیرکع أو لا یرکع ؟ رقم الحدیث:۲۱۶۸)

ترجمہ:.....حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ لوگوں کے

---

[۱].....ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

(۱).....عن ابی عثمان قال : کنا نجیء و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی صلوۃ الصبح ' فنرکع الرکعتین ' ثم ندخل معہ فی الصلوۃ۔

(طحاوی ص۴۸۷ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع ، رقم الحدیث:۲۱۶۷)

(۲).....عن ابی عثمان قال : رأیت الرجل یجیء و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی صلوۃ الفجر ' فیصلی الرکعتین فی جانب المسجد ' ثم یدخل مع القوم فی الصلوۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۴، فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر ، رقم الحدیث:۶۴۷۵)

[۲].....ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

(۱).....عن الشعبی عن مسروق : انہ دخل المسجد والقوم فی صلوۃ الغداۃ ' ولم یکن صلی الرکعتین ' فصلاھما فی ناحیۃ ، ثم دخل مع القوم فی صلوتھم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۲ ج۴، فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر ، رقم الحدیث:۶۴۷۲)

(۲).....عن الشعبی: ان مسروقا کان یصلیھما والامام قائم یصلی فی المسجد۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۴۴ ج۲، باب ھل یصلی رکعتی الفجر اذا اقیمت الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۰۲۴)

پاس (نماز فجر کے لئے) تشریف لاتے اس حال میں کہ لوگ نماز میں ہوتے اور آپ نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوتیں تو آپ مسجد میں دو رکعت سنت پڑھ کر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہو جاتے۔

(۱۳).....عن الحسن انه كان يقول : اذا دخلت المسجد ولم تصل ركعتى الفجر ' فصلهما وان كان الامام يصلى ' ثم ادخل مع الامام۔

(طحاوی ص ۴۸۷ ج ۱، باب الرجل يدخل المسجد والامام فى صلاة الفجر ولم يكن ركع ' أيركع أو لا يركع ؟ رقم الحديث: ۲۱۷۰)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم مسجد میں داخل ہو اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو (پہلے) وہ سنتیں پڑھ لو اگر چہ امام نماز پڑھا رہے ہوں، پھر امام کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔[۱]

(۱۴).....عن سعيد بن جبير : انه جاء الى المسجد والامامُ فى صلاة الفجر ' فصلى الركعتين قبل ان يلِجَ المسجد عند باب المسجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۲ ج ۴، فى الرجل يدخل المسجد فى الفجر ، رقم الحديث: ۶۴۷۴)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ مسجد میں تشریف لائے اس حال میں کہ امام نماز فجر پڑھا رہے تھے تو آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے مسجد کے دروازے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

(۱۵).....عن سعيد بن جبير قال : ان كان فى مكان صلاهما ' وان كان فى المسجد لم يصليهما۔

---

[۱].....عن الحسن قال : كان يقول : يصليهما فى ناحية ' ثم يدخل مع القوم فى صلاتهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۲ ج ۴، فى الرجل يدخل المسجد فى الفجر ، رقم الحديث: ۶۴۷۳)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: (اگر فجر کی جماعت شروع ہوجائے اور کوئی) گھر میں ہو تو نماز پڑھ لے، اور مسجد میں ہو تو نہ پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۵ ج۴، من قال: صلّهما قبل ان تدخل المسجد ، رقم الحديث:۶۴۸۹)

(۱۶).....عن ابراهيم : انه كره اذا جاء والامام فى صلا ة الفجر ان يصليهما فى المسجد ' وقال : يصليهما على باب المسجد ' أو فى ناحيته۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۴ ج۴، فی الرجل يدخل المسجد فى الفجر ، رقم الحديث:۶۴۸۱)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ ایک آدمی مسجد میں آئے اور امام نماز میں مشغول ہو تو یہ آدمی مسجد میں سنتیں پڑھے، اور فرماتے تھے کہ: فجر کی سنتوں کو (ایسی حالت میں کہ جماعت ہو رہی ہو) مسجد کے دروازے کے قریب یا کسی گوشہ میں پڑھے۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ کا فرض کی جماعت کے وقت سنت کا حکم کرنا

(۱۷).....كان الحسن يقول : يصليهما فى ناحية المسجد ' ثم يدخل مع القوم فى صلوتهم۔ (طحاوی ص۴۸۷ ج۱، باب الرجل يدخل المسجد والامام فى صلا ة الفجر ولم يكن ركع ' أيركع أو لا يركع ؟ رقم الحديث:۲۱۷۱)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: فجر کی سنتیں مسجد کے ایک کونہ میں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہوجائے۔

(۱۸).....عن مجاهد قال : اذا دخلت المسجد و النّاس فى صلوة الصبح ' ولم تركع ركعتى الفجر ' فاركعهما ' وان ظننت ان الركعة الاولى تفوتُك۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۴، فی الرجل يدخل المسجد فى الفجر ، رقم الحديث:۶۴۷۹)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم مسجد میں داخل ہو اور لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے ہوں اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو (پہلے) ان کو پڑھ لو، اگر چہ تمہارا خیال ہو کہ تم سے پہلی رکعت فوت ہو جائے گی۔

آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ: جب جماعت کھڑی ہو جائے تو مسجد میں (سنت) نماز نہ پڑھی جائے

(۱۹).....عن انس رضی اللہ عنہ قال : خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اقیمت الصلا ۃ ' فرأی ناسا یصلّون رکعتین بالعجلۃ ' فقال : اصلا تان معاً ؟ فنھی ان یصلی فی المسجد اذا اقیمت الصلاۃ۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۷۰ ج۲، باب النھی عن ان یصلی رکعتی الفجر بعد الاقامۃ ، ضد قول من زعم انھما تصلیان والامام یصلی الفریضۃ ، رقم الحدیث:۱۱۲۶)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ (گھر سے) نکلے، (اور مسجد میں تشریف لائے) اس وقت جبکہ نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی تھی تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ (جماعت کھڑی ہے اور وہ حضرات) جلدی سے دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (سنت اور فرض) دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھ رہے ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ: جب جماعت کھڑی ہو جائے تو مسجد میں (سنت) نماز نہ پڑھی جائے۔

تشریح:.....اس روایت میں صراحت ہے کہ جماعت جب کھڑی ہو تو مسجد میں سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد سے باہر سنت ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

خاتمہ

نماز کی جماعت ہورہی ہوتو نوافل نہ پڑھے جائیں

(۱).....عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال النبی صلی الله علیه و سلم : اذا اقیمت الصلوة فلا صلاة الا المکتوبة۔[۱]

(مسلم، باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن ' الخ ، رقم الحدیث:۷۱۰)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نماز (کی جماعت) کھڑی ہوجائے تو اس فرض کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔

(۲).....عن عبد الله بن مالک ابن بحينة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرّ برجل یصلی وقد أقیمت صلوة الصبح ' فکلمه بشیء ' لا ندری ما هو ، فلمّا انصرفنا احطنا به نقول : ماذا قال لک رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ قال : قال لی : یوشِک ان یصلّیَ احدُکم الصبح اربعا۔[۲]

(مسلم، باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن ' الخ ، رقم الحدیث:۷۱۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک شخص پر ہوا جو نماز فجر کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد نماز (فجر کی سنتیں)

---

[۱].....ابوداؤد، باب : اذا ادرک الامام ولم یصل رکعتي الفجر ، رقم الحدیث:۱۲۶۶۔

ترمذی، باب : ما جاء اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة ، رقم الحدیث:۴۲۱۔

نسائی، باب : ما یکره من الصلوة عند الاقامة ، رقم الحدیث:۸۶۶/۸۶۷۔

ابن ماجہ، باب : ما جاء اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة ، رقم الحدیث:۱۱۵۱۔

[۲].....نسائی، باب: ما یکره من الصلوة عند الاقامة ، رقم الحدیث:۸۶۸۔

ابن ماجہ، باب : ما جاء اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة ، رقم الحدیث:۱۱۵۳۔

پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے کچھ فرمایا' جس کا ہمیں علم نہیں ہوا (کہ آپ ﷺ نے ان سے کیا فرمایا؟) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے انہیں گھیر لیا اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا ارشاد فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ: آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: قریب ہے کہ تم میں سے کوئی فجر کی چار رکعات پڑھنے لگے۔

تشریح:.....آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ: جب صبح کے فرض شروع ہو گئے' اور اس وقت تم نے دو رکعت سنت کی نیت باندھ لی تو گویا یہ چار رکعات ہو جائیں گی۔

(۳).....عن عبد الله بن سرجس رضی الله عنه قال : دخل رجل المسجد ' و رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صلوة الغداة ' فصلّی رکعتین فی جانب المسجد ' ثم دخل مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ' فلمّا سلم رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : یا فلان ! بایّ الصلاتین اعتددت ؟ ابصلاتک وحدک ' ام بصلاتک معنا؟ [۱]

(مسلم، باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن ' الخ ، رقم الحدیث:۱۲۷۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک صاحب مسجد میں داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، انہوں نے مسجد کی ایک جانب میں دو رکعات (سنت فجر) پڑھیں، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: اے فلاں! تم نے دونوں نمازوں میں سے کس کو فرض شمار کیا؟ کیا اس نماز کو جو تم نے تنہا پڑھی (یعنی سنت) یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی؟۔

(۴).....وروینا عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه : انه کان اذا رأی رجلا یصلی

---

[۱].....ابوداؤد، باب : اذا ادرک الامام ولم یصل رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۱۲۶۵۔
ابن ماجه، باب : ما جاء اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۔

وهو يسمع الاقامة ضربه۔[1]

(سنن کبری بیہقی ص۶۸۰ ج۲، باب کراهية الاشتغال بهما بعد ما اقيمت الصلاة ، رقم الحديث: ۴۵۵۰)

ترجمہ:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ: آپ کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اس حال میں کہ وہ اقامت کو سنتا ہے تو اسے مارتے تھے۔

تشریح:.....یعنی اقامت کو سنتے ہوئے کوئی سنت شروع کرتا، تو آپ اسے مارتے تھے۔

(۵).....عن ابن عمر رضی الله عنهما : انه أبصر رجلا يصلي الركعتين والمؤذن يقيم فحصبه ، وقال : أتصلي الصبح اربعا۔[1]

(سنن کبری بیہقی ص۶۸۰ ج۲۱، باب کراهية الاشتغال بهما بعد ما اقيمت الصلاة ، رقم الحديث :۴۵۵۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ: آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اس حال میں کہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ: کیا تو فجر کی چار رکعت پڑھے گا؟۔

ضروری نوٹ :.....''جامعہ فاروقیہ'' کراچی سے ''کفایت المفتی'' مبوب اور تخریج کے

---

[1].....یہ روایت دوسرے الفاظ سے بھی مروی ہے:

(۱).....وروينا عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه : انه كان اذا رأى رجلا يصلي وهو سمع الاجابة ضربه۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ص۲۷۰ ج۵، باب اذا اقيمت الصلاة فلاصلاة الا المكتوبة ،ط: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

(۲).....علامہ ابوعبداللہ وشتانی مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو مارتے تھے جو اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھتا تھا، کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(اکمال اکمال المعلم ص۳۶۰ ج۲،طبع: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔شرح مسلم ص۴۲۱ ج۲)

ساتھ شائع ہوئی ہے،اس میں اس حدیث کے تحت محشی مدظلہ لکھتے ہیں کہ:

مجھے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی (عربی کا ترجمہ)۔(ص۵۵۹ج۴)

یہ روایت ''سنن کبری بیہقی'' میں موجود ہے۔ اگر محشی تک راقم کی یہ تحریر پہنچے تو درخواست ہے کہ آئندہ طباعت میں اصلاح فرمالیں۔

(۶).....عن ابن عمر رضی الله عنهما : انه كان يحصب من يتنفل في المسجد بعد الشروع في الاقامة۔

(فتح الباری ص۱۹۱ج۲، باب اذا اقیمت الصلاة فلاصلاة الا المكتوبة ، ط:قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ: آپ اس آدمی پر کنکری پھینکتے تھے جو مسجد میں اقامت شروع ہونے کے بعد نفل پڑھے۔

سنت فجر کی تاکید،اہمیت اور فضائل

(۱).....عن عائشة رضی الله عنها : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها۔

(مسلم ص۲۵۱، باب استحباب ركعتی سنة الفجر ، رقم الحديث:۷۲۵)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی دو رکعتیں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہیں۔

(۲).....عن عائشة رضی الله عنها : عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال : فی شأن الركعتين عند طلوع الفجر : لهما احبُّ الیَّ من الدنيا جميعا۔

(مسلم ص۲۵۱، باب استحباب ركعتی سنة الفجر ، رقم الحديث:۷۲۵)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے طلوع فجر

کے وقت کی دو رکعت (سنت) کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: فجر کی دو رکعتیں ساری دنیا سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔

(۳).....عن عائشة رضی الله عنها قالت : لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم علی شیء من النّوافل اشدَّ منه تعاهدًا علی رکعتی الفجر۔

(بخاری ص۱۵۶ج۱، باب تعاهد رکعتی الفجر و من سماهما تطوعا ، رقم الحدیث:۱۱۶۹۔

مسلم ص۲۵۱، باب استحباب رکعتی سنة الفجر ، رقم الحدیث:۷۲۴)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کسی نفل کی اتنی زیادہ پابندی نہیں فرماتے تھے جتنی فجر (سے پہلے) کی دو (سنت) رکعتوں کی۔

(۴).....عن عائشة رضی الله عنها قالت : ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شیء من النّوافل ' اسرع منه الی الرکعتین قبل الفجر۔

(مسلم ص۲۵۱، باب استحباب رکعتی سنة الفجر ، رقم الحدیث:۷۲۴)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی نفل کے لئے اتنی جلدی کرتے نہیں دیکھا جتنی فجر (سے پہلے) کی دو (سنت) رکعتوں کے لئے فرماتے تھے۔

(۵).....عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا تدعوهما وان طردتکُم الخَیلُ۔

(ابوداؤد ص۱۷۸ج۱، باب فی تخفیفهما ، رقم الحدیث:۱۲۵۸)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: (فجر سے پہلے کی) ان دو (سنت) رکعتوں کو نہ چھوڑو، اگرچہ تمہیں گھوڑے روند

ڈالیں۔

(۶).....عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال رجل : یا رسول الله ! دُلَّنی علی عمل ینفعُنِی الله به ؟ قال: علیک برکعتی الفجر ' فان فیهما فضیلة۔

(مجمع الزوائد ص۳۸۳ ج۲، باب فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۳۳۰۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جس کے ذریعہ اللہ تعالی مجھے نفع دے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کو لازم پکڑلو؛ اس لئے کہ ان میں فضیلت ہے۔

(۷).....عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : لا تدعو الرکعتین اللتین قبل صلاة الفجر ' فان فیهما الرغائب ، الخ۔

(مجمع الزوائد ص۳۸۳ ج۲، باب فی رکعتی الفجر، رقم الحدیث:۳۳۰۲۔

معجم طبرانی کبیر، رقم الحدیث:۱۳۵۰۴)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کو نہ چھوڑو، اس لئے کہ ان میں رغبت (اور خیر) ہیں۔

(۸).....عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال : اوصانی خلیلی صلی الله علیه وسلم بثلاث : بصوم ثلاثه ایام من کل شهر ' والوتر قبل النوم ' ورکعتی الفجر۔

(الترغیب والترهیب ص۲۲۳ ج۱، الترغیب فی المحافظة علی رکعتین قبل الصبح ، کتاب النوافل۔ مجمع الزوائد ص۳۸۳ ج۲، باب فی رکعتی الفجر، رقم الحدیث:۳۳۰۱)

ترجمہ:.....حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی: (ایک یہ کہ میں) ہر مہینہ میں تین (نفل روزے (ایام بیض کے) رکھوں، دوسری یہ کہ: میں) سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں، (تیسرے یہ کہ) فجر (سے پہلے کی) دو رکعتیں (سنت پڑھوں)۔

(۹).....لا یحافظ علی رکعتی الفجر الا اواب۔

(کنز العمال ، سنة الفجر ، رقم الحدیث:۱۹۳۲۹)

ترجمہ:.....فجر کی دو رکعت (سنت) کی صرف اللہ تعالی کا برگزیدہ بندہ ہی حفاظت کر سکتا ہے۔

(۱۰).....هاتان الرکعتان فیهما رغب الدهر، یعنی رکعتی الفجر۔

ترجمہ:..... یہ دو رکعتیں ہیں جن میں زمانہ بھر کی رغبت اور کشش ہے، یعنی فجر کی (سنت) دو رکعتیں۔(کنز العمال ، سنة الفجر، رقم الحدیث:۱۹۳۳۷)

(۱۱).....ان اللہ عز و جل زادکم صلاة الی صلاتکم ' هی خیر من حُمر النعم ' ألا وهی رکعتان قبل صلاة الفجر۔(کنز العمال ، سنة الفجر ، رقم الحدیث:۱۹۳۴۱)

ترجمہ:.....اللہ تعالی نے تمہاری فرض نماز کے ساتھ ایک زائد نماز کا اضافہ فرمادیا، جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، اور وہ فجر کی دو (سنت) رکعتیں ہیں۔

(۱۲).....ان طلبتک الخیل هارباً ' فلا تترکنّ رکعتی الفجر۔

ترجمہ:.....اگر دوران جنگ تمہارے پیچھے گھوڑے لگ جائیں تب بھی فجر کی دو رکعات سنت ہرگز نہ چھوڑنا۔(کنز العمال ، سنة الفجر ، رقم الحدیث:۱۹۳۴۲)

(۱۳).....قال عمر رضی اللہ عنه فی الرکعتین قبل الفجر : لَهما احبُّ الیّ من

حُمر النّعَم۔

ترجمہ:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی دو رکعت (سنت) کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: یہ دو رکعتیں مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۶ ج۴، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۶۳۸۴۔مصنف عبدالرزاق ص۵۷ ج۳، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۴۷۷۹)

(۱۴).....ان عائشة رضی الله عنها كانت تقول : حافظوا على ركعتى الفجر ' فان فيهما الخير والرغائب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۷ ج۴، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۶۳۸۶۔مصنف عبدالرزاق ص۵۷ ج۳، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۴۷۷۹)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ: فجر کی دو رکعت (سنت) کی حفاظت کرو (یعنی اہتمام سے پڑھتے رہو) اس لئے ان میں بھلائی اور رغبتیں ہیں۔

تشریح:.....ابن اثیر رحمہ اللہ ''الرغائب'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''الرغائب: اى : ما يرغب فيه من الثواب العظيم ''۔جس میں ثواب عظیم کی رغبت ہو۔(حاشیہ:مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۶ ج۴، تحت رقم الحدیث:۶۳۸۳)

(۱۵).....عن ابى عبد الرحمن قال : اذا صلّى ركعتى الفجر ثم مات ' فكانّما صلّى الفجر۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۷ ج۴، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۶۳۸۸)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کوئی آدمی فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھے، پھر اس کی موت واقع ہوجائے تو گویا اس نے فجر کی نماز پڑھ لی۔

تشریح:.....ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

(۱۶).....عن زیاد بن فیاض عن ابی عبد الرحمن السلمی قال : سمعته یقول : لو ان رجلا صلی رکعتین قبل صلاة الغداة ثم مات کان قد صلی الغداة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۸ ج۳، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۴۷۸۴)

(۱۷).....کان الحسن یری الرکعتین قبل الفجر واجبتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۷ ج۴، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۶۳۸۹)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (تو سنت فجر کی اہمیت کی بنا پر، ان سنتوں کو بجائے سنت کے) واجب فرماتے تھے۔

(۱۸).....فاتت عبد الله بن ابی ربیعة رکعتا الفجر فاعتق رقبة ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۷ ج۳، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۴۷۸۰)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن ربیعہ رحمہ اللہ کی فجر کی دو رکعتیں (سنت) چھوٹ گئیں تو (اس کی تلافی میں) غلام آزاد کیا۔

(۱۹).....عن عروة بن رُویم قال : من صلّی رکعتی الفجر ' وصلّی الصبح فی جماعة کتبت صلا ته یومئذ فی صلا ة الاوابین ' وکتب یومئذ فی وفد المتقین۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۸ ج۳، فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۴۷۸۳)

ترجمہ:.....حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس نے فجر کی دو رکعتیں (سنت) پڑھی، اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، تو اس نماز کا ثواب اوابین کی طرح لکھا جائے گا، اور اس کا اجر متقین کے وفد میں لکھا جائے گا۔

فجر کی سنت کی قضا کا حکم

(۱).....عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :

من لم یصل رکعتَیِ الفجر فلیُصلِّھما بعد ما تطلعُ الشمس۔

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے (سنت) فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔(ترمذی، باب ما جاء فی اعادتھما بعد طلوع الشمس ، رقم الحدیث:۴۲۳)

(۲).....عن ابن سیرین : عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ صلاھما بعد ما اضحی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۰۴ ج۴، باب فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ ، رقم الحدیث:۶۵۰۷)

ترجمہ:.....حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

(۳)..... مالک انہ بلغہ ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما : فاتتہ رکعتا الفجر' فقضاھما بعد ان طلعت الشمس۔

(مؤطا امام مالک ص۱۱۲، باب ما جاء فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۳۵۰)

ترجمہ:.....حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فجر کی سنتیں رہ گئیں تو سورج نکلنے کے بعد ان کی قضا کی۔

(۴)..... مالک عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم بن محمد : انہ صنع الّذی صنع ابن عمر رضی اللہ عنھما۔

(مؤطا امام مالک ص۱۱۲، باب ما جاء فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۳۵۱)

ترجمہ:.....حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ: حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح کیا جس طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔(مؤطا امام مالک مترجم ص۲۹۰ ج۱)

(۵).....عن ابی مجلز قال : دخلت المسجد فی صلوة الغداة مع ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنهم والامام یصلّی ، فاما ابن عمر فدخل فی الصف ، واما ابن عباس فصلّی رکعتین ثم دخل مع الامام ، فلما سلّم الامام قعد ابن عمر مکانه ، حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین۔

(طحاوی ص۲۵۷، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ، رقم الحدیث:۲۱۵۹)

ترجمہ:.....حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا تو امام نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے (اور بغیر سنت پڑھے نماز شروع فرمادی) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سنتیں پڑھیں ، پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے ، پھر جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج نکل آیا، تو آپ اٹھے اور دو رکعت (سنت) ادا کیں۔

(۶).....عن یحی بن سعید قال : سمعت القاسم یقول : لو لم اصلّهما حتی اصلی الفجر صلیتُهما بعد طلوع الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۰۴ ج۴، باب فی رکعتی الفجر اذا فاتته ، رقم الحدیث:۶۵۰۵)

ترجمہ:.....حضرت یحی بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قاسم (بن محمد) رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اگر میں نے فجر کی سنتیں فجر کی نماز سے پہلے نہ پڑھی ہوں تو پھر وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھتا ہوں۔

(۷).....ابن وهب عن افلح بن جبیر عن ابیه قال : عرسنا مع ابن عمر بالابواء ، ثم

سرنا حین صلینا الفجر حتی ارتفع النهار ، فقلت لابن عمر : انی صلیت فی ازاری وفیه احتلام ولم اغسله ، فوقف علی ، فقال : انزل فاطرح ازارک وصلّ رکعتین واقم الصّلوة ثم صلّ الفجر ففعلت۔

(المدونۃ الکبری ص۲۲ ج۱ (ص۱۲۹ ج۱)، باب المسح علی الجبائر والظفر المکسی)

ترجمہ:.....حضرت ابن وہب رحمہ اللہ بروایت حضرت افلح بن جبیر رحمہ اللہ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا کہ: ہم نے (ایک دفعہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام ابواء میں رات گزاری، ہم نے جب فجر کی نماز پڑھ لی تو وہاں سے چل پڑے، یہاں تک کہ دن بلند ہو گیا، میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ: جس کپڑے میں میں نے نماز پڑھی ہے اس میں منی لگی ہوئی تھی اور میں اسے دھو نہیں سکا تھا، آپ میری وجہ سے رک گئے اور فرمایا کہ: اتر کر کپڑے بدلو اور دو رکعت سنت پڑھ کر نماز کی اقامت کہو، اور فجر کی نماز پڑھو، میں نے ایسا ہی کیا۔

مغرب سے پہلے نفل کی حیثیت

مغرب کی نماز سے پہلے نفل کے بارے میں احادیث مختلف آئی ہیں، اس لئے علماء امت میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات مباح فرماتے ہیں اور بعض مستحب۔ اس رسالہ میں دونوں طرف کی احادیث جمع کی گئی ہیں، شروع میں ایک مفید مقدمہ میں مسئلہ کو مدلل کیا گیا ہے۔ موضوع کے متعلق مختصر مگر بہت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کے متعلق احادیث دونوں طرح کی مروی ہیں، بعض احادیث میں نفی اور بعض احادیث میں اثبات۔اسی لئے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے،البتہ احادیث صحیحہ میں اس کا ذکر موجود ہے،اس لئے اسے مکروہ و بدعت اور ناجائز کہنا صحیح نہیں۔

احناف کے نزدیک مباح ہے،اور شوافع کے دو قول ہیں:(۱):مستحب،(۲):مباح، مالکیہ کے نزدیک مستحب نہیں ہے،اور بعض حضرات کے نزدیک منسوخ ہے،اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے مگر سنت نہیں۔حوالے درج ہیں:

''درمختار''میں ہے:

''**وحرر اباحة ركعتين خفيفتين قبل المغرب ، واقره فى البحر والمصنف.....**

وفى الشامى : (قوله وحرر اباحة ركعتين الخ) فانه ذكر انه ذهبت طائفة الى ندب فعلهما ' وانه انكره كثير من السلف واصحابنا و مالک ، واستدل لذلک بما حقه ان يكتب بسواد الاحداق ' ثم قال : والثابت بعد هذا هو نفى المندوبية ' اما ثبوت الكراهة فلا ' الاان يدل دليل آخر ، وما ذكر من استلزام تأخير المغرب فقد قدمنا عن القنية استثناء القليل ' والركعتان لا يزيد على القليل اذ تجوزّ فيهما''۔

(الدر المختار مع رد المحتار ص۴۵۳ ج۲، باب الوتر والنوافل، مطلب: فى السنن والنوافل)

''شرح المہذب''میں ہے:

''فرع فی استحباب رکعتین قبل المغرب وجهان مشهوران فی طریقة الخراسانیین (الصحیح) منهما الاستحباب ''۔

(شرح المهذب ص۸ج۴، باب صلوة التطوع۔ وکذا فی روضة الطالبین ص۳۲۷ج۱، فی صلوة التطوع۔ وکذا فی حاشیة الجمل ص۴۸۱ج۱، باب فی صلوة النفل)

''فتح الباری'' میں ہے:

''وادعی بعض المالکیة نسخها ' فقال : انما کان ذلک فی اول الامر حیث نهی عن الصلوة بعد العصر حتی تغرب الشمس..... الخ''۔

(فتح الباری ص۱۰۸ج۲۔وفی مواهب الجلیل ص۴۱۰ج۲)

''المغنی'' میں ہے:

''رکعتان قبل المغرب بعد الاذان فظاهر کلام احمد رحمه الله : انهما جائزتان ولیستا سنة..... الخ''۔(المغنی لابن قدامة ص۶۶۷ج۱، دار الکتب العلمیة ' بیروت)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

اس مجموعہ سے رکعتین قبل المغرب کا جواز ثابت ہوتا ہے، اسی بنا پر متأخرین حنفیہ میں سے شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے جواز کے قول کو ترجیح دی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ: روایات کے ذریعہ رکعتین قبل المغرب کے استحباب کی نفی تو ثابت ہوتی ہے، لیکن ان کو مکروہ یا بدعت کہنے کا کوئی جواز نہیں۔

حضرت ''درس بخاری'' میں فرماتے ہیں کہ:

حنفیہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ اس کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ تعجیل مغرب کی احادیث بہت قوی ہیں، آنحضرت ﷺ نے تعجیل مغرب کا حکم دیا، اور یہ

دو رکعتیں تعجیل مغرب کے منافی ہیں، اگر سب کہیں گے پڑھو تو کوئی پہلے شروع کرے گا، کوئی بعد میں، اس لئے اس میں وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے۔

لیکن صحیح اور انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ رکعتین قبل المغرب کی کراہیت پر کوئی دلیل نہیں ہے، اور جواز کے دلائل بہت سارے ہیں۔

جہاں تک تاخیر کی بات ہے تو دو رکعت میں کتنی تاخیر ہوگی؟ مشکل سے دو منٹ لگیں گے، جب تک اشتباک نجوم نہ ہو جائے اس وقت تک مکروہ نہیں ہے، اس واسطے کراہیت کوئی نہیں۔

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ:

مگر اس تیسری (تاخیر مغرب والی) وجہ میں ذرا سا اشکال ہے، بعض فقہائے حنفیہ کی تحقیق یہ ہے کہ قلیل تاخیر میں کوئی حرج نہیں ہے، ظاہر ہے کہ دو رکعت پڑھنے میں کیا کراہت ہوگی، ہاں اگر کوئی ان دو رکعتوں میں اطالت کرے، لمبی قرائت کرے پھر یقیناً ممانعت ہوگی۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ: اس کو مکروہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی ''ترمذی'' کی تقریر میں یہی فرمایا ہے کہ: اس کو مکروہ سمجھنا صحیح نہیں۔ لہذا جہاں کہیں تاخیر کا اندیشہ نہ وہ وہاں پڑھ لینی چاہیے۔

جہاں جماعت میں وقت ہو تو وہاں پڑھ لینی چاہئے، جیسے حرمین شریفین میں (اور مسجد اقصی میں، مرتب) ہوتا ہے، تو خواہ مخواہ اس ضد میں بیٹھے رہنا کہ میں حنفی ہوں، چاہے کچھ بھی ہو جائے میں بیٹھا رہوں گا، یہ درست نہیں، اس صورت میں پڑھ لینی چاہئے۔

تعجب ہے کہ: حضرت مدظلہم نے ''درس ترمذی'' میں یہی تاخیر والی بات ارشاد فرمائی

ہے:

بہر حال رکعتین قبل المغرب روایات کی رو سے جائز ہیں، البتہ ان کا ترک افضل معلوم ہوتا ہے، جس کی دو وجوہ ہیں: ایک تو یہ کہ احادیث میں تعجیل مغرب کی تاکید بڑی اہمیت کے ساتھ وارد ہوئی ہے، اور یہ رکعتین اس کے منافی ہے۔ دوسرے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت یہ رکعتین نہیں پڑھتی تھی، اور احادیث کا صحیح مفہوم تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم ہی سے ثابت ہوتا ہے، چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عام طور سے ان کو ترک کیا ہے، اس لئے ان کا ترک ہی بہتر معلوم ہوتا ہے، البتہ کوئی پڑھے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں۔

اگر کوئی لفظ ''صلوٰ'' امر کے صیغہ سے وجوب یا سنت پر استدلال کرے تو جواب یہ ہے کہ: ہر جگہ امر کا صیغہ وجوب یا سنت کے لئے نہیں آتا، جیسے ﴿ اذا حللتم فاصطادوا ﴾ کا امر اباحت پر محمول ہے۔ نہی کے بعد جب کوئی امر وارد ہوتا ہے تو وہ اباحت پر دلالت کرتا ہے، اس سے ایجاب واستحباب ثابت نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

'' وقد اختلف اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ قبل المغرب ، فلم یر بعضھم الصلوۃ قبل المغرب ، وقد رُوی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم : انھم کانوا یصلون قبل صلوۃ المغرب رکعتین بین الاذان والاقامۃ ، وقال احمد واسحاق : ان صلاھما فحسن ، وھذا عندھما علی الاستحباب ''۔

مغرب سے پہلے نفل نماز میں صحابہ میں اختلاف تھا، بعض حضرات اس کے قائل نہیں

تھے۔اور متعدد صحابہ سے یہ مروی ہے کہ وہ مغرب سے پہلے اذان واقامت کے درمیان دو رکعتیں پڑھتے تھے۔اور امام احمد واسحاق رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی پڑھے تو اچھا ہے،اور یہ ان دونوں کے نزدیک استحباب پر محمول ہے،(یعنی دو رکعتیں سنت نہیں ہیں)۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الصلوة قبل المغرب ، بعد رقم الحدیث:۱۸۵)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دو رکعتیں ثابت ہیں،اور موقع ہو،مثلا: حرمین شریفین، یا مسجد اقصیٰ یا اور کوئی مسجد جہاں ان کے پڑھنے کا معمول ہو،اور وقت ہو تو مختصرا پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں جائز ومباح ہے،اور نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں، نہ پڑھنے والوں پر نکیر اور پڑھنے والوں پر تنقید دونوں صحیح نہیں۔اور اس کو مکروہ کہنا بھی درست نہیں۔

البتہ ان رکعتوں میں ضرورت سے زائد طوالت بہر حال نامناسب ہے اور تعجیل مغرب کے منافی ہے،اس لئے ہمیشہ عادت بنا کر لمبی لمبی رکعتیں پڑھنا اور ان رکعتوں کی وجہ سے مغرب کو تاخیر سے ادا کرنا بھی درست نہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے مغرب کی تاخیر کی وجہ کو ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے:

''انّ الناس اذا صلوا الرکعتین قبل المغرب ' فانه لا یمکن ان یصلوهما دفعة واحدة متفقین فی التحریمة فی وقت واحد ' بل لا بد ان یکون لهم فیهما تقدم و تأخر ' وسرعة و بطء ' فان انتظرهم الامام یلزم تاخیر المغرب ضرورة ' وان لم ینتظرهم یلزم ان یصلوهما عند الاقامة ' وهو مکروه ایضا ' أو تفوتهم التکبیرة الاولی ' وان احرموا عند الاذان تفوتهم الاجابة ، وقد قال صلی الله علیه وسلم : فقولوا مثل ما یقول المؤذن ' فعلی جمیع الصور یلزم ترک المأمور به''۔

لوگ جب مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں گے تو یہ ممکن نہیں کہ سب ایک ساتھ ہی پڑھیں، ظاہر ہے تقدیم وتاخیر ہوگی، کچھ لوگ پہلے آئیں گے کچھ بعد میں، پھر ہر آدمی کا نماز پڑھنے کا طریقہ یکسان نہیں ہوتا، کچھ لوگ جلدی پڑھیں گے کچھ لوگ آہستہ سے، اگر امام سب کا انتظار کرے تو مشکل ہے کہ، اس لئے کہ نماز مغرب میں غیر معمولی تاخیر ہو جائے گی' جو حدیث کے خلاف ہے، اور اگر امام انتظار نہ کرے، اپنی نفل پڑھ کر فوار نماز کھڑی کر دیں تو کچھ لوگ نوافل میں مشغول ہوں گے، یہ بھی مکروہ ہے، فرض نماز کے ہوتے ہوئے (سوائے سنت فجر کے اور) کوئی نفل درست نہیں، اور ان کی تکبیر تحریمہ چھوٹ جائے گی، اور اگر لوگ نماز مغرب کی تاخیر سے بچنے کے لئے اذان کے ساتھ ہی نفل شروع کر دیں تو یہ بھی پسندیدہ نہیں، اس لئے کہ اذان کا جواب رہ جائے گا اور ''فقولوا مثل ما یقول المؤذن'' کی خلاف ورزی لازم آئے گی، بہر حال ان تمام امور پر غور کرتے ہوئے اولی بات یہی ہے کہ ان نوافل کا اہتمام نہ کیا جائے۔

(بذل المجهود شرح سنن ابو داؤد ص۵۰۵ ج۵، باب الصلوة قبل المغرب، تحت رقم الحديث:۱۲۸۱)

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

نوٹ:.....تفصیل کے لئے دیکھئے! درس ترمذی' ص۴۳۳ ج۱۔ انعام الباری' ص۳۸۳/ ۳۸۴ ج۳۔ تحفۃ الالمعی' ص۴۹۴ ج۱۔ دروس مظفری' ص۴۸۳/۴۸۵ ج۲۔ فتاوی دار العلوم زکریا' ص۳۸۲ ج۲۔

آپ ﷺ ابوبکرؓ وعمر رضی اللہ عنہما نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی

(۱).....عن حماد قال : سألت ابراهيم عن الصلوة قبل المغرب ؟ فنهانى عنها، وقال : ان النبى صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر رضى الله عنهما لم يصلوها۔

(کتاب الآثار ۳۲، باب ما يعاد من الصلوة وما يكره منها)

ترجمہ:.....حضرت حماد رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے روک دیا اور فرمایا: نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر (اور) حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نہیں پڑھی۔

(المختار شرح کتاب الآثار ۱۱۹، باب ما يعاد من الصلوة وما يكره منها ، رقم الحديث :۱۴۵)

آپ ﷺ کے زمانہ میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا

(۲).....عن طاووس قال:سُئل بن عمر رضى الله عنهما عن الركعتين قبل المغرب؟ فقال : ما رأيتُ احدا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يُصلِّيهما ' ورخَّص فى الركعتين بعد العصر۔(ابوداؤد ۱۸۳ ج۱، باب الصلوة قبل المغرب ، رقم الحديث :۱۲۸۴)

ترجمہ:.....حضرت طاووس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور نہ یہ دیکھا کہ کسی نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی اجازت دی ہو۔

ہر دو اذانوں کے درمیان' دو رکعتیں ہیں، سوائے مغرب کے

(۳).....عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه و

سلم: انّ عند كلِّ اذانين ركعتين ما خلا صلوة المغرب۔

(دارقطنی ص۲۷۲ج۱، باب الحث على الركوع بين الاذانين ، الخ ، رقم الحديث :۱۰۲۸)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے وقت دو رکعتیں ہیں، سوائے مغرب کے۔

تشریح:.....''سنن بیہقی'' کے الفاظ یہ ہیں:

''عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان عند كل اذانين ركعتين ما خلا المغرب''۔

(سنن بیہقی ص۶۶۷ ج۲، باب من جعل قبل صلوة المغرب ركعتين ، رقم الحديث :۴۴۹۱)

''مسند بزار'' میں ان الفاظ سے یہ روایت مروی ہے:

''عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان عند كل اذانين ركعتين' ما خلا المغرب۔

(كشف الاستار عن زوائد مسند البزار ص۳۳۴ ج۱۔نصب الرایۃ ص۱۳۴ ج۲، باب النوافل)

آپ ﷺ کا مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا' اور اس کی وجہ

(۴).....عن جابر قال : سألنا نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم : هل رأيتنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلّى الركعتين قبل المغرب ؟ فقلن : لا ، غير ان ام سلمة قالت : صلاهما عندى مرة ، فسألته : ما هذه الصلوة ؟ فقال : نسيت الركعتين قبل العصر فصليتهما الآن۔

(طبرانی فی کتاب مسند الشامیین ۔الدرایۃ ص۱۹۹ ج۱۔نصب الرایۃ ص۱۳۵ ج۲، باب النوافل)

ترجمہ:.....حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پوچھا کہ: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: نہیں، سوائے اس کے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ میرے پاس آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں تو میں نے آپ سے سوال کیا کہ: یہ کون سی نماز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا بھول گیا تھا وہ میں نے اب پڑھی ہیں۔

ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمان رضی اللہ عنہم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھیں

(۵).....عن ابراهيم قال : لم يصل ابو بكر ولا عمر ولا عثمان رضى الله عنهم الركعتين قبل المغرب۔

(مصنف عبدالرزاق ۴۳۵ ج ۲، باب الركعتين قبل المغرب ، رقم الحديث :۳۹۸۵)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔

حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھتے تھے

(۶).....عن ابن المسيب قال : كان المهاجرون لا يركعون الركعتين قبل المغرب وكانت الانصار تركع بهما ، الخ۔

(مصنف عبدالرزاق ۴۳۵ ج ۲، باب الركعتين قبل المغرب ، رقم الحديث :۳۹۸۴)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھیں، اور حضرات انصار رضی اللہ عنہم پڑھتے تھے۔

کوئی فقیہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھتے تھے سوائے.....

(۷).....عن سعید بن المسیّب قال : ما رأیت فقیهًا یُصلِّی قبل المغرب الا سعدَ بن ابی وقاص۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲۹ ج ۵، من کان یصلی رکعتین قبل المغرب ، رقم الحدیث :۷۴۶۴)

ترجمہ:.....سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے کسی فقیہ کو مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے۔

تشریح:.....فقیہ کو اللہ تعالی نے ایک عجیب شان عطا فرمائی ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیدہ سخت ہے۔(مشکوۃ)

آنحضرت ﷺ فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمارہے ہیں۔(بخاری مسلم)

امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ کے استاذ محدث حرم امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''الحدیث مضلة الا الفقهاء''۔(تفقہ فی الدین کے بغیر) حدیث گمراہ کرنے والی ہے، سوائے فقہاء کے۔یعنی جس کو تفقہ فی الدین حاصل نہیں، وہ حدیث کی صحیح مراد تک نہیں پہنچ سکے گا اور اپنی ناقص رائے سے الٹا سیدھا مطلب اخذ کرے گا، خود بھی گمراہ ہوگا اور لوگوں کو بھی گمراہ کرے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ: فقہ کو لازم پکڑو یہ حدیث کا ثمر ہے۔

ان کے شاگرد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جب تم لوگوں کو ایسی حدیث بیان کرو جس کی مراد تک ان کے عقل وفہم کی رسائی نہ ہو سکے تو یہ حدیث بعض لوگوں کے لئے ضرور فتنہ کا سبب بنے گی۔(تجلیات صفدر ص ۶۲۴ ج ۲۔ تفصیل مقدمہ ''مرغوب الفتاوی'' میں)

خاتمہ.....مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کی چند احادیث

مغرب سے پہلے نماز پڑھے جو چاہے، لیکن اس کو سنت نہ بنالے

(۱).....عن عبد اللہ المزنی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : صلّوا قبل صلوۃ المغرب ، قال فی الثالثۃ : لمن شاء ، کراھیۃ ان یتخذھا الناس سنۃ (بخاری، باب الصلوۃ قبل المغرب ، رقم الحدیث :۱۱۸۳۔ابوداؤد۱۸۳ج۱، باب الصلوۃ قبل المغرب ، رقم الحدیث :۱۲۸۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مغرب سے پہلے نماز پڑھو، (یہ ارشاد دو مرتبہ فرمایا: پھر) تیسری مرتبہ میں فرمایا: جو چاہے، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ لوگ اس کو سنت نہ بنالیں۔

مغرب سے پہلے نفلیں پڑھنا مصلحتاً تھا، سنت نہیں

راقم نے ''حدیث اور سنت میں فرق'' میں ''تحفۃ القاری'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

''بخاری شریف'' (کتاب التھجد ، باب۳۵، حدیث۱۱۸۳) میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: '' صَلُّوا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ '' مغرب سے پہلے نفلیں پڑھو، یہ بات دو مرتبہ فرمائی، پھر تیسری مرتبہ ''لمن شاء '' بڑھایا'' یعنی مغرب سے پہلے کوئی نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، راوی عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ''لمن شاء '' اس لئے بڑھایا کہ لوگ اس کو سنت نہ سمجھ لیں: ''کَرَاھِیَۃَ اَنْ یَّتَّخِذَھَا النَّاسُ سُنَّۃً'' اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ لوگ اس کو سنت بنالیں، اس سے معلوم ہوا کہ حدیث اور سنت میں فرق ہے، اور ارشاد پاک '' صَلُّوا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ '' یہ مسئلہ کی وضاحت کے لئے

تھا،عصر کے فرضوں کے بعد جونفلوں کی ممانعت ہے، وہ غروب شمس تک ممتد ہے،سورج چھپتے ہی کراہیت ختم ہوجاتی ہے،اب کوئی نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے،مگر اس وقت میں نفلیں پڑھنا سنت نہیں۔رمضان میں دس منٹ کے بعد نماز کھڑی ہوتی ہے،پس کوئی کھجور سے افطار کر کے نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے،لیکن اس کو سنت نہ بنالیا جائے کہ پورے سال دس منٹ کے بعد مغرب کی نماز کھڑی ہو،مغرب کی نماز میں تعجیل (جلدی کرنا) مطلوب ہے، پس یہ حدیث: صرف حدیث ہے،سنت نہیں۔نہ نبی ﷺ نے مغرب سے پہلے کبھی نفلیں پڑھی ہیں اور نہ چاروں خلفاء نے۔

(تحفۃ القاری ص۵۸ ج۱ روص۵۰۴ ج۳)

آپ ﷺ نے مغرب سے پہلے نہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا اور نہ منع فرمایا

(۲).....عن مختار بن فلفل قال : سألت انس بن مالک رضی الله عنه عن التطوع بعد العصر؟ فقال : کان عمر یضرب الایدی علی صلاة بعد العصر ، وکنا نصلی علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم رکعتین بعد غروب الشمس ' قبل صلاة المغرب ، فقلت له : أکان رسول الله صلاهما ؟ قال :کان یرانا نصلیهما ' فلم یأمرنا ولم ینهنا۔

(مسلم، باب استحباب رکعتین قبل صلوة المغرب ، رقم الحدیث :۸۳۶۔ابوداؤد۱۸۳ ج۱، باب الصلوة قبل المغرب ، رقم الحدیث :۱۲۸۲)

ترجمہ:.....حضرت مختار بن فلفل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد نفلوں کے بارے میں سوال کیا تو،فرمایا کہ:حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے،البتہ ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک

میں غروب آفتاب کے بعد مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ: کیا رسول اللہ ﷺ بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے؟ فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وہ نماز پڑھتے دیکھا تو نہ ہمیں پڑھنے کا حکم فرمایا اور نہ ہی ان سے منع فرمایا۔

ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مغرب سے پہلے نماز پڑھتے تھے

(۳).....مرثد بن عبد الله اليزنى قال : أتيت عقبة بن عامر الجهنى رضى الله عنه ، فقلتُ : الا اعجبک من ابى تميم ؟ يركع ركعتين قبل صلوة المغرب ؟ فقال عقبة : انّا كنّا نفعله على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقلت : فما يمنعک الآن ؟ قال الشغل۔ (بخاری، باب الصلوة قبل المغرب ، رقم الحديث :۱۱۸۴)

ترجمہ:.....حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: کیا آپ کو ابوتمیم کی ایک حیرت انگیز بات نہ بتلاؤں؟ وہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں، حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بھی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں پڑھتے تھے، حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: پھر آپ کو اب کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے فرمایا: مشغولی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا مغرب کی نماز سے پہلے ستونوں کی آڑ میں دو رکعتیں پڑھنا

(۴).....عن انس بن مالک رضى الله عنه قال : كنّا بالمدينة ، فاذا اذّن المؤذّنُ لصلاة المغربِ ابْتَدَرُوا السَّوارِىَ ، فركعوا ركعتين [ركعتين] ، حتّى انّ الرجل

الغريب لَيدخُلُ المسجدَ فيَحسِب انّ الصّلاة قَد صُلِّيَتْ مِن كثرة من يُصلّيهما۔

(مسلم، باب استحباب ركعتين قبل صلوة المغرب ، رقم الحديث :۸۳۷)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب ہم مدینہ منورہ میں تھے، تو مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جب اذان دیتے تو سب جلدی سے ستونوں کی طرف لپکتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے، یہاں تک کہ کوئی اجنبی آدمی اگر مسجد میں آتا تو وہ یہی خیال کرتا کہ نماز ہوچکی ہے، کیونکہ لوگوں کی اکثریت دو رکعتیں پڑھا کرتی تھی، (لہذا وہ اجنبی یہ سمجھتا کہ شاید لوگ مغرب کی سنتیں پڑھ رہے ہیں)۔

نوٹ:.....کتب احادیث میں اور بھی اس قسم کی روایتیں ہیں۔

رکعات تراویح

اس مختصر رسالہ میں بیس رکعت تراویح کے متعلق احادیث' خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار میں بیس رکعات کا ثبوت، اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے چند آثار مع حوالہ نقل کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ائمۂ اربعہ کا مسلک بھی ان کی معتبر و معتمد کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

احمده علی ما هدانا سبل السلام ، استغفره من جمیع الذنوب والأثام ، الذی جلّی نهار رمضان بالصیام ، وحلی لیالیه بالقیام ، صلی الله علی سیدنا محمد عبده ورسوله الذی کان یتلألا وجهه کالبدر التّمام ، وعلی آله و صحبه الغر الکرام ، اما بعد۔

بیس رکعت تراویح پر متعدد رسائل ومختلف مضامین علماء امت کی طرف سے لکھے گئے ہیں، جن میں بڑے شرح وتفصیل سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ تراویح کی رکعتیں آٹھ نہیں، بیس ہیں۔

اہل علم کی ان کاوشوں سے حق کا متلاشی راہ مستقیم کو پاسکتا ہے، مگر ضد وعناد کا کیا علاج کہ دلائل و براہین قویہ احادیث وآثار اور تابعین کے عمل اور ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ کے مسلک سے ثبوت کے باوجود امت کے تعامل سے ثابت اور حرمین شریفین میں چودہ سو سال سے متواتر عمل کو بدعت عمر (رضی اللہ عنہ) جیسے نازیبا الفاظ سے موسوم کر کے اختلاف کی خلیج کو بڑھانا اور عمداً آٹھ آٹھ ہی کی رٹ لگانا کہاں کا انصاف ہے؟

راقم نے ''سوغات رمضان'' نامی کتاب میں رکعات تراویح کے متعلق ایک مختصر رسالہ لکھا تھا، بعد میں کچھ اضافوں کے ساتھ اسے دوبارہ مرتب کیا ہے۔ اب کی ترتیب میں حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ کے رسالہ ''نماز اہل السنۃ والجماعۃ'' سے استفادہ کیا گیا ہے، اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

آپ ﷺ کے عمل مبارک سے بیس رکعات تراویح کا ثبوت

(۱).....عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ رسول اللّه صلّی اللّه علیه وسلم کان یصلّی فی رمضان عشرین رکعة ' والوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۵ ج۵، کم یصلی فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۷۴۔
معجم کبیر طبرانی ص۳۹۳ ج۱۱، رقم الحدیث:۱۲۱۰۲)

ترجمہ.....ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

(۲).....عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال : کان النّبی صلّی اللّه علیه وسلم یصلّی فی شهر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر۔

(بیہقی ص۶۹۸ ج۲، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان ، رقم الحدیث:۴۶۱۵۔
زجاجۃ المصابیح ص۳۶۶ ج۱، باب قیام شهر رمضان ، فصل)

ترجمہ.....ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: حضور ﷺ رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

(۳).....عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما یقول : خرج النبی صلّی اللّه علیه وسلم ذات لیلة فی رمضان ' فصلّی الناس اربعة و عشرین رکعة ، اوتر بثلاثة۔

(تاریخ الجرجان لابی قاسم حمزہ بن یوسف السهمی ص۲۷۵)

ترجمہ.....حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: نبی کریم ﷺ رمضان المبارک میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعتیں (چار عشاء کے فرض اور بیس تراویح) اور تین (رکعات) وتر پڑھائے۔

(۴)..... انّه صلّی اللّه علیه وسلم صلّی بالنّاس عشرین رکعة لیلتین ، فلمّا کان فی اللیلة الثالثة اجتمع النّاس فلم یخرج الیهم ثم قال : من الغد انّی خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقونها ، متفق علی صحته ۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر ص۱۹۹ج۱، باب صلوة التطوع ، رقم الحدیث :۵۴۱)

ترجمہ.....آپ ﷺ نے دوراتیں لوگوں کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھیں، پھر تیسری رات بھی لوگ جمع ہوئے ،مگر آپ ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف نہیں لائے اور فرمایا: کل اس لئے میں نہیں نکلا، کیونکہ مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز (تراویح) فرض نہ ہوجائے اور تم اس کی طاقت نہ رکھ سکو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بیس رکعات تراویح

(۵).....عن یزید بن رومان انه قال : کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة ۔

(مؤطا امام مالک ص۷۰، باب ما جاء فی قیام رمضان ، رقم الحدیث:۲۵۴۔

اردو ص۲۷۳ج۱، رقم الحدیث:۳۱۳)

ترجمہ.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں لوگ بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۶).....عن السائب بن یزید رضی الله عنه قال : کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة ، قال : وکانوا یقرئون بالمئین ، وکانوا یتوکّأون علی عِصیّهم فی عهد عثمان رضی الله عنه من شدة

القیام۔

(بیہقی ص۶۹۹ ج۲، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان ، رقم الحدیث:۴۶۱۷)

ترجمہ.....حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ وتابعین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔اور مئین سورتیں نماز میں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قیام کی شدت کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیا کرتے تھے۔

(۷).....عن السائب بن یزید رضی الله عنه قال :.....وکان القیام علی عهد عمر رضی الله عنه ثلا ثة و عشرین رکعة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۶۱ ج۴، باب قیام رمضان ، رقم الحدیث:۷۷۳۳)

ترجمہ.....حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (تراویح کا) قیام (یعنی رکعتیں) تیئیس (۲۳) رکعتوں کا ہوتا تھا۔

تشریح:.....بیس رکعتیں تراویح کی اور تین رکعتیں وتر کی۔

(۸).....عن اُبی بن کعب رضی الله عنه : أن عمر رضی الله عنه امر اُبیًا فی رمضان فصلّی بهم عشرین رکعة۔

(الأحادیث المختارة للمقدسی ص۳۶۷ ج۳، رقم الحدیث:۱۱۶۱)

ترجمہ.....حضرت ابی بن کعب رضی اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ: رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو آپ نے انہیں بیس رکعتیں پڑھائیں۔

(۹).....عن یحی بن سعید :.....أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه امر رجلا یصلّی بهم عشرین رکعة۔

ترجمہ.....حضرت یحی بن سعید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ: وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۳ ج۵، کم یصلّ فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۶۴)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بیس رکعات تراویح

(۱۰).....عن السائب بن یزید رضی الله عنه قال : کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة ، قال : وکانوا یقرئون بالمئین ، وکانوا یتوکّأون علی عِصیّهم فی عهد عثمان رضی الله عنه من شدة القیام۔

(بیہقی ص۶۹۹ ج۲، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان ، رقم الحدیث:۴۶۱۷)

ترجمہ.....حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ و تابعین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور مئین سورتیں نماز میں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قیام کی شدت کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بیس رکعات تراویح

(۱۱).....عن ابی عبد الرحمن السلمی رضی الله عنه عن علی رضی الله عنه قال : دعا القرّاء فی رمضان فأمر منهم رجلا یصلّی بالناس عشرین رکعة ، قال : وکان علی رضی الله عنه یوتر بهم ورووینا ذلک عن وجه آخر عن علی ۔

ترجمہ.....حضرت ابوعبد الرحمٰن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے قراء کو رمضان میں بلا کر ان میں سے ایک آدمی کو حکم کیا کہ لوگوں کو تراویح کی بیس

رکعتیں پڑھائیں،اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھاتے تھے۔

(بیہقی ص۶۹۹ ج۲، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان ، رقم الحدیث:۴۶۲۰)

(۱۲).....حدثنی زید بن علی عن ابیه عن جده عن علی رضی الله عنه : انّه امر الذی یصلّی بالناس صلوة القیام فی شهر رمضان ان یصلّی بهم عشرین رکعة ' یسلّم فی کلّ رکعتین و یُراوح ما بین کلِّ اربع رکعات ' فیرجع ذوالحاجة و یتوضأ الرّجل وأن یوتر بهم من اخِر اللیل حین الانصراف۔

(مسند الامام زید ص۱۵۹/۱۵۸، باب القیام فی شهر رمضان)

ترجمہ.....حضرت زید اپنے والد حضرت زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امام سے-جن کو قیام رمضان (یعنی تراویح) پڑھانے کا حکم دیا-فرمایا کہ: وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ ہر چار رکعات کے بعد (اتنی دیر) ترویحہ (اور وقفہ) کرے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے،اور سب سے آخر میں وتر (کی نماز) پڑھی جائے۔

(۱۳).....عن ابی الحسناء رحمه الله : أن علیا امر رجلا یصلّی بهم فی رمضان عشرین رکعة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۳ ج۵، کم یصلّی فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۶۳)

ترجمہ.....حضرت ابوالحسناء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ: وہ رمضان میں لوگوں کو (تراویح کی) بیس رکعتیں پڑھائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے

(۱۴)..... قال الاعمش رحمه الله : کان عبد الله بن مسعود رضی الله عنه یصلی

عشرین رکعة ویوتر بثلاث ۔(مختصرقیام اللیل وقیام رمضان و کتاب الوتر ص۹۱، باب عدد رکعات التی یقوم بها الامام للناس فی رمضان)

ترجمہ.....اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے

(۱۵).....عن عبد العزیز بن رُفیع رحمه الله قال : کان ابی ابن کعب رضی الله عنه یصلّی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ، ویوتر بثلاث ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۵، کم یصلّی فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۶۶)

ترجمہ.....حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ طیبہ میں بیس رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے

حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے

(۱۶).....عن ابی الخصیب رحمه الله قال : کان یؤمنا سوید بن غفلة رضی الله عنه فی رمضان ' فیصلّی خمس ترویحات عشرین رکعة ، اسناده حسن۔

(بیہقی ص۴۹۶ ج۲،باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان، رقم الحدیث:۴۳۹۵)

ترجمہ.....ابوالخصیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہمیں سوید بن غفلہ رحمہ اللہ ماہ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

تشریح :.....حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں، حضرت ابوبکر' حضرت عمر'

حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، اوران سے روایت لی ہے۔(تهذيب التهذيب لابن حجر ص۵۵۹ج۳)

(۱۷).....عن عطاء رحمه الله قال : ادركت النّاس وهم يصلّون ثلا ثا وعشرين ركعة بالوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ج۵، كم يصلّى فى رمضان من ركعة ؟ رقم الحديث:۷۷۷۰)

ترجمہ.....حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے لوگوں (یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ) کووتر سمیت:۲۳ رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

تشریح:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں، آپ کو دوسو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔(تهذيب التهذيب لابن حجر ص۴۸۸ج۴)

حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے

(۱۸).....عن شُتَير بن شكَل رحمه الله : انه كان يصلّى فى رمضان عشرين ركعة والوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ج۵، كم يصلّى فى رمضان من ركعة ؟ رقم الحديث:۷۷۶۲)

ترجمہ.....حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: وہ رمضان میں بیس رکعات (تراویح اور تین رکعات) وتر پڑھتے تھے۔

تشریح:.....حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ام حبیبہ، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔(تهذيب التهذيب لابن حجر ص۱۳۸ج۳)

(۱۹).....عن شتير بن شكل رحمه الله وكان من اصحاب على رضى الله عنه انّه

كان يؤمهم فی شهر رمضان بعشرين ركعة ويوتر بثلاث۔

ترجمہ.....حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(بیہقی ص۶۹۹ ج۲، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان، رقم الحدیث:۴۶۱۹)

حضرت ملیکہ رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے

(۲۰).....عن نافع بن عمر رحمهما الله قال : كان ابن ابی مليكة رحمه الله يصلّی بنا فی رمضان عشرين ركعة ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۳ ج۵، كم يصلّی فی رمضان من ركعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۶۵)

ترجمہ.....نافع بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ ہم کو رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

تشریح:.....حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں، تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔(تهذيب التهذيب لابن حجر ص۵۵۹ ج۳)

حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے

(۲۱).....عن ابی البَختری رحمه الله : انه كان يصلّی خمس ترويحات فی رمضان ويوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۵، كم يصلّی فی رمضان من ركعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۶۸)

ترجمہ.....حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

تشریح:.....حضرت ابن ابوالبختری رحمہ اللہ تابعی ہیں، اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے ہیں، آپ حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم وغیرہ

کے شاگرد ہیں۔(تهذیب التهذیب لابن حجر ص۶۷۹ ج۲)

حضرت حارث رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے

(۲۲).....عن الحارث رحمه الله : انه كان يؤمّ النّاس فى رمضان بالليل بعشرين ركعة ' ويوتر بثلاث و يقنت قبل الركوع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۵، كم يصلّى فى رمضان من ركعة ؟ رقم الحديث:۷۷۶۷)

ترجمہ.....حضرت حارث رحمہ اللہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اور رکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے

(۲۳).....عن وقاء رحمه الله قال :كان سعيد بن جبير رحمه الله يؤمُّنا فى رمضان' فيصلّى بنا عشرين ليلة ست ترويحات ' فاذا كان العشر الاواخر اعتكف فى المسجد وصلّى بنا سبع ترويحات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۵ ج۵، كم يصلّى فى رمضان من ركعة ؟ رقم الحديث:۷۷۷۳)

ترجمہ.....حضرت وقاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان میں ہماری امامت کرتے تھے، تو ہمیں بیس راتیں (پہلے دوعشرے) چھ ترویحوں (سے نماز پڑھاتے تھے) پھر جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو مسجد میں اعتکاف فرماتے اور ہمیں سات ترویحوں سے نماز پڑھاتے۔

تشریح:..... پہلے دوعشروں میں چھ ترویحوں سے کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ: پانچ ترویحے تراویح کے، اس طرح بیس رکعتیں ہوئیں، اور چھٹا ترویحہ وتر کے بعد کا ہو۔ اور آخری عشرہ میں ساتواں ترویحہ سے مراد عشاء کے فرض کے بعد کا وقفہ ہو جس میں سنتیں پڑھی جاتی ہیں،

یہ مطلب تو اس روایت کے اعتبار سے ہے، مگر ''مصنف عبدالرزاق'' کی روایت میں پانچ اور چھ ترویحوں کا ذکر ہے، اس میں پانچ ترویحوں سے تراویح کی بیس رکعتیں مراد ہیں، اور ایک ترویحہ عشاء کے فرض کے بعد کی سنت کا ہوسکتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے:

(۲۴).....عن اسماعیل بن عبد الملک قال :کان سعید بن جبیر رحمه الله یؤمُّنا فی شهر رمضان..... فکان یصلّی خمس ترویحات ' فاذا کان العشر الاواخر صلّی ست ترویحات۔ (مصنف عبدالرزاق ص۲۶۶ ج۴، باب قیام رمضان، رقم الحدیث:۷۷۴۹)

تشریح:.....حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کبار تابعین میں سے ہیں، اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے ہیں، آپ نے حضرت ابن عباس' حضرت عبداللہ بن زبیر' اور حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت لی ہے۔

(تهذیب التهذیب لابن حجر ص۶۲۵ ج۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے

(۲۵).....عن الحسن بن عبیدالله قال : کان عبد الرحمن بن الاسود یصلّی بنا فی رمضان اربعین رکعة ، ویوتر بسبع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۵، کم یصلّی فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۶۹)

ترجمہ.....حضرت حسن بن عبیداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ: ہمارے ساتھ رمضان میں چالیس رکعتیں پڑھتے تھے، اور وتر کی سات رکعتیں۔

تشریح:..... چالیس کی تعداد اس طرح ہوتی تھی کہ: چار عشاء کے فرض، پھر بیس رکعتیں تراویح کی، اور ہر ترویحہ میں چار رکعتیں، اس طرح سولہ رکعتیں ہوتی ہیں، تو یہ سب ملا کر چالیس کا عدد بنتا ہے۔ اور وتر کی سات رکعتیں: ممکن ہے کہ چار رکعتیں تہجد کے نوافل ہوں

اور تین رکعتیں وتر کی ہوں، واللہ اعلم۔

حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے

(۲۶).....أن علِّی بن ربیعة رحمه الله : کان یصلّی بهم فی رمضان خمس ترویحات و یوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۵، کم یصلّی فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۷۲)

ترجمہ.....حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان میں لوگوں کو پانچ ترویحوں (یعنی تراویح کی بیس رکعتوں) سے نماز (پڑھاتے تھے) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

تشریح:.....حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ تابعی ہیں، آپ حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔(تهذیب التهذیب لابن حجر ص۵۶۹ ج۴)

اہل مدینہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے

(۲۷).....عن داؤد بن قیس قال : ادرکت النّاس بالمدینة فی زمن عمر بن عبد العزیز و أبان بن عثمان یصلّون ستة و ثلاثین رکعة ، ویوترون بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۵، کم یصلّی فی رمضان من رکعة ؟ رقم الحدیث:۷۷۷۱)

ترجمہ.....حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز اور حضرت ابان بن عثمان رحمہما اللہ کے زمانہ میں لوگوں کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے، اور وتر کی تین رکعتیں۔

تشریح:.....بیس رکعتیں تراویح کی، ہر ترویحہ میں چار رکعتیں، اس طرح اہل مدینہ چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

تراویح ائمۂ اربعہ کے نزدیک

فقہ حنفی:.....صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں:

''التراویح سنّة مؤکدة وھی عشرون رکعة باجماع الصحابة رضی الله عنهم بعشر تسلیمات کما هو المتوارث''۔(مراقی الفلاح ص۸۱، باب التراویح)

تراویح سنت مؤکدہ ہے، اور اجماع صحابہ کے بموجب اس کی بیس رکعتیں ہیں دس سلاموں سے جیسا کہ زمانۂ سلف سے سلسلہ وار برابر چلا آرہا ہے۔

فقہ مالکی:.....قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فاختار مالک فی احد قولیه وابوحنیفة والشافعی واحمد و داؤد القیام بعشرین رکعة سوی الوتر''۔(بدایة المجتهد ص۱۵۶ج۱،مکتبہ علمیہ لاہور)

امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہ وامام شافعی اور امام احمد اور داؤد رحمہم اللہ نے وتر کے علاوہ بیس رکعات کو اختیار کیا ہے۔

فقہ شافعی:.....امام محی الدین نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''مذهبنا انّها عشرون رکعة بعشر تسلیمات غیر الوتر''۔(مجموع شرح مہذب ص۳۲ج۴)

ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں دس سلاموں کے ساتھ وتر کے علاوہ۔

فقہ حنبلی:.....حافظ ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''والمختار عند ابی عبد الله فیها عشرون رکعة''۔امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح میں بیس رکعتیں مختار ہیں۔(مغنی ابن قدامہ ص۷۹۸/۷۹۹ج۱ مع الشرح الکبیر)

محدث کبیر امام ترمذی رحمہ اللہ کا فرمان

امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: واکثر اهل العلم علی ماروی عن علی و عمر

وغیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ۔

(ترمذی ص۹۹ ج۱، کم باب ما جاء فی قیام شھر رمضان ، رقم الحدیث:۸۰۶)

اور اکثر اہل علم بیس رکعت کے قائل ہیں، جو حضرت علی، حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

بیس تراویح کی حکمت

علامہ حلبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ: تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ سنن، فرائض وواجبات کی تکمیل کے لئے مشروع ہوئی ہیں، اور فرائض پنج گانہ وتر سمیت بیس رکعات ہیں، لہذا تراویح بھی بیس رکعات ہوئیں تاکہ مکمل اور مکمل کے درمیان میں مساوات ہوجائے۔ (البحر الرائق ص۷۲ ج۲)

علامہ منصور بن یونس حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اور بیس تراویح میں حکمت یہ ہے کہ سنن مؤکدہ دس ہیں، پس رمضان میں ان کو دوچند کردیا گیا، کیونکہ وہ محنت وریاضت کا وقت ہے۔ (کشف القناع عن متن الاقناع ص۳۹۲ ج۱)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تراویح کی بیس رکعتیں قرار دیں اس کی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں:

''اور یہ اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے محسنین کے لئے (صلوۃ اللیل) گیارہ رکعتیں پورے سال میں مشروع فرمائی ہیں، پس ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ رمضان المبارک میں جب مسلمان تشبہ بالملکوت کے دریا میں غوطہ لگانے کا قصد رکھتا ہے تو اس کا حصہ سال بھر کی رکعتوں کے دوگنا سے کم نہیں ہونا چاہئے''۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۵۹ ج۳)

نماز کی قضاواجب ہے

بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرح اللہ تعالی کے حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے، روزہ کی قضا، حج رہ جائے تو حج بدل سے اس کی قضا، اسی طرح نماز بھی ذمہ میں رہ جائے تو اس کی قضا بھی ضروری ہے۔ اس رسالہ میں اسی موضوع پر آپ ﷺ کے چند ارشادات اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کچھ آثار جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب

اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر چار چیزیں فرض فرمائی ہیں،نماز، روزہ (مال ہوتو) زکوۃ، اور حج۔ان فرائض کی ادائیگی ضروری ہے اوران کے چھوڑنے پر سخت عذاب کی وعیدیں ارشادفرمائی گئی ہیں۔کسی عذر کی وجہ سے یا غفلت کی وجہ سے ان میں کوتاہی ہوجائے تو ان کی قضا بھی ضروری ہے۔جیسے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے بغیر چارہ نہیں،اسی طرح اللہ تعالی کے حقوق بھی ذمہ میں باقی نہ رہیں اور رہ جائیں تو قضا کر کے توبہ واستغفار سے غفلت اورقضا کے جرم کی معافی بھی مانگنی چاہئے۔بندوں کے حقوق کا ادا کرنا جس طرح انسان اپنے ذمہ سمجھتا ہے،اسی طرح اللہ تعالی کے حقوق کی ذمہ داری کا بھی احساس ہونا چاہئے،اس لئے کہ ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ کا ارشادوارد ہوا ہے کہ:

اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے

(۱).....عن ابن عباس رضی الله عنهما : ان امرأة من جهينة جاء ت الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت : ان امّى نذرت ان تحج فلم تحج حتى ماتت ، افأحج عنها ؟ قال : نعم ، حُجّى عنها ، ارأيت لو كان على امک دين ' اكنت قاضيته ؟ اقضوا الله فالله احق بالوفاء۔

(بخاری، باب الحج والنذر عن الميت ' والرجل يحج عن المرأة ، رقم الحديث:۱۸۵۲)

ترجمہ:.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اورعرض کیا کہ: میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن حج ادا نہ کرسکیں اوران کا انتقال ہوگیا،تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں!ان کی طرف سے تم حج کرلو،کیا اگر تمہاری والدہ پر قرض

ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے' تمہیں اللہ تعالی کا قرض ادا کرنا چاہئے۔

''بخاری شریف'' کی ایک دوسری روایت میں اس طرح کا سوال ایک شخص کی طرف سے کرنا بھی آیا ہے:

(۲).....عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اتی رجل النبی صلی الله علیه وسلم فقال له : ان اختی نذرت ان تحج ' وانها ماتت ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لو کان علیها دین ' اکنت قاضیه ؟ قال : نعم ، قال : فاقض الله ' فهو احق بالقضاء۔

(بخاری، باب من مات وعلیه نذر ، رقم الحدیث:٦٦٩٩)

ترجمہ:.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: میری بہن نے منت مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ انتقال کر گئی (حج نہ کر سکی اور اپنی منت پوری نہ کر سکی) آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو قرض ادا کرتا، انہوں نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ کا قرض ادا کرو؛ اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔

روزہ کی قضا

روزہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

(۳).....عن عائشة رضی الله عنها تقول : کان یکون علیّ الصوم من رمضان ' فما استطیع ان اقضیه الا فی شعبان ، قال یحی : الشغل من النبی أو بالنبی صلی الله علیه وسلم۔

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے مگر

میں ان کو قضا نہ کرسکی مگر شعبان میں ۔(حدیث کے راوی حضرت) یحیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ (قضا میں دیر کرنا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مشغولی کی وجہ سے تھا۔

(بخاری، باب متی یقضی قضاء رمضان ؟ رقم الحدیث:۱۹۵۰۔مسلم، باب جواز تاخیر قضاء رمضان ما لم یجی ء رمضان آخر' لمن افطر بعذر مرض و سفر وحیض و نحو ذلک ، رقم الحدیث:۱۱۴۶۔ابوداؤد، باب تاخیر قضاء رمضان ، رقم الحدیث:۲۳۹۹۔نسائی، وضع الصیام علی الحائض ، رقم الحدیث:۲۳۲۱۔ابن ماجہ،باب ما جاء فی قضاء رمضان، رقم الحدیث:۱۶۶۹)

تشریح:.....اس روایت میں صراحت ہے کہ روزے حیض (یا سفر یا بیماری کی وجہ سے) قضا ہوتے تو بعد میں رکھ لیتی تھیں۔

(۳).....ان امرأة سألت عائشة رضی الله عنها أتقضی الحائض الصلاة اذا طهرت؟ قالت : أحَرُوْرِيَّةٌ انتِ ؟ كنا نحيض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ' ثم نطهُرُ فيأمرنا بقضاء الصوم ولا يأمرنا بقضاء الصلاة۔

(نسائی، وضع الصیام علی الحائض، رقم الحدیث:۲۳۲۰)

ترجمہ:.....ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: کیا حائضہ عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا کرے گی؟ فرمایا: کیا تو حروریہ ہے؟ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں حائضہ ہوتیں' پھر پاک ہوجاتیں تو ہمیں روزہ کی قضا کا حکم تھا نماز کی قضا کا حکم نہیں تھا۔

تشریح:.....سوال کرنے والی عورت حضرت معاذہ رحمہا اللہ تھیں۔''مصنف عبدالرزاق'' اور''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں اس کی صراحت ہے۔

حائضہ پر روزوں کی قضا واجب ہے، نمازوں کی قضا واجب نہیں، کیونکہ نمازوں میں تکرار ہے، اس لئے ان کی قضا میں دشواری ہے۔اور شریعت کا قاعدہ ہے:''الحرج

مدفوع ''چنانچہ نمازوں کی قضامعاف ہے،اور یہ مسئلہ اجماعی ہے،اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔اورخوارج جواختلاف کرتے تھے(ان کے نزدیک نمازوں کی بھی قضاواجب ہے) تو گمراہ فرقوں کا اختلاف اجماع پراثر اندازنہیں ہوتا۔خوارج کوحروریہ بھی کہتے ہیں،اس لئے کہ ان کا مرکز''حروراء''نامی گاؤں تھا۔(تحفۃ الالمعی ص۴۱۲ج۱)

حائضہ پرنماز کی قضانہیں' کی صراحت بھی دوسروں پرقضا کی دلیل ہے

اس روایت میں نماز کی قضا کے واجب نہ ہونے کا حکم کرنا بھی دلیل ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضانہیں،مگر دوسروں پرنماز کی قضا ہے،اگرنماز کی قضا ہوتی ہی نہیں تو اس صراحت کی کیاضرورت تھی؟

(۳).....عن عائشة رضی اللہ عنها قالت : کنا نحیض عند النبی صلی الله علیه وسلم فیأمرنا بقضاء الصوم۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فی قضاء رمضان، رقم الحدیث:۱۶۷۰)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:ہم آپ ﷺ کے پاس(یعنی آپ کے زمانے میں) حائضہ ہوتیں'(پھر پاک ہوجاتیں) تو ہمیں روزہ کی قضا کا حکم ہوتا۔

نفل روزہ کے توڑنے پرقضا کا حکم

(۳).....عن عائشة رضی الله عنها قالت : اُهدِیَ لی ولحفصة طعامٌ وکنا صائمتین فافطرنا ' ثم دخل رسولُ الله صلی الله علیه وسلم فقلنا : یا رسول الله ! انّا اُهدِیَتْ لنا هدیةٌ فاشتهیناها فافطرنا ' فقال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم : لا علیکما ' صوما مکانهُ یومًا آخرَ۔

(ابوداؤد، باب من رأی علیه القضاء ، رقم الحدیث:۲۴۵۷۔ترمذی، باب ما جاء فی ایجاب القضاء علیه ، رقم الحدیث:۷۳۵)

ترجمہ:.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میرے اور حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے لئے ہدیہ میں کھانا آیا، اور ہم دونوں روزہ سے تھیں، (یعنی نفل روزہ رکھا تھا) پس ہم نے افطار کرلیا (اور روزہ توڑ ڈالا)، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس ہدیہ (میں کھانا آیا) پس کھانے کو ہمارا دل چاہا تو ہم نے روزہ توڑ ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، اس کے بدلہ میں کسی دن روزہ رکھ لینا، (اور توڑے ہوئے روزہ کی قضا کر لینا۔ نفل روزہ کی قضا کا بھی حکم دیا)

صحیح احادیث سے اس کا ثبوت ہے کہ: نماز کی قضا ضروری ہے۔ تعجب ہے اس قدر صحیح احادیث کے باوجود کس طرح ایک جماعت نماز کی قضا کا انکار کر کے صرف توبہ واستغفار کو کافی سمجھتی ہے۔ ایک صاحب لکھتے ہیں:

''اگر کوئی دیدہ و دانستہ نمازیں چھوڑ دے اور پھر ان کی قضا کرنا چاہے تو اس قسم کی نمازوں کی قضا حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ ایسے آدمی کے لئے توبہ واستغفار کافی ہے۔

(دستور المتقی ص ۱۴۹۔ حدیث اور اہل حدیث ص ۶۹۹)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

''بلوغ کے بعد اگر نمازیں تھوڑی ہوں جو آسانی سے ادا ہوسکتی ہوں' تو کر لی جائیں، اگر زیادہ مدت کی ہوں جن کو ادا کرنا مشکل ہو تو یہی کافی ہے۔

(فتاوی اہل حدیث ص ۴۱۵ ج ۱۔ حدیث اور اہل حدیث ص ۷۰۰)

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے چند ارشادات اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کچھ آثار جمع کئے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ نماز کی قضا ضروری ہے، اور صرف توبہ واستغفار کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالی اس حقیر کوشش کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز کے فوت ہونے پر قضا کے علاوہ کوئی کفارہ نہیں

(۱).....عن انس بن مالک رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : من نسی صلوة فلیصلها اذا ذکرها ، لا کفارة لها الا ذلک ، قال قتادة : ﴿ واقم الصلوة لذکری ﴾۔

(مسلم، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجیل قضائها ، رقم الحدیث:۶۸۴)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب یاد آجائے اسے پڑھ لے، اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:) میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

نوٹ:.....''بخاری شریف'' میں یہ روایت الفاظ کے تھوڑے سے فرق سے آئی ہے۔

(بخاری، باب من نسی صلوة فلیصل اذا ذکر، رقم الحدیث:۵۹۷)

کوئی نماز قضا ہوجائے تو جب یاد آجائے پڑھ لے

(۲).....عن انس بن مالک رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :اذا رقد احدکم عن الصلوة أو غفل عنها فلیصلّها اذا ذکرها ، فان الله عز وجلّ یقول ﴿ واقم الصّلوة لذکری ﴾۔

(مسلم، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجیل قضائها ، رقم الحدیث:۶۸۴)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی نماز (کے وقت) سو جائے، یا نماز سے غافل ہوجائے تو جب یاد آجائے پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

جب نماز رہ جائے، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قضا کرلے

(۳).....عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : قال نبی الله صلی الله علیه وسلم من نسی صلوة أو نام عنها فکفارتها ان یصلّیَها اذا ذکرها۔

(مسلم، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجیل قضائها ، رقم الحدیث:۶۸۴)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سوتا رہ جائے، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آجائے اس وقت پڑھ لے۔

سفر میں آپ ﷺ اور صحابہ کی نماز فوت ہوئی تو جماعت سے قضا پڑھی

(۴).....عن ابی هریرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم : حین قفل من غزوة خیبر ، سار لیلةً ، حتی اذا ادرکه الکَرٰی عرّس ، وقال : لبلالٍ : اکْلَأ لنا اللیل ، فصلّی بلال ما قدِّر له و نام رسول الله صلی الله علیه وسلم و اصحابُه ، فلمّا تقارب الفجر استسند بلالٌ الی راحلته مواجِهَ الفجرِ ، فغلبَتْ بلالا عیناهُ وهو مُستنِدٌ الی راحلته ، فلم یستیقِظ رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا بلالٌ ولا احد من اصحابه حتی ضربَتْهُمُ الشمسُ ، فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم اوَّلهمُ اسْتیقاظا ، ففزع رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال : أی بلالُ ! فقال بلالٌ : اخذ بنفسی الذی اخذ –بابی انت وا مّی یا رسول الله !– بنفسک ، قال : اقتادوا ، فاقتادوا رواحلهم شیئا ، ثم توضّأ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم وامر بلالا فاقام الصلاة ، فصلی بهم الصبح ، فلمّا قضی الصلاة ، قال : من نسی الصلاة فلیصلّها اذا ذکرها ، فان الله قال ﴿واقم الصلوة لذکری﴾۔

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے تو (واپسی کے سفر میں) ایک رات چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اونگھ آ گئی تو رات کے آخری حصہ میں اترے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: آج رات تم ہمارے لئے پہرہ دو، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جتنی مقدر تھی نماز پڑھتے رہے، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو گئے، جب فجر کا وقت قریب ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ (تھوڑا سا آرام کی غرض سے) اپنی سواری سے ٹیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہوا اور آپ اپنی سواری سے ٹیک لگائے (ہی سو گئے) پھر نہ تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور نہ ہی حضرات صحابہ کرام میں سے کوئی، جب ان پر سورج کی شعاعیں پڑیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور گھبرا گئے (کہ نماز ہی قضا ہوگئی) چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! حضرت بلال رضی اللہ عنہ (بیدار ہوئے اور) فرمایا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری جان کو بھی اسی ذات نے پکڑ لیا جنہوں نے آپ ﷺ کو پکڑا (یعنی مجھے بھی اسی نے سلا دیا جنہوں نے آپ کو سلا دیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں کو ہانکو، انہوں نے اونٹوں کو کچھ (دیر یا دور) چلایا، پھر آپ ﷺ نے وضو کر کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی، پھر سب کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آ جائے پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

(مسلم، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها ، رقم الحديث:٦٨٠)

تشریح:.....ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ نے (بیدار ہوکر) ارشادفرمایا: ہرشخص اپنی سواری کی نکیل پکڑ لے،(اور یہاں سے چل پڑے) کیونکہ یہ جگہ جہاں ہم ہیں شیطان کی جگہ ہے۔(حوالۂ بالا)

سونے میں نماز قضا ہوئی تو کوئی تفریط نہیں ہے، جب بیدار ہو پڑھ لے

''مسلم شریف'' کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

ترجمہ:.....سونے میں کوئی تفریط (قصور) نہیں ہے، (یعنی اگر نیند کی وجہ سے اور آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے نماز قضا ہوگئی تو یہ قصور نہیں ہے) قصور تو اس شخص کا ہے جو (بیدار ہوتے ہوئے بھی) نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے، جس نے ایسا کیا (سو گیا اور نماز نکل گئی) اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو جائے نماز پڑھ لے، اور اگلے دن وہ وقت آئے تو اس نماز کو اپنے وقت پر ہی پڑھے۔

(۵).....اما انه ليس فى النوم تفريط ' انّما التّفريط على من لم يصل الصلاة حتى يجيء وقتُ الصلاة الاخرى ' فمن فعل ذلک فليصلها حين ينتبه لها، فاذا كان الغد فليصلها عند وقتها ، الخ۔(حوالہ بالا، رقم الحديث:۶۸۱)

سفر میں آپ ﷺ کی نماز قضا ہوئی تو جگہ بدلی اور سورج نکلنے کے بعد قضا کی

(۶).....عن عمران بن حصين رضى الله عنه قال : كنت مع نبى الله صلى الله عليه وسلم فى مسيرٍ له ' فَاَدْلجنا ليلتنا حتى اذا كان فى وجه الصبح عرّسنا ' فغلبَتْنا اعينُنا حتى بَزَغتِ الشمس ، قال : فكان اول من استيقظ منّا ابو بكر رضى الله عنه ، و كنّا لا نوقظُ نبى الله صلى الله عليه وسلم من منامه اذا نام حتى يستيقظ ' ثم استيقظ عمر رضى الله عنه ' فقام عند نبى الله صلى الله عليه وسلم ' فجعل يكبّر و يرفع

صوته بالتكبير حتى استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فلمّا رفع رأسه ورأى الشمس قد بزغتْ ، قال : ارتحلوا فسار بنا حتى اذا ابيضت الشمس نزل فصلى بنا الغداة ، الخ ۔(حوالۂ بالا، رقم الحديث:٦٨٢)

ترجمہ:.....حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں آپ ﷺ کے ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، (سفر کے دوران) رات گہری ہوگئی اور صبح کے وقت ہم نے قیام کیا، نیند کی وجہ سے آنکھ لگ گئی یہاں تک کہ سورج چمک گیا، ہم میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے، اور ہم آپ ﷺ کو نیند سے بیدار نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ خود ہی بیدار نہ ہوجائیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوکر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے، جب آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر اٹھا کر دیکھا کہ سورج چمک رہا ہے تو فرمایا: یہاں سے کوچ کرو، پھر آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلے، یہاں تک کہ جب سورج واضح اور روشن ہوگیا تو ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔

تم مردہ تھے پس اللہ تعالی نے تمہاری روحوں کو واپس لوٹا دیا' نماز قضا کرلو

(۷).....عن ابى جُحيفة ' عن ابيه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفره الّذى ناموا فيه حتى طلعت الشمس ' ثم قال : انّكم كنتم امواتا فردّ الله اليكم ارواحكم ' فمن نام عن صلوةٍ او نسى صلوة فليصلّها اذا ذكرها واذا استيقظ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۵۱۶ ج۳، الرجل ينسى الصلوة أو ينام عنها ، رقم الحديث:۴۷۷۳)

ترجمہ:.....حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: کچھ حضرات صبح کی نماز سے

سو گئے اور سورج طلوع ہونے تک بیدار نہیں ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: تم مردہ تھے پس اللہ تعالی نے تمہاری روحوں کو تمہارے پاس لوٹا دیا ہے، لہذا جو نماز سے سو گیا یا نماز کو بھول گیا، اس کو چاہئے کہ جب وہ یاد آجائے اس وقت اور جب بیدار ہو اس وقت اس کو پڑھ لے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر غروب شمس کے بعد عصر کی نماز قضا پڑھی

(۸).....عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه : انّ عمر بن الخطاب رضی الله عنه جاء یوم الخندق بعد ما غربتِ الشمس فجعل یسبّ کفار قریش ، قال : یا رسول الله ! ما کدتُ اصلِّی العصر حتی کادت الشمس تغرُب ، قال النبی صلی الله علیه وسلم : والله ! ما صلّیتُها ، فقمنا الی بُطحان ' فتوضأ للصّلوة وتوضّأنا لها ، فصلّی العصر بعد ما غربت الشمس ' ثم صلّی بعدها المغرب۔

(بخاری، من صلّی بالنّاس جماعة بعد ذهاب الوقت ، رقم الحدیث:۵۹۶)

ترجمہ:.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر سورج غروب ہونے کے بعد تشریف لائے، آپ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے، آپ نے فرمایا: یارسول اللہ! سورج غروب ہو رہا ہے اور عصر کی نماز پڑھنا میرے لئے ممکن نہ ہوسکا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے بھی (نماز) نہیں پڑھی، (راوی فرماتے ہیں کہ: پھر) ہم وادی بطحان کی طرف گئے، اور آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو فرمایا، اور ہم نے بھی وضو کیا، تو سورج کے غروب ہونے کے بعد عصر پڑھی، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

(۹).....عن ابی عبیدة بن عبد الله بن مسعود قال : قال عبد الله رضی الله عنه : انّ

المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اربع صلوٰتٍ یوم الخندق ، حتی ذھب من اللیل ما شاء اللہ ، فامر بلالا ' فاذّن ' ثم اقام فصلّی الظھر ' ثم اقام فصلّی العصر ' ثم اقام فصلّی المغرب ' ثم اقام فصلّی العشاء۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الرجل تفوته الصلوات بأیّتھنّ یبدأ ، رقم الحدیث:۱۷۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مشرکین نے آپ ﷺ کو غزوۂ خندق کے دن چار نمازوں سے مشغول کر دیا (یعنی آپ ﷺ چار نمازیں وقت پر ادا نہیں فرما سکیں) یہاں تک کہ رات کا اتنا حصہ گذر گیا جتنا اللہ تعالی نے چاہا (یعنی کافی دیر ہوگئی)، پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، چنانچہ انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کی کتنی نمازیں قضا ہوئیں؟

تشریح:.....غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کی دو مرتبہ نمازیں قضا ہوئی ہیں، بعض حدیث میں نماز عصر کا ذکر ہے، اور اس حدیث میں چار نمازوں کا ذکر ہے، حقیقت میں تین ہی نمازیں قضا ہوئی تھیں، عشاء تو وقت پر ادا فرمائی، مگر تغلیباً اور مجازاً چار بیان کر دی گئی کہ کافی تاخیر سے عشا کی نماز ادا کی گئی تھی، تو اسے بھی گویا قضا ہی کے لفظ سے تعبیر فرما دیا۔

(تحفۃ الالمعی ص۴۸۲ ج۱۔ درس ترمذی ص۴۲۰ ج۱)

نماز کے قضا ہونے پر دشمن کے لئے آپ ﷺ کی بددعا

(۱۰).....عن علی رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم

الاحزاب : شغلونا عن الصلوة الوسطى صلوة العصر، ملأ الله بيوتهم و قبورهم نارا ثم صلاها بين العشاء ين بين المغرب والعشاء۔

(مسلم، باب الدليل لمن قال : الصلوة الوسطى هى صلوة العصر ، رقم الحديث:٦٢٧)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ: احزاب (یعنی خندق) کے دن ان لوگوں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی عصر کی نماز سے مشغول کر دیا، اللہ تعالی ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، پھر آپ ﷺ نے عصر کی (قضا) نماز، مغرب اور عشاء کے درمیان میں ادا فرمائی۔

(۱۱).....عن حذيفة رضى الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم الخندق : شغلونا عن صلوة العصر، ملأ الله قبورهم وبيوتهم نارا ، قال : ولم يصلها يومئذ حتّى غابت الشمس۔

(صحیح ابن حبان ص۱۴۸ ج۷، باب صلوة الخوف ، رقم الحديث:۲۸۹۱)

ترجمہ:.....حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خندق کے دن ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز سے مشغول کر دیا، اللہ تعالی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے، راوی فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے وہ (قضا شدہ) نماز نہیں ادا فرمائی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

صاحب ترتیب کے لئے قضا کا طریقہ

(۱۲).....عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما انه كان يقول : من نسى صلوة فلم يذكرها الا وهو مع الامام' فاذا سلّم الامام فليصل الصلوة التى نسى ' ثم ليصلّ بعدها الاخرى۔(مؤطا امام مالک ص۱۵۵ ج۱، العمل فى جامع الصلوة ، رقم الحديث:۴۸۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ: جوشخص نماز پڑھنا بھول گیا ہواور اسے اس وقت یاد آئے جب وہ دوسری نماز میں امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو چکا ہو،تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے اپنی بھولی ہوئی نماز پڑھے اور پھر یہ نماز پڑھے۔

تشریح:.....مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنا بھول گیا تھا،اور عصر کی نماز میں امام کے ساتھ شامل ہوگیا،اب اسے یاد آیا کہ ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی،تو امام کے ساتھ نماز سے فارغ ہوکر پہلے ظہر کی نماز پڑھے اور پھر عصر پڑھے، کیونکہ ترتیب فوت ہوگئی ہے،(یہ حکم صاحب ترتیب کے لئے ہے)۔(شرح مؤطا امام مالک ص۳۴۵ج۱)

بہرحال اس حدیث سے بھی قضا کا ثبوت ہے۔

وتر کی قضا ہے جبکہ وہ واجب ہے تو فرض کی قضا بدرجۂ اولی ہوگی

(۱۳).....عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من نام عن الوتر أو نسیه ' فلیصلّ اذا ذکر واذا استیقظ ۔(ترمذی، باب ما جاء فی الرجل ینام عن الوتر أو ینسی ، رقم الحدیث :۴۶۵۔ابوداؤد، باب فی الدعاء بعد الوتر ، رقم الحدیث:۱۴۳۱۔ابن ماجہ، باب من نام عن وترہ أو نسیه ، رقم الحدیث:۱۱۸۸)

ترجمہ:.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا پڑھنا بھول جائے' اسے چاہئے کہ جب یاد آجائے اور جب اٹھ جائے وتر پڑھ لے۔

(۱۴).....عن ابی مریم قال : جاء رجل الی علی رضی الله عنه قال : نِمتُ و نسیت الوتر حتی طلعت الشمس ؟ فقال : اذا استیقظت و ذکرت فصل۔

ترجمہ:.....ابومریم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آئے اور کہا: میں سو گیا اور وتر ادا کرنا بھول گیا یہاں تک کہ سورج نکل گیا (تو اب کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: جب تو بیدار ہوا اور یاد آیا تو اب پڑھ لے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۵ ج۴، من قال : یوتر وان اصبح ، وعلیه قضاء ه ، رقم الحدیث: ۶۸۶۹)

(۱۵).....عن وبرة رحمه الله قال: سألت ابن عمر رضی الله عنهما عن رجل اصبح ولم یوتر ؟ قال : ارأیت لو نمت عن الفجر حتی تطلع الشمس الیس کنت تصلی ؟ کأنه یقول : یوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۴ ج۴، من قال:یوتر وان اصبح ، وعلیه قضاء ه ، رقم الحدیث: ۶۸۶۱)

ترجمہ:.....حضرت وبرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ: اگر کوئی شخص وتر پڑھے بغیر صبح کردے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: بتلاؤ! اگر تم صبح کی نماز پڑھے بغیر سوتے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے تو کیا صبح کی نماز نہیں پڑھو گے؟ گویا کہ آپ یہ فرمارہے تھے کہ وہ شخص وتر پڑھے۔

(۱۶).....عن عطاء : ان ابن عباس رضی الله عنهما اوتر بعد طلوع الفجر۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰ ج۳، باب فوت الوتر ، رقم الحدیث:۴۵۹۶)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (کبھی وتر رات کو نہ پڑھ سکتے تو) طلوع فجر کے بعد وتر پڑھتے تھے۔

(۱۷).....الوتر یقضی ولو الی سنة ، (دیلمی عن معاذ رضی الله عنه)۔

ترجمہ:.....حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: وتر کی قضا ہے چاہے سال گذر جائے۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۱۹۵۴۴)

نوٹ:.....''کنز العمال'' کے اردو ترجمہ میں اس روایت کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:

''وتر پڑھا جائے گا خواہ سنت کے ساتھ ملا کر''۔(ص۲۰۲ج۷)

بظاہر مترجم سے ترجمہ میں تسامح ہوگیا ہے،اس لئے کہ روایت میں صراحۃً ''یقضی'' کا لفظ ہے،اس لئے ''سنة'' کو سال کے بجائے سنت سمجھ لیا گیا۔

(۱۸).....عن طاؤس : الوتر واجب یعاد الیه اذا نسی۔

(مصنف عبدالرزاق ص۸ ج۳، باب وجوب الوتر ' هل من شی ء من التطوع واجب ، رقم الحدیث:۴۵۸۷)

ترجمہ:.....حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: وتر واجب ہیں ،اگر بھول سے رہ جائے تو قضا پڑھی جائے گی۔

(۱۹).....عن حماد قال : اوتِرُ وَاِن طلعت الشمس۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰ ج۳، باب فوت الوتر ، رقم الحدیث:۴۶۰۰)

ترجمہ:.....حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وتر پڑھو،اگر چہ سورج نکل جائے۔(یعنی اگر قضا پڑھنی پڑے تب بھی پڑھو)۔

(۲۰).....عن الشعبی و عطاء والحسن و طاؤس و مجاهد رحمهم الله قالوا : لا تدعِ الوترَ وان طلعت الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۳ ج۴، من قال : یوتر وان اصبح وعلیه قضاء ه ، رقم الحدیث: ۶۸۵۹)

ترجمہ:.....حضرت شعبی، حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، حضرت طاؤس، حضرت مجاہد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ: وتر کو نہ چھوڑو، اگر چہ سورج نکل جائے۔

(۲۱).....عن عطاء و طاؤس رحمهما الله انهما قالا : من لم يوتر حتى تطلع الشمس فليوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۳ ج۴، من قال : يوتر وان اصبح ، وعليه قضاء ه ، رقم الحديث: ۶۸۶۰)

ترجمہ:.....حضرت عطاء، حضرت طاؤس رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: جس نے وتر نہیں پڑھے اور سورج طلوع ہو گیا تو (اب) وتر (کی قضا) پڑھ لے۔

(۲۲).....عن الشعبی رحمه الله قال : لا تدع وترک ، ولو بنصف النهار۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۳ ج۴، من قال : يوتر وان اصبح ، وعليه قضاء ه ، رقم الحديث: ۶۸۵۸)

ترجمہ:.....حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وتر کو نہ چھوڑ، اگر چہ آدھا دن ہی کیوں نہ گذر جائے۔

(۲۳).....عن عبد الرحمن بن القاسم قال : اوتر ابی وقد طلع الفجر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۴ ج۴، من قال : يوتر وان اصبح ، وعليه قضاء ه ، رقم الحديث:۶۸۶۳)

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے والد (حضرت قاسم رحمہ اللہ، کبھی وتر قضا ہو جائے تو) سورج نکلنے کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے۔

فجر کی سنت کی قضا کا حکم ہے، تو فرض کی قضا کیوں نہیں؟

(۲۴).....عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :

من لم یصل رکعتَیِ الفجر فلیُصلِّھما بعد ما تطلعُ الشمس۔

(ترمذی، باب ما جاء فی اعادتھما بعد طلوع الشمس ، رقم الحدیث:۴۲۳)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے فجر کی (سنت دو) رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے

(۲۵).....عن ابن سیرین عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ صلاھما بعد ما اضحی۔

ترجمہ:.....حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۰۴ ج۴، باب فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ ، رقم الحدیث:۶۵۰۷)

(۲۶)..... مالک انہ بلغہ : ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فاتتہ رکعتا الفجر' فقضاھما بعد ان طلعت الشمس۔

(مؤطا امام مالک ص۱۱۲، باب ما جاء فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۳۵۰)

ترجمہ:.....حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فجر کی سنتیں رہ جاتیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھتے تھے۔

(۲۷)..... مالک عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم بن محمد : انہ صنع الّذی صنع ابن عمر رضی اللہ عنھما۔

(مؤطا امام مالک ص۱۱۲، باب ما جاء فی رکعتی الفجر ، رقم الحدیث:۳۵۱)

ترجمہ:.....حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ: حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح کیا جس طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (مؤطا امام مالک مترجم ص۲۹۰ ج۱)

(۲۸).....عن ابی مجلز قال : دخلت المسجد فی صلوة الغداة مع ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنهم والامام یصلّی ' فاما ابن عمر فدخل فی الصف ' واما ابن عباس فصلّی رکعتین ثم دخل مع الامام ، فلما سلّم الامام قعد ابن عمر مکانه ' حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین۔

(طحاوی ص۲۵۷، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ، رقم الحدیث:۲۱۵۹)

ترجمہ:.....حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا تو امام نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے (اور بغیر سنت پڑھے نماز شروع فرمادی) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سنتیں پڑھیں ، پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے ، پھر جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج نکل گیا، تو آپ اٹھے اور دو رکعت (سنت) ادا کیں۔

(۲۹).....عن یحی بن سعید قال : سمعت القاسم یقول : لو لم اصلّهما حتی اصلی الفجر صلیتُهما بعد طلوع الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۰۴ ج۴، باب فی رکعتی الفجر اذا فاتته ، رقم الحدیث:۶۵۰۵)

ترجمہ:.....حضرت یحی بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قاسم (بن محمد) رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اگر میں نے فجر کی سنتیں فجر کی نماز سے پہلے نہ پڑھی ہوں تو پھر وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھتا ہوں۔

جمع بین الصلوتین

دونمازوں کوایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے یانہیں؟اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کی صحیح احادیث اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: جمع بین الصلوتین کی روایات جمع صوری پر محمول کی جائیں تو ہی تمام روایات میں تطبیق ہوسکتی ہے، اگر احادیث جمع سے جمع حقیقی مراد لی جائے تو کئی احادیث کا ترک لازم آئے گا۔آخر میں ایک مفید خاتمہ میں مسئلہ کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔یہ ایک مختصر مگر مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

دونمازوں کوایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے یانہیں؟ احادیث اورآثار سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرح کی احادیث منقول ہیں،بعض صحیح احادیث اورحضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی اعذار میں جمع کرنا جائز ہے،اورجمع سے مرادجمع حقیقی ہے،یعنی ایک وقت میں دونمازوں کوجمع کرنا۔ پھرجمع کی دوقسمیں ہیں: جمع تقدیم اورجمع تاخیر۔جمع تقدیم یہ ہے کہ: ظہر کے وقت میں ظہراورعصراورمغرب کے وقت میں مغرب اورعشا کوجمع کیا جائے،اورجمع تاخیر یہ ہے کہ عصر کے وقت میں ظہراور عصر،اورعشاء کے وقت میں مغرب اورعشاءکوجمع کیا جائے۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ دونوں طرف کی احادیث کوسامنے رکھا جائے تو بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ: ان احادیث کوجمع صوری پرمحمول کیا جائے،یعنی ظہرکواپنے آخری وقت میں ادا کرنا اورعصرکواپنے اول وقت میں،اسی طرح مغرب کواپنے آخری وقت میں اورعشاءکو اول وقت میں ادا کرنا، یہ بھی ایک طرح کی جمع کی شکل ہے،مگر یہ جمع صوری ہے۔اس میں تمام روایات میں تطبیق ہوسکتی ہے،اوراگراحادیث جمع سے جمع حقیقی مراد لی جائے تو کئی احادیث کاترک لازم آئے گا،جیسا کہ رسالہ کے مطالعہ سے واضح ہوگا۔

رسالہ کے آخرمیں ایک مفیدخاتمہ میں مسئلہ کی مزیدوضاحت کی گئی ہے۔اوراحناف پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات بھی مختصرادیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالی اس کاوش کوشرف قبولیت سے نوازےاورذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے،آمین۔مرغوب احمدلاجپوری

میں نے آپ ﷺ کو جب دیکھا' نماز وقت پر پڑھتے دیکھا

(۱).....عن عبد الله رضی الله عنه قال : ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم صلّی صلوةً الا لمیقاتها ' الا صلاتین : صلوة المغرب والعشاء بجمع ' و صلّی الفجر یومئذ قبل میقاتها ۔(مسلم۱۷۴ج۱، باب : استحباب زیادة التغلیس بصلوة الصبح یوم النحر بالمزدلفة ' والمبالغة فیه بعد تحقق طلوع الفجر ، رقم الحدیث :۱۲۸۹۔ بخاری، باب : یصلی الفجر بجمع ؟ رقم الحدیث :۱۶۸۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ جب دیکھا تو نماز کو اپنے وقت پر ہی پڑھتے دیکھا' سوائے دو نمازیں مغرب اور عشاء کے مزدلفہ میں، اور اس دن آپ ﷺ نے فجر کی نماز وقت (معتاد) سے پہلے پڑھی۔

آپ ﷺ مزدلفہ اور عرفات کے علاوہ نمازیں اپنے وقت پر پڑھتے تھے

(۲).....عن عبد الله رضی الله عنه قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی الصلوة لوقتها الا بجمع وعرفات۔

(نسائی ص۳۶، الجمع بین الظهر والعصر بعرفة ، رقم الحدیث :۳۰۱۳)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نماز وقت پڑھتے تھے سوائے مزدلفہ اور عرفات کے (کہ وہاں جمع فرماتے تھے)۔

نماز میں تفریط یہ کہ: اتنی تاخیر سے پڑھنا کہ دوسری نماز کا وقت آجائے

(۳).....عن ابی قتادة رضی الله عنه (فی حدیث طویل) ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : اما انه لیس فی النوم تفریط ' انما التفریط علی من لم یصل الصلوة

حتی یجیء وقت الصلوة الاخری۔

(مسلم۲۳۹ج۱، باب : قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجیل قضائها ، رقم الحدیث :۶۸۱)

ترجمہ:.....حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار نیند میں کوئی تفریط نہیں ہے، تفریط اس شخص کی طرف سے ہے جو نماز نہ پڑھے حتی کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

(۴).....عثمان بن عبد الله بن موهب قال : سئل ابو هريرة رضی الله عنه ' ما التّفريط فی الصلوة ؟ قال : ان تؤخر حتی يجی وقت الاخری۔

(طحاوی۲۱۴ج۱، باب : الجمع بين الصلوتين كيف هو ؟ ، رقم الحديث :۹۵۸)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ: نماز میں تفریط (قصور) کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: نماز کو اس قدر تاخیر سے پڑھنا کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

حکمران نماز میں تاخیر کریں، تو تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لینا

(۵).....عن ابی ذر رضی الله عنه قال : قال لی رسول الله صلی الله عليه وسلم : كيف انت اذا كانت عليک امراء يؤخرون الصلوة عن وقتها– أو يميتون الصلوة عن وقتها – قال : قلت : فما تأمرنی ؟ قال : صلّ الصلوة لوقتها ' فان ادركتها معهم فصل ' فانها لک نافلة۔

(مسلم۲۳۰ج۱، باب : كراهة تأخير الصلوة عن وقتها المختار ' وما يفعله المأموم اذا اخرها الامام ' رقم الحديث :۶۴۸)

ترجمہ:.....حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا

کہ: (اے ابوذر!) تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تمہارے حکمران ایسے ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے- یا نماز کو مار کر- (یعنی قضا کر کے) پڑھیں گے، میں نے عرض کیا کہ: پھر میرے لئے آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لینا، پھر اگر ان کے ساتھ بھی نماز مل جائے تو پھر پڑھ لینا کہ وہ تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

تشریح:..... یہ روایت مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے، ایک روایت میں ہے کہ: عنقریب ایسے حکمران آئیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے: 'سیکون بعدی امراء یمیتون الصلوة'

ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ: میں امیر کی اطاعت کروں چاہے وہ لولا لنگڑا غلام ہی کیوں نہ ہو، اور مجھے وصیت فرمائی کہ: میں نماز کو وقت پر ادا کروں: ''ان خلیلی اوصانی ان اسمعَ و اُطیعَ وان کان عبدا مُجَدَّعَ الْاَطراف' وان اُصَلِّیَ الصلوة لوقتها''۔

ایک روایت میں ہے کہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے جو نمازوں کو وقت سے مؤخر کریں گے: '' کیف انت اذا بقیت فی قوم یؤخرون الصلوة''

ایک روایت میں ہے کہ: حضرت ابوالعالیہ البراء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن ابن زیاد نے نماز کو مؤخر کر دیا، حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے، میں نے ان کے لئے کرسی رکھی وہ اس پر تشریف فرما ہوئے، میں نے (دوران کلام) ان سے ابن زیاد کی تاخیر کا ذکر کیا، انہوں نے غصہ میں اپنے دانت کاٹ لئے اور میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نماز میں تاخیر کا سوال کیا تھا جیسا کہ آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے، تو انہوں نے بھی میری ران پر

ہاتھ مارا تھا جس طرح میں نے آپ کی ران پر ہاتھ مارا، اور فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا جیسا کہ آپ نے مجھ سے سال کیا ہے، تو آپ ﷺ نے میری ران پر مارا تھا جیسے میں نے تمہاری ران پر مارا، اور فرمایا کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا:

''عن ابی العالیة البرّاء قال : اخّر ابن زیاد الصلاة ' فجاء نی عبد الله بن الصامت ' فألقیتُ له کُرسیا ' فجلس علیه ' فذکرتُ له صنیع ابن زیاد ' فعضّ علی شفته فضرب علی فخذی ' وقال : انی سألت ابا ذر کما سألتَنی ' فضرب فخذی کما ضربتُ فَخِذک ' وقال : انی سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم کما سألتنی ' فضرب فخذی' کما ضربت فخذک ' وقال : صلّ الصلاة لوقتها''۔

ایک روایت میں یہ قصہ حضرت ابوالعالیہ کا جمعہ کی نماز کے بارے میں آیا ہے، اور یہ بھی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن صامت نے میری ران پر اس طرح مارا کہ مجھے تکلیف ہونے لگی:''عن ابی العالیة البرّاء قال : قلت : لعبد الله بن الصامت : نصلی یوم الجمعة خلف امراء ' فیؤخرون الصلوة ' قال : فضرب فخذی ضربة اَوْجَعَتْنِی''۔

(مسلم۲۳۰ج۱، باب : کراهة تأخیر الصلوة عن وقتها المختار ' وما یفعله المأموم اذا اخرها الامام ' رقم الحدیث :۶۴۸)

تابعی کا فقیہ کو تلاش کر کے ان کی صحبت اختیار فرمانا

(۶).....عن عمرو بن میمون الاودِی قال : قدِم علینا معاذ بن جبل رضی الله عنه الیمنَ ' رسولُ رسولِ الله صلی الله علیه وسلم الینا قال : فسمعتُ تکبیرَهُ مع الفجر رجلٌ اَجَشُّ الصَّوتِ ' قال : فأُلْقِیَتْ محبّتی علیه ' فما فارَقْتُه حتی دفنتُه بالشّام میّتا ' ثم نظرتُ الی افقه النّاس بعده ' فاتیتُ ابنَ مسعود فلزِمْتُه حتی مات '

فقال : قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم : کیف بکم اذا اتت علیکم امراءُ یصلّون الصلوة لغیر میقا تها ؟ قلت : فما تأمرنی اذا ادرکنی ذلک یا رسول الله ! قال : صلّ الصلوة لمیقا تها ' واجعل صلوتک معهم سُبْحَة۔

(ابوداوَد، باب : اذا أخّر الامام الصلوة عن الوقت ' رقم الحدیث :۴۳۰)

ترجمہ:.....حضرت عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس یمن تشریف لائے، میں نے فجر کی نماز میں ان کی تکبیر سنی، وہ بڑی آواز والے تھے، مجھے ایک گونہ ان سے قلبی تعلق ہوگیا، اور میں نے ان کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ (ان کا انتقال ہوگیا) اور میں نے ان کو شام میں دفن کردیا۔ پھر میں نے غور کیا کہ زیادہ فقہ کو جاننے والے کون ہیں؟ پس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان کی صحبت کو لازم کرلیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: (اے ابن مسعود!) تم کیا کروگے جب تم پر ایسے حاکم مسلط ہوں گے جو نماز کو غیر وقت میں پڑھیں گے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے لئے ایسے وقت میں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھ لیا کرنا اور ان کے ساتھ بھی نفل سمجھ کر شریک ہوجانا۔

(۷).....عن الاسود و علقمة قالا : قال عبد الله رضی الله عنه : انه سیکون علیکم امراء یؤخرون الصلوة عن وقتها ، و یَخنُقونها الی شَرَقِ الموتی ' فاذا رأیتموهم قد فعلوا ذلک فصلوا فی بیوتکم ' ثم اجعلوا صلا تکم سبحة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳ ج ۵، فی الأمیر یؤخِّر الصلوة عن الوقت ، رقم الحدیث :۷۶۷۳)

ترجمہ:.....حضرت اسود اور حضرت علقمہ رحمہما اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: یقیناً عنقریب تم پر ایسے حکمران آئیں گے جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کریں گے، اور بالکل آخری جاتے وقت میں نماز پڑھیں گے، پس جب تم ان لوگوں کو دیکھو کہ وہ ایسا کر رہے ہیں تو اپنی نماز (اول وقت میں) اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو، پھر ان کے ساتھ نفل کے طور میں شریک ہو جایا کرو۔

(۸).....انها ستكون امراء يميتون الصلوة ، و يخففونها الى شَرَقِ الموتى ' وانها صلاة من هو شر من حمار وصلاة من لا يجد بدا ' فمن ادرک منكم ذلک الزمان فليصل الصلاة لوقتها ' و اجعلوا صلا تكم معهم سبحة۔

(كنز العمال ، اطاعة الأمير والترهيب عن البغى ومخالفته ، رقم الحديث :۱۴۸۳۳)

ترجمہ:.....عنقریب ایسے حکمراں ہوں گے جو نماز کو فوت کر دیں گے اور بالکل آخری جاتے وقت میں نماز پڑھیں گے، یہ ایسے لوگوں کی نماز ہوگی جو گدھے سے بھی بدتر ہوں گے، جو اس کے بغیر چارہ نہ پائیں گے (مجبوراً یعنی بالکل بددل ہو کر نماز) پڑھنے والے لوگ ہوں گے، پس تم میں سے کوئی وہ زمانہ پالے تو نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا (پھر) ان کے ساتھ شریک ہو کر نفل (کے طور پر نماز) پڑھ لیا کرو۔

(۹).....عن على الازدى قال : اخّر الحجاج الصلاة بعرفة ' فصلّى بن عمر رضى الله عنهما فى رحله ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۵ ج ۵، فى الأمير يؤخِّر الصلوة عن الوقت ، رقم الحديث :۷۶۷۸)

ترجمہ:.....حضرت علی ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حجاج نے عرفہ کے دن نماز میں تاخیر کی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خیمہ میں نماز پڑھ لی۔

(۱۰).....عن عامر بن شقیق قال : کان الحجاج یؤخر الصلاۃ یوم الجمعۃ ' فکان ابو وائل یأمرنا : ان نصلی فی بیوتنا ثم نأتی المسجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۱۹۵ج۵، فی الأمیر یؤخِّر الصلوۃ عن الوقت ، رقم الحدیث :۷۶۸۰)

ترجمہ:.....حضرت عامر بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حجاج نے جمعہ کے دن نماز میں تاخیر کی تو حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا کہ: ہم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیں، پھر مسجد آئیں۔

(۱۱).....عن محمد بن ابی اسماعیل قال : رأیت عطاء و سعید بن جبیر – واخّر الولید الصلاۃ – فأومآ فی وقت الصلاۃ ' ثم قعدا حتی صلّیا معہ تلک الصلاۃ ، رأیتھما فعل ذلک مرارا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۱۹۶ج۵، فی الأمیر یؤخِّر الصلوۃ عن الوقت ، رقم الحدیث :۷۶۸۲)

ترجمہ:.....حضرت محمد بن ابو اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء اور حضرت سعید بن جبیر رحمہما اللہ کو دیکھا - جبکہ ولید نے نماز میں تاخیر کی - تو انہوں نے اپنے وقت میں نماز پڑھ لی، پھر بیٹھے رہے یہاں تک کہ اس کے ساتھ پھر (نفل کی نیت سے) نماز پڑھی، اور میں نے ان حضرات کو کئی مرتبہ اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱۲).....عن الاعمش قال : رأیت ابراھیم و خیثمۃ یصلیان الظھر فی بیوتھما ' ثم یأتیان الحجاج فیصلیان معہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۱۹۴ج۵، فی الأمیر یؤخِّر الصلوۃ عن الوقت ، رقم الحدیث :۷۶۷۵)

ترجمہ:.....حضرت اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت خیثمہ رحمہما اللہ کو دیکھا کہ (حجاج ظہر کی نماز میں تاخیر کرتا اس لئے) وہ ظہر کی نماز گھر میں

پڑھ لیتے، پھر حجاج کے پاس (مسجد) آتے اور اس کے ساتھ (نفل کی نیت سے) پڑھتے،

(۱۳).....عن مسلم قال : کنت اجلس مع مسروق وابی عبیدة فی المسجد فی زمن زیاد ' فاذا دخل وقت الظهر قاما فصلّیا ' ثم یجلسان حتی اذا اذّن المؤذِّن وخرج الامام قاما فصلّیا ' ویفعلا نه فی العصر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۱۹۴ج۵، فی الأمیر یؤخِّر الصلوة عن الوقت ، رقم الحدیث :۷۶۷۶)

ترجمہ:.....حضرت مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں زیاد کے زمانۂ حکومت میں حضرت مسروق اور حضرت ابوعبیدہ رحمہما اللہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھتا تھا، جب ظہر کا وقت شروع ہوجاتا تو یہ دونوں حضرات اٹھ کر اپنی ظہر پڑھ لیتے تھے، پھر وہیں بیٹھے رہتے یہاں تک کہ (تاخیر سے) مؤذن ظہر کی اذان دیتا اور امام نکلتا تو یہ اس کے ساتھ کھڑے ہوجاتے اور (نفل کی نیت سے) نماز پڑھ لیتے تھے، اور عصر میں بھی یہ دونوں حضرات ایسا ہی کرتے تھے۔

نوٹ:.....ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ: آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے حکمرانوں کی اس کوتاہی پر کہ وہ نماز میں تاخیر کریں تو آپ اپنی نماز صحیح وقت میں ادا کرلو، اور نماز کو وقت سے مؤخر کرکے ضائع نہ کرو۔ حاکم کے ظلم وجور کے سبب بھی نماز کو مؤخر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، اور نہ دو نمازوں کو جمع کرنے کا حکم دیا

دوسری نماز کے وقت آنے تک پہلی نماز کو مؤخر کرنا قضا ہے

(۱۴).....عن طاؤس عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : لا یفوت صلوة حتی یجیء وقت الاخری۔

(طحاوی۲۱۳ج۱، باب : الجمع بین الصلوتین کیف هو؟ ، رقم الحدیث :۹۵۷)

ترجمہ:.....حضرت طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: نماز اس وقت تک فوت نہیں ہوتی (یعنی قضانہیں) ہوتی ہے جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

بلا عذر دو نمازوں کو اکٹھا کرنا کبیرہ گناہ ہے

(۱۵).....عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر۔

(ترمذی ۴۸ ج ۱، باب: ما جاء فی الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۱۸۸)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر کسی عذر کے دو نمازوں کو اکٹھا کرکے پڑھا وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں داخل ہوا۔

(۱۶)..... قال محمد : بلغنا عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه کتب فی الافاق ینهاهم ان یجمعوا بین الصلوتین و یخبرهم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرة من الکبائر۔

(مؤطا امام محمد ۱۳۲، باب: فی الجمع بین الصلوتین فی السفر والمطر ، رقم الحدیث :۵۷۲)

ترجمہ:.....امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ: انہوں نے ہر طرف فرمان جاری کرایا تھا کہ: لوگوں کو اطلاع کردو کہ دو نمازیں ایک وقت میں جمع نہ کریں، ایک وقت میں دو نمازیں پڑھنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(مؤطا امام محمد مترجم ص ۱۱۱، باب: فی الجمع بین الصلوتین فی السفر والمطر ، رقم الحدیث :۲۰۵)

(۱۷).....عن ابی موسی رضی الله عنه قال : الجمع بین الصلوتین من غیر عذر من الکبائر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۶ ج۵، من کرہ الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۸۳۳۷)

ترجمہ:.....حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بغیر عذر کے دونمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۱۸).....عن قتادة عن ابی العالیة : ان عمر کتب الی ابی موسی : واعلم ان جمعا بین الصلوتین من الکبائر الا من عذر۔

(مصنف عبدالرزاق ۵۵۲ ج۲، باب : من نسی صلوة الحضر ، والجمع بین الصلوتین فی السفر، رقم الحدیث :۴۴۲۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوالعالیہ الراحی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ: جان لیجئے کہ: بغیر عذر کے دونمازوں کو جمع کرکے پڑھنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۱۹).....عن ابی العالیة ، عن عمر قال : الجمع بین الصلوتین من غیر عذر من الکبائر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۶ ج۵، من کرہ الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۸۳۳۸)

ترجمہ:.....حضرت ابوالعالیہ الراحی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: بغیر عذر کے دونمازوں کو جمع کرکے پڑھنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۲۰).....عن الحسن ومحمد قالا : ما نعلم من السنة الجمع بین الصلوتین فی حضر ولا سفر الا بین الظهر والعصر بعرفة ، وبین المغرب والعشاء بجمع۔

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم سنت سے اس بات کو نہیں جانتے کہ: حضر وسفر میں دونمازوں کو جمع کیا جائے، سوائے عرفہ میں ظہر اور عصر کے اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۸ ج۵، من کرہ الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۸۳۴۱)

تین طرح کے گناہ بڑے ہیں

(۲۱).....عن ابی قتادة یعنی العدوی : ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کتب الی عامل له ثلث من الکبائر : الجمع بین الصلوتین الا فی عذر ' والفرار من الزحف والنهبی۔

(بیہقی ۲۴۱ ج۳، باب ذکر الاثر الذی روی فی ان الجمع من غیر عذر من الکبائر مع ما دلت علیه اخبار المواقیت ، رقم الحدیث :۵۵۶۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوقتادہ عدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ: تین چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں: (۱): بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا، (۲): لڑائی سے بھاگنا، (۳): اور لوٹنا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فرمان کہ دونمازوں کو بلا عذر جمع کر کے نہ پڑھو

(۲۲).....عن اُبیّ بن عبد الله قال : جاء نا کتابُ عمر بن عبد العزیز : ان لا تجمعوا بین الصلوتین الا من عذر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۷ ج۵، من کرہ الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۸۳۳۳)

ترجمہ:.....حضرت اُبی بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خط پہنچا (جس میں یہ تھا کہ) دونمازوں کو بغیر عذر کے جمع کر کے نہ پڑھو۔

جمع صوری کے دلائل

آپ ﷺ نے سفر میں جمع صوری فرمائی

(۲۳).....قال سالم : كان ابن عمر رضى الله عنهما يجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة ، قال سالم : واخّر ابن عمر المغرب وكان اسْتُصْرِخ على امرأته صفيّة بنتِ ابى عبيدٍ ، فقلتُ له : الصلاة ، فقال سِرْ ، فلقتُ له : الصلاة ، فقال : سِرْ ، حتّى سار ميلين أو ثلا ثة ، ثم نزل فصلّى ثم قال : هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى اذا اعجله السَّيرُ ، وقال عبد الله : رأيت النبى صلى الله عليه وسلم اذا اعجله السَّير ' يقيم المغرب فيصليها ثلا ثا ثم يسلّم ' ثم قَلَّما يَلبَث حتى يقيم العشاء فيصلّيها ركعتين ثم يسلّم ' ولا يُسبّح بعد العشاء حتى يقومَ من جوف الليل۔

(بخاری، باب : يصلى المغرب ثلا ثا فى السفر ، رقم الحديث :۱۰۹۲)

ترجمہ:.....حضرت سالم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع فرماتے۔ حضرت سالم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیا، انہیں ان کی زوجہ (حضرت) صفیہ بنت عبید (رضی اللہ عنہا) کی موت کی اطلاع دی گئی تھی (اور وہ ان کی تعزیت کو جا رہے تھے) میں نے ان سے عرض کیا کہ: نماز (کا وقت ہو گیا) انہوں نے فرمایا: چلتے رہو، (تھوڑی دیر کے بعد پھر) میں نے ان سے کہا کہ: نماز (کا وقت ہو گیا) انہوں نے فرمایا: چلتے رہو، یہاں تک کہ انہوں نے دو یا تین میل سفر فرمایا، پھر سواری سے اترے، اور نماز پڑھی، پھر فرمایا: میں نے اسی طرح دیکھا کہ جب نبی کریم ﷺ کو روانہ ہونے میں جلدی ہوتی تو آپ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں نے

دیکھا کہ جب نبی کریم ﷺ کو جلدی جانا ہوتا تو آپ ﷺ مغرب کی نماز تین رکعتیں پڑھتے ، پھر سلام پھیر دیتے ، پھر تھوڑی دیر ٹھہرتے' پھر عشاء (کا وقت ہوتا تو عشاء کی نماز) کے لئے اقامت کہلواتے اور عشاء پڑھتے ، اور اس کی دو رکعتیں پڑھتے ، پھر سلام پھیرتے اور عشاء کے بعد نفل نہیں پڑھتے' یہاں تک کہ آدھی رات کو بیدار ہوتے ۔

تشریح:.....نسائی شریف کی روایت میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی نے آپ کو خط لکھا کہ: میں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن میں ہوں اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں ہوں: '' انی فی آخر یوم من ایّام الدنیا و اولِ یوم من الآخرة ''

(نسائی، الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین الظهر والعصر ، بیان ذلک، رقم الحدیث :۵۸۹)

آپ ﷺ سفر میں ظہر کو مثل اول تک مؤخر فرما کر جمع صوری فرماتے

(۲۴).....عن انس رضی الله عنه قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان یجمع بین الصلا تین فی السفر ' اخّر الظهر حتی یدخل اوّل وقت العصر ' ثم یجمع بینهما ۔(مسلم، باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر ، رقم الحدیث :۷۰۴)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا شروع داخل ہو جاتا ، پھر دونوں (ظہر اور عصر کی نمازوں) کو جمع فرماتے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سفر میں جمع صوری فرمائی اور اس کو آپ ﷺ کا عمل قرار دیا

(۲۵).....عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اعجله السَّیرُ فی السفر یُؤخِّر صلاة المغرب حتی یجمع بینها وبین

العشاء قال سالم : وكان عبد الله بن عمر يفعله اذا اعجله السَّير ' يقيم المغرب فيصليها ثلا ثا ثم يسلم ' ثم قَلَّما يَلبَث حتى يقيم العشاء فيصليها ركعتين ثم يسلم ' ولا يُسبِّح بينهما بركعة ' ولا بعد صلاة العشاء بسجدة حتى يقومَ من جوف الليل۔

(بخاری، باب : هل يُؤذِّن أو يُقيم اذا جمع بين المغرب والعشاء ؟ رقم الحديث :۱۱۰۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں نے دیکھا کہ جب نبی کریم ﷺ کو روانہ ہونے میں جلدی ہوتی تو آپ ﷺ مغرب کی نماز کو مؤخر فرمادیتے اور عشاء کے ساتھ پڑھتے۔حضرت سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے کہ: جب ان کو روانہ ہونے میں جلدی ہوتی تو اقامت کہتے پھر مغرب کی تین رکعتیں پڑھتے، پھر تھوڑی دیر ٹھہرتے' پھر عشاء (کا وقت ہوتا تو عشاء کی نماز کے لئے) اقامت کہتے (اور عشاء) کی دو رکعتیں پڑھتے، پھر سلام پھیرتے، اور اس کے درمیان ایک رکعت بھی نفل نہیں پڑھتے تھے، اور نہ عشاء کے بعد کوئی سجدہ فرماتے یہاں تک کہ آدھی رات کو قیام کرتے تھے۔

تشریح:.....ان دونوں روایتوں میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز مغرب سے فارغ ہوکر کچھ دیر انتظار فرماتے تھے، اور اس کے بعد عشاء پڑھتے تھے، اس انتظار کا کوئی محمل نہیں ہوسکتا، سوائے اس کے کہ وہ عشاء کے وقت کے شروع ہونے کا یقین چاہتے تھے۔خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اعتراف کیا ہے کہ: اس میں جمع صوری پر دلیل ملتی ہے۔(فتح الباری ص۴۶۵ ج۲)

جمع صوری پر ''ابوداؤد شریف'' کی واضح اور صریح دو روایتیں

(۲۶).....انّ عليًّا رضى الله عنه كان اذا سافر سار بعد ما تغرُبُ الشمسُ حتّى تكادُ

اَن تُظْلِمَ ، ثم ینزل فیصلّی المغربَ ، ثم یدعو بِعَشَائِہ فَیَتَعَشّٰی ، ثم یُصلی العشاء ، ثم یرتحِل و یقول : ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع۔

(ابوداؤدص۱۷۴ج۱، باب : متی یتم المسافر ، رقم الحدیث :۱۲۳۴)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر فرماتے تو سورج غروب ہونے کے بعد بھی سفر جاری رکھتے، یہاں تک کہ جب اندھیرا ہونے کے قریب ہوجاتا، تو (سواری سے) اترتے اور مغرب (کی نماز) پڑھتے، پھر رات کا کھانا طلب فرماتے اور تناول فرماتے، پھر عشاء (کی نماز) ادا فرماتے، پھر سفر کرتے، اور فرماتے تھے کہ: رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے۔

تشریح:.....حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ھذا الحدیث ظاھر ، بل صریح فی الجمع الصوری'' یہ حدیث جمع صوری کے بیان میں ظاہر بلکہ صریح ہے۔ (بذل المجھود ص۳۹۵ج۵)

(۲۷).....عن نافع و عبد اللہ بن واقد : انّ مؤذِّن ابن عمر قال : الصلاۃ ، قال : سِرْ سِرْ ، حتّی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلّی المغرب ، ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ، ثم قال : اِنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عَجِلَ بہ امرٌ صنع مثل الذی صنعتُ ، الخ۔

(ابوداؤدص۱۷۱ج۱، باب : الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۱۲۱۲)

ترجمہ:.....حضرت نافع اور حضرت عبداللہ بن واقد رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مؤذن نے عرض کیا کہ: نماز (کا وقت ہوگیا) تو آپ نے فرمایا کہ: چلتے رہو چلتے رہو، یہاں تک کہ شفق کے غائب ہونے سے پہلے کا وقت ہوگیا تو آپ

(سواری سے) اترے اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی تو عشاء کی نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو اسی طرح کرتے جس طرح میں نے کیا ہے۔

تشریح:.....اس روایت میں تو بہت صراحت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شفق کے غائب ہونے سے پہلے یعنی عشاء کے وقت سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی، پھر شفق کے غائب ہونے کا انتظار کیا، اور شفق کے غائب ہونے یعنی عشاء کے وقت کے شروع ہونے پر عشاء کی نماز پڑھی، اور اسی کو آپ ﷺ کا عمل قرار دیا۔

حدیث کے دو راویوں کا خیال احناف کے عین مطابق ہے

(۲۸).....حدثنا سفیان عن عمرو قال : سمعت ابا الشّعثاء جابرا قال : سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : صلّیتُ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا ' و سبعا جمیعا ' قلت : یا ابا الشعثاء ! اظنُّہ اخّر الظھر و عجل العصر ' و عجل العشاء و اخّر المغرب ، قال : وانا اظنہ ۔

(بخاری، باب : من لم یَتطَوَّعْ بعد المکتوبة ، ابواب التطوع ، رقم الحدیث :۱۱۷۴۔

مسلم، باب: جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر ، صلوة المسافرین ، رقم الحدیث :۷۰۵)

ترجمہ:.....حضرت سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوالشعثاء جابر رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: وہ فرمارہے تھے کہ: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ: آٹھ رکعتیں (ظہر وعصر کی) اکٹھی پڑھیں اور سات رکعتیں (مغرب اور عشاء کی) جمع کر کے پڑھیں، (حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ) میں نے کہا: اے ابوالشعثاء! میرا گمان یہ ہے کہ: آپ ﷺ نے ظہر کو مؤخر کیا اور عصر کو جلدی پڑھا، اور عشاء کو جلدی پڑھا اور مغرب کو مؤخر کیا، انہوں نے (یعنی حضرت ابو الشعثاء جابر رحمہ اللہ نے) فرمایا کہ: میرا بھی یہی گمان ہے۔

تشریح :..... اس روایت میں حدیث کے دو راویوں: حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ اور حضرت ابوالشعثاء جابر رحمہ اللہ کا گمان حنفیہ کے عین مطابق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جمع صوری کرتے تھے

(۲۹).....عطاء انّ ابن عباس جمع بین والمغرب والعشاء لیلة خرج من ارضه ، قال : فکان من جمع بینهما یؤخر من الظهر ویُعجِّل من العصر ثم یُجمعان ' ویُؤخِّر من المغرب ویعجِّل من العشاء ثم یُجمعان۔

(مصنف عبدالرزاق ۵۴۹ ج۲، باب : من نسی صلوة الحضر ' والجمع بین الصلوتین فی السفر، رقم الحدیث :۴۴۰۹)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا جب اپنے علاقہ سے سفر شروع کیا، آپ اس طرح جمع فرماتے تھے کہ ظہر کو مؤخر فرماتے اور عصر کو جلدی کرتے ، اور مغرب کو مؤخر فرماتے اور عشاء کو جلدی پڑھتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع صوری کرتے تھے

(۳۰).....عبد الرحمن بن یزید یقول : صحبتُ عبد الله بن مسعود رضی الله عنه فی حجة ' فکان یؤخر الظهر ویعجل العصر ' ویؤخر المغرب ویعجل العشاء ' ویسفر بصلاة الغداة۔

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حج کے سفر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، آپ ظہر کو مؤخر فرماتے اور عصر کو جلدی پڑھتے، اور مغرب کو مؤخر فرماتے اور عشا کو جلدی پڑھتے، اور فجر کی نماز روشنی میں ادا فرماتے۔

(طحاوی ۲۱۵ ج۱، باب الجمع بین الصلوتین کیف هو ؟ رقم الحدیث :۹۶۰)

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جمع صوری کرتے تھے

(۳۱).....عن ابی عثمان قال : وفدت انا وسعد بن مالک ونحن نبادر للحج ' فکنا نجمع بین الظهر والعصر' نقدم من هذه ونُؤخِّر من هذه ، ونجمع بین والمغرب والعشاء ' نقدم من هذه ' ونؤخر من هذه ' حتی قدمنا مکة۔

(طحاوی ۲۱۵ ج۱، باب الجمع بین الصلوتین کیف هو ؟ رقم الحدیث :۹۵۹)

ترجمہ:.....حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے حج کا سفر ساتھ کیا، ہم حج کے لئے جلدی (سفر میں) جارہے تھے، تو ہم ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے تھے، اس نماز کو (یعنی عصر کو) تھوڑا سا مقدم کرتے اور اس نماز کو (یعنی ظہر کو) تھوڑا سا مؤخر کرتے، اور ہم مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے، اس نماز کو (یعنی عشاء کو) تھوڑا سا مقدم اور اس نماز کو (یعنی مغرب کو) تھوڑا سا مؤخر کرتے، یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جمع صوری فرماتے

(۳۲).....عن ابی عثمان النهدی قال : اصطحبت انا وسعد بن ابی وقاص من الکوفة الی مکة ' وخرجنا موافدین ' فجعل سعد یجمع بین الظهر والعصر ' والمغرب والعشاء ' یقدم من هذه قلیلا ' ویؤخر من هذه قلیلا ' حتی جئنا مکة۔

ترجمہ:.....حضرت ابوعثمان النہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی معیت میں کوفہ سے مکہ کا سفر کیا، اور ہم وفد کی شکل میں نکلے تھے تو حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں، اس طرح جمع فرمائیں کہ اس کو (یعنی عصر اور عشاء کو) تھوڑا سا مقدم فرما دیتے اور اس کو (یعنی ظہر اور مغرب کو) تھوڑا سا مؤخر، یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ آ گئے۔

(مصنف عبدالرزاق ۵۴۹ ج۲، باب : من نسی صلوة الحضر ' والجمع بین الصلوتین فی السفر، رقم الحدیث :۴۴۰۶)

حضرت اسود اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ سفر میں بھی جمع صوری کرتے

(۳۳).....عن ابراهیم قال : کان الاسود واصحابُه ینزلون عند وقت کل صلوة فی السفر ' فیصلُّون المغرب لوقتها ' ثم یتعشَّوْن ' ثم یمکثون ساعة ' ثم یصلون العشاء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۶ ج۵، من کرہ الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۸۳۳۲)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت اسود اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ سفر میں ہر نماز کے وقت میں اترتے' (پس رات کے وقت اترتے تو پہلے) مغرب پڑھتے، پھر رات کا کھانا کھاتے' پھر کچھ دیر ٹھہر کر عشاء (کے وقت میں' عشاء) کی نماز پڑھتے تھے۔

اس روایت میں سب ہی جمع صوری کے قائل ہیں

(۳۴).....عن ابن عباس قال : جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الظهر والعصر ' والمغرب والعشاء بالمدینة فی غیر خوف ولا مطر ، وفی حدیث وکیع

قال : قلت :لابن عباس رضی الله عنهما : لِمَ فعل ذلک ؟ قال : کیلا یُحرِجَ امّتَه ، الخ۔(مسلم، باب الجمع بین الصلوتین فی الحضر ، رقم الحدیث :۷۰۵)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف اور بارش کے ظہر اور عصر' اور مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا۔ اور حضرت وکیع رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ: آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا: تاکہ امت پر حرج نہ ہو۔

تشریح:..... یہ روایت: ''ابوداؤد شریف' ترمذی شریف' اور ''نسائی شریف'' میں بھی الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ آئی ہے۔

(ابوداؤد، باب الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۱۲۱۱۔ترمذی، باب الجمع بین الصلوتین فی [الحضر] رقم الحدیث :۱۸۷۔نسائی، الجمع بین الصلوتین فی الحضر ، رقم الحدیث :۶۰۳)

جمع حقیقی کے قائلین بھی اس حدیث کو جمع صوری ہی پر محمول کرنے پر مجبور ہیں، اسی لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں اعتراف کیا ہے کہ اس روایت میں جمع صوری ہی مراد لینا بہتر ہے۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس حدیث کی توجیہ کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں، اور جب اس روایت میں جمع صوری مراد لی جائے گی تو دوسری روایات کو بھی لا محالہ جمع صوری پر ہی محمول کیا جائے گا۔ (درس ترمذی ص۴۴۴ ج۱)

(۳۵).....عن جابر بن عبد الله قال : جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدینة للرخص من غیر خوف ولا علة۔

(طحاوی ص۲۰۹ ج۱، باب الجمع بین الصلوتین کیف هو ؟ رقم الحدیث :۹۴۵)

ترجمہ:.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے

(ایک مرتبہ) رخصت کی خاطر ظہر وعصر اور مغرب وعشاء (کی نمازوں) کو مدینہ منورہ میں جمع کر کے پڑھا، بغیر کسی خوف وعلت (وسبب) کے۔

حضرت اسود رحمہ اللہ کا سفر میں بھی نماز کا وقت پر پڑھنا اور جمع نہ کرنا

(۳۶).....عن ابراهيم : ان الاسود كان ينزل لوقت الصلوة فى السفر ولو على حَجَر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۷ ج ۵، من كره الجمع بين الصلوتين ، رقم الحديث :۸۳۳۵)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت اسود رحمہ اللہ سفر میں ہر نماز کے وقت میں اترتے چاہے پتھریلی زمین پر سفر ہو۔

(۳۷).....عن عمارة :عن الاسود قال : ما كان الا راهبا ' اذا جاء وقت الصلوة نزل ولو على حَجَر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۷ ج ۵، من كره الجمع بين الصلوتين ، رقم الحديث :۸۳۳۶)

ترجمہ:.....حضرت عمارہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت اسود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: راہب ہوتب بھی' جب نماز کا وقت آجائے اتر واگر چہ پتھریلی زمین پر ہو۔

خاتمہ..... چند مفید مباحث

علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع تقدیم کی روایتیں دو تین سے زائد نہیں، اور وہ بھی کلام سے خالی نہیں۔

جمع تقدیم کی روایتیں.....پہلی روایت

(۳۸).....عن معاذ بن جبل : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان فى غزوة تبوک اذا زاغتِ الشمسُ قبل ان يرتحِلَ جمع بين الظهرو العصر' وإن يرتَحِل قبل ان تزيغ الشمسُ اخّر الظهرَ حتى ينزلَ للعصر ' وفى المغرب مثلَ ذلک : إن غابتِ الشمسُ قبل ان يرتحِل جمع بين المغرب و العشاء ' وإن يرتحِل قبل ان تغيب الشمس اخّر المغربَ حتى ينزل للعشاء ' ثم جمع بينهما۔

(ابوداؤد، باب الجمع بين الصلوتين ، رقم الحديث :۱۲۰۸)

ترجمہ:.....حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک میں تشریف فرما تھے، جب سفر سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو آپ ﷺ ظہر اور عصر کو جمع فرما لیتے، (اور جمع تقدیم فرماتے) اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع فرما دیتے تو ظہر کو مؤخر فرما دیتے یہاں تک کہ عصر کے لئے (سواری سے) اترتے (اور ظہر اور عصر اکٹھا ادا فرماتے) اور مغرب میں اسی طرح کرتے کہ اگر سفر سے پہلے سورج غروب ہوجاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے، (اور جمع تقدیم فرماتے) اور سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع فرماتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ (سواری سے) عشاء کے لئے اترتے پھر دونوں کو جمع فرماتے۔

تشریح:.....اس روایت سے جمع تقدیم کا ثبوت ملتا ہے، مگر یہ روایت ضعیف ہے، چنانچہ

امام ابوداؤدرحمہ اللہ نے اس حدیث کوحضرت قتیبہ کی روایت سے بھی روایت کیا ہے، اور اس کے آخر میں فرماتے ہیں:'' قال ابو داؤد : ولم یرو ھذا الحدیث الا قتیبة وحدہ ''۔اس میں ضعف اور شاذ کی طرف اشارہ ہے۔''غرض ابی داود بھذا الکلام تضعیف ھذا الحدیث والاشارة الی انه شاذ''۔(بذل المجھود ص۳۷۶ج۵)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کوروایت کر کے فرماتے ہیں کہ:

''وحدیث معاذ حدیث حسن غریب تفرّد به قتیبة ' لا نعرف احدا رواہ عن اللیث غیرہ ''۔(ترمذی، باب ما جاء فی الجمع بین الصلوتین ، ابواب السفر ، رقم الحدیث :۵۵۳)

امام حاکم جن کا تساہل مشہور ہے انہوں نے بھی اس حدیث کوضعیف قرار دیا ہے، اور انہوں نے''علوم الحدیث''میں امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:''ان بعض الضعفاء ادخله علی قتیبة ''۔(بذل المجھود ص۳۷۶ج۵۔درس ترمذی ص۴۴۸ج۱)

اس طرح کی روایتیں جہاں آئی ہیں ان میں جمع تقدیم کا ذکر نہیں ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے دو باب قائم فرما کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے، اوران دونوں میں جمع تقدیم کا ذکر نہیں، بلکہ ان میں زوال کے بعد سفر کے وقت میں صرف ظہر کا ذکر ہے۔

(۳۹).....عن انس بن مالک قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا ارتحَلَ قبل ان تزیغ الشمسُ اخّر الظھرَ الی وقت العصر ثم یجمع بینھما ' واذا زاغت صلی الظھر ثم رکب۔

(بخاری، باب یوخر الظھر الی العصر اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس ، رقم الحدیث :۱۱۱۱۔ بخاری، باب اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلی الظھر ، رقم الحدیث :۱۱۱۲)

''ابوداؤدشریف'' اور ''نسائی شریف'' میں بھی سورج ڈھلنے کے بعد سفر کے سلسلہ میں صرف ظہر کا ذکر ہے۔

(ابوداؤد، باب الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۱۲۱۸۔

نسائی، الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین الظهر والعصر ، رقم الحدیث :۵۸۷)

''مسلم شریف'' میں غزوۂ تبوک کے ہی حوالہ سے یہ روایت حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے،اس میں بھی جمع تقدیم کا ذکر نہیں ، بلکہ صرف جمع کا ذکر ہے۔

(۴۰).....عن معاذ قال : خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة تبوک ' فکان یصلی الظهر والعصر جمیعا ' والمغرب والعشاء جمیعا۔

(مسلم، باب الجمع بین الصلوتین فی الحضر ، رقم الحدیث :۷۰۶)

(۴۱).....ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع بین الصلوه فی سفرة سافرها فی غزوة تبوک ' جمع بین الظهر والعصر ' والمغرب والعشاء۔

(مسلم، باب الجمع بین الصلوتین فی الحضر ، رقم الحدیث :۷۰۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی غزوۂ تبوک کے حوالہ سے یہ روایت مروی ہے:

(۴۲).....عن جابر قال : جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة تبوک بین الظهر والعصر ' وبین المغرب والعشاء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ ج۵، من قال : یجمع المسافر بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۸۳۱۳)

جمع تقدیم کی دوسری روایت:

(۴۳).....عن عکرمة و عن کریب ان ابن عباس رضی الله عنهما قال : الا

احدثکم عن صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی السفر ؟ قال : قلنا : بلی، قال کان اذا زاغت الشمسُ فی منزله جمع بین الظهر والعصر قبل ان یرکب ' واذا لم تزغ له فی منزله سار حتی اذا حانت العصر ' نزل فجمع بین الظهر والعصر' واذا حانت المغرب فی منزله جمع بینها وبین العشاء ' واذا لم تحن فی منزله رکب حتی اذا حانت العشاء نزل فجمع بینهما۔(مسند احمد ص ۳۶۷ ج ۱، رقم الحدیث :۳۴۸۰)

ترجمہ:.....حضرت عکرمہ اور حضرت کریب رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ: کیا میں تمہیں آپ ﷺ کی سفر کی نماز کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتلایئے! تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی منزل ہی پر سورج ڈھل جاتا تو سفر سے پہلے ظہر اور عصر کو جمع فرمالیتے ،(یعنی جمع تقدیم فرمالیتے)اور اگر سفر سے پہلے سورج ڈھل نہ جاتا تو آپ سفر شروع فرمادیتے، یہاں تک کہ عصر کا وقت قریب ہوتا تو (سواری سے)اتر کر ظہر اور عصر کو جمع فرماتے ، اور مغرب کے وقت میں سفر سے پہلے سورج غروب ہوجاتا تو مغرب اور عشا دونوں کو جمع فرماتے ،(یعنی جمع تقدیم فرماتے)اور اگر سفر سے پہلے سورج غروب نہ ہوتا تو سفر شروع فرمادیتے اور عشاء کے قریب (سواری سے)اتر کر مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

تشریح:..... اس روایت سے بھی جمع تقدیم کا پتہ چلتا ہے، مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس کی سند میں: حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس ہاشمی مدنی ہے، جس پر کتب اسماء الرجال میں شدید جرح ہے۔ حضرت ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ضعیف ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان کی احادیث منکر ہیں۔ حضرت علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ان کی احادیث چھوڑ دی گئی ہیں۔حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مضبوط نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ اسے متروک فرماتے ہیں۔

(میزان الاعتدال ص۵۳۷ ج۱۔توضیح السنن ص۵۱۳ ج۲)

جمع تقدیم کی تیسری روایت:

(۴۴).....عن انس رضی الله عنه : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظهر والعصر جمیعا ثم ارتحل۔

(توضیح السنن شرح آثار السنن ص۵۱۰ ج۲، باب جمع التقدیم فی السفر ، رقم الحدیث :۸۵۲)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع فرماتے پھر (آگے کا) سفر (شروع) فرماتے۔

تشریح:.....اس روایت سے بھی جمع تقدیم کا ثبوت ملتا ہے،مگر علامہ نیموی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ روایت محفوظ نہیں۔امام ذہبی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث راویوں کے تقابل کے اعتبار سے منکر ہے۔(توضیح السنن ص۵۱۱ ج۲)

نوٹ:.....ان روایتوں سے جمع تقدیم کا ثبوت بظاہر مشکل ہے۔

جمع تاخیر کی روایتیں

(۴۵).....انّ ابن عمر رضی الله عنهما : کان اذا جدّ به السَّیُر ' جمع بین المغرب والعشاء ' بعد ان یغیب الشفق ، و یقول : اِنّ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا جدّ به السیر ' جمع بین المغرب والعشاء۔

(مسلم، باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر ، رقم الحدیث :۷۰۳)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: جب انہیں سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو شفق کے غائب ہونے کے بعد جمع کر کے پڑھتے ،اور فرماتے کہ: رسول اللہ ﷺ کو بھی جب سفر میں جلدی ہوتی تو آپ مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

(۴۶).....عن انس رضی الله عنه قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان یجمع بین الصلا تین فی السفر ' اخّر الظهر حتی یدخل اوّل وقت العصر ' ثم یجمع بینهما۔(مسلم، باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر ، رقم الحدیث :۷۰۴)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا شروع داخل ہو جاتا، پھر دونوں (ظہر اور عصر کی نمازوں) کو جمع فرماتے۔

تشریح:..... یہ روایت جمع صوری پر بھی محمول کی جاسکتی ہے،اس طرح کہ عصر کا شروع وقت مثل اول سمجھا جائے،تو ظہر کو مثل اول میں پڑھتے پھر عصر کو،احناف بھی اس کو جائز کہتے ہیں۔

(۴۷).....عن انس رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم اذا عَجّل علیه السفر' یؤخّر الظهر الی اوّل وقت العصر ' فیجمع بینهما ، ویؤخِّر المغرب حتی

یجمع بینها وبین العشاء ' حین یغیب الشّفق۔

(مسلم، باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السّفر ، رقم الحدیث :۷۰۴)

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو ظہر کو عصر کے شروع وقت تک مؤخر فرماتے ، پھر دونوں (ظہر اور عصر کی نمازوں) کو جمع فرماتے ، اور مغرب کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ اس کو اور عشاء کو شفق کے غائب ہونے کے بعد جمع فرماتے۔

(۴۸).....عن جابر : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم غابت له الشمس بمکة فجمع بینهما بسرف۔(ابوداؤد، باب الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۱۲۱۵)

ترجمہ:.....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے اور سورج غروب ہوگیا، (مگر آپ نے مغرب کی نماز نہیں پڑھی، اور مقام) سرف جا کر (عشاء کے ساتھ) جمع فرمائی۔

(۴۹).....عبد الله بن دینار قال : غابت الشمس وانا عند عبد الله بن عمر ' فسِرنا فلمّا رأیناه قد امسی ' قلنا : الصلاة ' فسار حتی غاب الشفق وتَصَوَّبَتِ النُّجومُ ' ثم انه نزل فصلی الصلا تین جمیعا ' ثم قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جدّ به السَّیُر صلّی صلا تی هذه ، یقول : یجمع بینهما بعد لیل،

قال ابوداؤد : رواه عاصم بن محمد عن اخیه عن سالم ' و رواه ابن ابی نجیح عن اسماعیل بن عبد الرحمن بن ذُؤیب : ان الجمع بینهما من ابن عمر کان بعد غیوب الشفق۔(ابوداؤد، باب الجمع بین الصلوتین ، رقم الحدیث :۱۲۱۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سورج غروب ہوگیا اور میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، پس ہم روانہ ہوئے اور جب ہم نے دیکھا کہ رات ہوگئی تو ہم نے ان سے نماز کے لئے کہا، وہ چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور ستارے چمکنے لگے، تب آپ اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ: جب آپ ﷺ کو جلدی ہوتی تو اسی طرح نماز پڑھتے جس طرح میں نے پڑھی۔ راوی فرماتے ہیں کہ: دونوں نمازوں کو رات شروع ہونے کے بعد جمع کرتے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کو حضرت عاصم بن محمد رحمہ اللہ نے بواسطہ اپنے بھائی (عمرو بن محمد) بروایت سالم روایت کیا ہے، اور ابن ابی نجیح نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ذویب سے روایت کیا ہے کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے شفق غائب ہونے کے بعد دونوں نمازیں پڑھیں۔

نوٹ:.....ان روایات سے جمع تاخیر کا ثبوت ملتا ہے، مگر ان روایات کو جمع صوری پر محمول کر لیا جائے تو کسی حدیث پر کوئی اشکال نہیں ہوگا، ورنہ بیشمار روایات میں تعارض واقع ہوگا، اور جہاں حدیث میں: شفق کے بعد یا ستارے چمکنے کے بعد یا رات میں جمع کے الفاظ آئے ہیں، ان روایات کو بعض ان روایات پر قیاس کر کے جن میں شفق سے پہلے مغرب اور پھر انتظار کر کے عشاء کی صراحت ہے پر قیاس کر لیا جائے تو کئی روایتیں بے غبار ہو جائیں گی۔

مطلق جمع کی روایتیں

(۵۰).....عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجمع بین صلوة الظّهر والعصر اذا کان علی ظهر سیرٍ ، ویجمع بین المغرب والعشاء۔(بخاری، باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء ، رقم الحدیث :۱۱۰۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کو جمع فرماتے جب سواری پر سفر فرماتے ،اور مغرب وعشاء کو جمع فرماتے۔

(۵۱).....عن عبد اللہ بن عمر رضی الله عنهما قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اعجله السیر فی السّفر یؤخّر المغرب حتی یجمع بینها وبین العشاء، قال سالم : وکان عبد الله یفعله اذا اعجله السیر۔

(بخاری، باب یصلّی المغرب ثلا ثا فی السّفر ، رقم الحدیث :۱۰۹۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی روانہ ہونا ہوتا تو مغرب کو مؤخر فرمادیتے یہاں تک کہ اس کو عشاء کے ساتھ جمع فرماتے۔

حضرت سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب سفر میں جلدی روانہ ہونا ہوتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتے۔

(۵۲).....عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم یجمع بین صلاة المغرب والعشاء فی السّفر۔

(بخاری، باب الجمع فی السّفر بین المغرب والعشاء ، رقم الحدیث :۱۱۰۸)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ سفر میں

مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

(۵۳).....عن معاذ قال : خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى غزوة تبوک ، فكان يصلّى الظّهرَ والعصر جميعا ، والمغرب والعشاء جميعا۔

(مسلم، باب الجمع بين الصلوتين فى الحضر ، رقم الحديث :۷۰۶)

ترجمہ:.....حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے نکلے، آپ ﷺ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع فرماتے۔

(۵۴).....ابن عباس : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الصلاه فى سفرة سافرها فى غزوة تبوک ، جمع بين الظهر والعصر ، والمغرب والعشاء۔

(مسلم، باب الجمع بين الصلوتين فى الحضر ، رقم الحديث :۷۰۵)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے سفر میں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا، آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب و عشاء کو جمع فرمایا۔

(۵۵).....عن عبد الله بن شقيق ، قال : خطبنا ابن عباس يوما بعد العصر حتى غربت الشمس وبدتِ النُّجوم ، وجعل النّاس يقولون : الصلاة الصلاة قال : فجاء ه رجل من بنى تميم ، لا يفتُرُ ولا يَنْثَنِى : الصلاة ، الصلاة ، فقال ابن عباس : اَتُعلِّمُنِى بالسنة ؟ لا اُمَّ لک ، ثم قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الظهر والعصر ، والمغرب والعشاء ، قال عبد الله بن شقيق : فحاک فى صدرى من ذلک شىء ، فأتيت ابا هريرة ، فسألته ، فصدّق مقالتَه۔

(مسلم، باب الجمع بين الصلوتين فى الحضر ، رقم الحديث :۷۰۵)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دن عصر کے بعد ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا' اور ستارے روشن ہوگئے، لوگ نماز نماز کہہ کر پکارنے لگے، (راوی) فرماتے ہیں کہ: بنوتمیم کا ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بغیر دم لئے اور بغیر رکے مسلسل نماز نماز کی رٹ لگاتا رہا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیری ماں مرجائے کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے، پھر فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے دل میں یہ بات کھٹکی تو میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' اوران سے پوچھا تو انہوں نے (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی) بات کی تصدیق فرمائی۔

(۵۶).....عن ابن عمر قال : ما جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين المغرب والعشاء قطُّ فى السفر الا مرة۔ (ابوداؤد، باب الجمع بين الصلوتين ، رقم الحديث :۱۲۰۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ سفر میں کبھی بھی مغرب اور عشاء کو جمع نہیں فرماتے تھے، سوائے ایک مرتبہ کے۔

(۵۷).....عن مجاهد وسعيد ابن جبير وعطاء بن ابى رباح وطاوس : اخبروه عن ابن عباس انّه اخبرهم انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يجمع بين المغرب والعشاء فى السفر' من غير ان يُعجِلَهُ شىء ' ولا يطلُبه عدوٌّ ' ولا يخاف شيئا۔

(ابن ماجہ، باب الجمع بين الصلوتين فى السفر ، رقم الحديث :۱۰۶۹)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد' حضرت سعید بن جبیر' حضرت عطاء بن ابی رباح اور حضرت طاوس

رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتلایا کہ: رسول اللہ ﷺ سفر میں مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے بغیر کسی عجلت اور بغیر کسی دشمن اور بغیر کسی خوف کے۔

(۵۸).....عن عبد الله بن مسعود : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یجمع بین الصلا تین فی السفر۔

(طحاوی ص۲۰۶ ج۱، باب الجمع بین الصلوتین کیف هو ؟ رقم الحدیث :۹۳۱)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ سفر میں دونمازوں کو جمع فرماتے تھے۔

(۵۹).....عن عمر و بن شعیب عن ابیه عن جده قال : جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الصلا تین فی غزوة بنی المصطلق۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۵ ج۵،من قال: یجمع المسافر بین الصلوتین، رقم الحدیث :۸۳۲۹)

ترجمہ:.....حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بنوالمصطلق میں دونمازوں کو جمع فرمایا۔

(۶۰).....عن عطاء قال : اقبل ابن عباس من الطائف فاخر صلاة المغرب ' ثم نزل فجمع بین العشاء و المغرب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۲ ج۵، من قال : یجمع المسافر بین الصلوتین ، رقم الحدیث : ۸۳۱۸)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف کے سفر سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مغرب کو مؤخر کیا' پھر (سواری سے

اترے)اورعشاءومغرب کوجمع فرمایا۔

(۶۱).....عن حبیب بن شهاب ' عن ابیه ' عن ابی موسی قال : صحبتُه فی السفر ' فکان یجمع بین الظهر والعصر ' وبین المغرب و العشاء۔

ترجمہ:.....حضرت حبیب بن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں صحبت کا شرف ملا ہے،آپ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے۔

(۶۲).....عن ابی عثمان قال : سافرت مع اسامة بن زید و سعید بن زید ' فکانا یجمعان بین الظهر والعصر ' و المغرب والعشاء۔

ترجمہ:.....حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سعید بن زید رحمہما اللہ کے ساتھ سفر کیا (تو میں نے دیکھا کہ)وہ دونوں حضرات ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے۔

(۶۳).....عن عبد الجلیل بن عطیة قال : سافرت مع جابر بن زید ' فکان یجمعان بین الصلاتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۵، من قال: یجمع المسافر بین الصلوتین ، رقم الحدیث : ۸۳۲۲/۸۳۲۱/۸۳۲۰)

ترجمہ:.....حضرت عبدالجلیل بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ کے ساتھ سفر کیا،(تو میں نے دیکھا کہ) آپ دونمازوں کو جمع کرتے تھے۔

(۶۴).....مالک بن مِغْوَل قال : سألت عطاء عن تأخیر الظهر والمغرب فی السفر؟ فلم یر به بأسا۔

ترجمہ:.....حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے سفر میں ظہر اور مغرب کی تاخیر کے بارے میں سوال کیا' تو وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(۶۵).....عن زید ابی اسامة قال : سألت مجاهدا عن تأخير المغرب و تعجيل العشاء فی السفر؟ فلم ير به بأسا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۵ ج ۵، من قال: يجمع المسافر بين الصلوتين ، رقم الحديث : ۸۳۲۸/۸۳۲۷)

ترجمہ:.....حضرت زید ابو اسامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سفر میں مغرب کی تاخیر اور عشاء کو جلدی پڑھنے کے بارے میں سوال کیا' تو وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

نوٹ:.....ان تمام روایتوں میں جمع صوری مراد لینے میں کوئی امر مانع نہیں، اس لئے کہ ان میں جمع کی صراحت ہے تاخیر یا تقدیم کا کوئی ذکر نہیں، اس لئے یہ تمام احادیث حنفیہ کے خلاف نہیں ہوسکتیں، اس لئے کہ ان میں جمع کا ذکر ہے، اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ: ظہر کو اپنے آخری وقت میں اور عصر کو اپنے اول وقت میں پڑھا، اسی طرح مغرب کو اپنے آخری وقت میں اور عشاء کو اپنے اول وقت میں پڑھا۔

علامہ عثمانی رحمہ اللہ کی جمع صوری مراد لینے پر ایک بہت لطیف وجہ

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے جمع صوری مراد لینے پر ایک بہت لطیف وجہ بیان فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: احادیث میں جہاں کہیں جمع بین الصلوتین کا ذکر آیا ہے' وہاں جمع بین الظہر والعصر ہوا ہے، یا بین المغرب والعشاء، ان کے علاوہ کسی بھی دو نمازوں

میں نہ جمع ثابت ہے اور نہ کوئی اس کے جواز کا قائل ہے، چنانچہ ائمۂ ثلاثہ بھی انہی دو نمازوں کے درمیان جمع کے قائل ہیں، فجر اور ظہر' یا عصر اور مغرب' یا عشاء اور فجر کے درمیان جمع کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں، اور نہ ہی کسی روایت سے ثابت ہے، اب اگر جمع حقیقی مراد لی جائے تو اس تفریق کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ظہر وعصر کو جمع کرنا تو جائز ہو، لیکن عصر اور مغرب کو جمع کرنا جائز نہ ہو۔ البتہ اگر جمع صوری مراد لی جائے اس کی معقول وجہ سمجھ میں آتی ہے، اور وہ یہ کہ فجر اور ظہر میں جمع صوری اس لئے ممکن نہیں کہ بیچ میں ایک طویل وقت مہمل حائل ہے، اور عصر ومغرب اور عشاء وفجر میں جمع صوری اس لئے ممکن نہیں کہ عصر اور عشاء کے آخری اوقات مکروہ ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جس جمع بین الصلوتین پر عمل فرمایا ہے وہ جمع صوری تھی نہ کہ جمع حقیقی، ورنہ وہ تمام نمازوں میں ہوتی۔ (درس ترمذی ص۴۴۴ ج۱)

جمع بین الصلوتین کے بارے میں ائمہ کے مسالک اور ان کی شرطیں

اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ بغیر کسی عذر کے جمع بین الصلوتین جائز نہیں، البتہ ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک عذر کی صورت میں جمع بین الصلوتین جائز ہے۔ پھر عذر کی تفصیل میں یہ اختلاف ہے کہ شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک سفر اور مطر (یعنی بارش) عذر ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مرض (بیماری) بھی عذر ہے۔ پھر سفر میں امام شافعی رحمہ اللہ پوری مقدار سفر کو عذر قرار دیتے ہیں، جبکہ امام مالک رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ: جمع بین الصلوتین صرف اس وقت جائز ہے جب مسافر حالت سیر میں ہو، اور اگر کہیں ٹھہر گیا' خواہ ایک ہی دن کے لئے ہو تو وہاں جمع جائز نہیں، بلکہ امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ مطلق حالت سیر بھی کافی نہیں، بلکہ جب کسی وجہ سے تیز رفتاری ضروری ہو تب جمع جائز

ہوگی ورنہ نہیں۔

پھران سب حضرات کے نزدیک جمع تقدیم بھی جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔جمع تاخیر کے لئے ان کے نزدیک شرط یہ ہے کہ پہلی نماز کا وقت گذرنے سے پہلے پہلے جمع کی نیت کرلی ہو،اور جمع تقدیم کے لئے شرط یہ ہے کہ پہلی نماز ختم کرنے سے پہلے پہلے جمع کی نیت کرلی ہو،اس کے بغیر جمع جائز نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جمع بین الصلوتین حقیقی صرف عرفات اور مزدلفہ میں مشروع ہے،اس کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں،اوراس میں عذر کے پائے جانے کا بھی کوئی اعتبار نہیں،البتہ جمع صوری جائز ہے، جسے ''جمع فعلی'' بھی کہتے ہیں۔

جمع صوری پر کئے اعتراضات اوران کے جوابات

جمع صوری پر چند اعتراضات کئے گئے ہیں:

(۱).....جمع صوری پر جمع کا اطلاق ہی درست نہیں، کیونکہ اس میں ہر نماز اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے،لہذا جمع بین الصلوتین کی روایات کو اس پر محمول کرنا ایک دور کی تاویل ہے۔

جواب:.....اس کا جواب یہ ہے کہ:جمع بین الصلوتین پر جمع صوری کا اطلاق خود آپ ﷺ کے کلام مبارک سے ثابت ہے''ترمذی شریف'' کی ایک طویل روایت میں ہے کہ:

آپ ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

(۶۶).....فان قَویتِ علی ان تُؤخری الظھر و تُعجّلی العصر ثم تَغتَسِلین حین تَطھُرِین و تُصلّین الظھر والعصر جمیعا ' ثم تُؤخّرین المغرب وتُعَجّلین العشاء ' ثم تغتسِلین وتجمَعین بین الصلوتین۔

(ترمذی، باب فی المستحاضة انها تجمع بین الصلوتین بغسل واحد ، رقم الحدیث:۱۲۸)

ترجمہ:.....پس اگر تمہیں طاقت ہو کہ ظہر کو مؤخر کرو اور عصر کو جلدی پڑھو، پھر غسل کرو جب تم پاک ہو جاؤ (یہ حیض سے پاک ہونے کا غسل تھا) اور ظہر اور عصر دونوں کو ساتھ پڑھو، پھر مغرب کو مؤخر کرو اور عشاء کو مقدم کرو، پھر غسل کرو اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھو۔

تشریح:.....اس روایت میں آپ ﷺ نے صراحۃً جمع بین الصلوتین پر جمع صوری کا اطلاق فرمایا ہے۔ محدثین نے باب ہی ان الفاظ سے قائم فرمائے ہیں:

(۱).....ترمذی، باب فی المستحاضة انها تجمع بین الصلوتین بغسل واحد ، رقم الحدیث :۱۲۸۔

(۲).....ابوداؤد، باب من قال : تجمع بین الصلوتین و تغتسل لهما غسلا ، رقم الحدیث :۲۹۴۔

(۳).....نسائی، جمع المستحاضة بین الصلوتین و غسلها اذا جتمعت ، رقم الحدیث :۳۶۰۔

(۲).....ایک اعتراض یہ ہے کہ: جمع بین الصلوتین کا منشاء آسانی پیدا کرنا ہے اور جمع صوری میں کوئی آسانی نہیں؛ بلکہ مشکل ہے کیونکہ اوقات کی تعیین کا اہتمام ہر ایک سے نہیں ہوسکتا۔

جواب:.....اس کا جواب یہ ہے کہ: جمع صوری میں بھی بہت آسانی ہے، کیونکہ مسافر کو اصل دشواری بار بار اترنے چڑھنے اور وضو کرنے میں ہوتی ہے، اور جمع صوری میں اس دشواری کا سد باب ہو جاتا ہے۔ (درس ترمذی ص ۴۴۷ ج ۱)

رہا اوقات کی تعیین کا مسئلہ تو آج کے دور میں وقت معلوم کرنے کے اسباب و ذرائع نے اس دشواری کو بالکل منقطع کر دیا ہے، ہر گھر نہیں ہر ہاتھ میں گھڑی؛ ہر فون میں گھڑی۔

النور اللامعة فی حکم الجماعة الثانية

جماعت ثانیہ

مسجد محلّہ میں جماعت ثانیہ کی سات صورتیں اور ان کے احکام، جماعت ثانیہ کے مکروہ ہونے کے نقلی دلائل میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار، حضرت مولانا نانوتوی اور حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہما اللہ کے قابل رشک دلائل، اور قائلین جواز کے دلائل اور ان کے جوابات، شروع میں ایک مفید مقدمہ میں مسئلہ کی مکمل و مدلل وضاحت وغیرہ امور پر مشتمل مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

جماعت ثانیہ یعنی مسجد محلّہ میں دوسری جماعت کرنا جمہور کے نزدیک مکروہ ہے، اس لئے کہ جماعت ثانیہ سے پہلی جماعت کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے، ہر شخص اپنی فرصت سے مسجد میں آئے گا اور جماعت کرے گا، اس لئے جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔

جماعت ثانیہ کی سات صورتیں اوران کے احکام

جماعت ثانیہ کی مختلف صورتیں ہیں اوران کے احکام بھی جدا ہیں، تفصیل یہ ہے:

(۱).....مسجد طریق ہو، یعنی اس کے نمازی معین نہ ہوں۔

(۲).....اس مسجد میں امام اور مؤذن معین نہ ہوں۔

(۳).....مسجد محلّہ میں غیر اہل محلّہ نے جماعت کی ہو۔

(۴).....مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے بلا اعلان اذان یا بلا اذان جماعت کی ہو۔

ان چار صورتوں میں دوسری جماعت (اگر چہ اذان واقامت کی تکرار کے ساتھ ہو) بالاجماع جائز بلکہ افضل ہے۔

(۵).....مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی اذان سے ہو۔

(٦).....صورت مذکورہ میں تکرار جماعت بلا اذان ہو اور جماعت ہیئت اولی پر ہی ہو، یعنی عدول عن المحراب نہ کیا گیا ہو۔

یہ دونوں صورتیں بالاتفاق مکروہ تحریمی ہیں۔

(۷).....مذکورہ صورت میں جماعت ثانیہ ہیئت اولی پر نہ ہو، یعنی عدول عن المحراب کیا گیا ہو، امام وسط مسجد میں محراب یا محراب کی محاذاۃ میں کھڑا نہ ہوا ہو، اس حالت میں کراہت شیخین میں مختلف فیہا ہے۔ (احسن الفتاوی ص۳۲۳ ج۳)

ہمارے بزرگوں میں سے حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمہما اللہ نے اس مسئلہ پر ایک عجیب دلیل نقل فرمائی ہے، اس کا نقل کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے جماعت ثانیہ کے کراہت کی دلیل

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صلوۃ خوف باوجود ایسی کشاکشی کے کہ جنگ کا موقع ہے، ایک ہی جماعت کی گئی، اور نمازیوں کی دو جماعتیں بنادی گئیں، اور اس قدر حرکات اور آنا' جانا' چلنا وغیرہ نماز میں جائز کیا گیا، مگر جماعت ثانیہ کی اجازت نہ ہوئی، حالانکہ یہ آسان تھا کہ ایک امام ایک جماعت کو پوری نماز پڑھا دیتا اور دوسرا امام اس کے بعد دوسری جماعت کو پوری نماز پڑھا دیتا۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ سے جماعت ثانیہ کے کراہت کی دلیل

حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہ مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جمعہ کی نماز ہوچکی ہو تو اس مسجد میں پھر جمعہ کی جماعت درست نہیں ہے، چنانچہ شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جمعہ کے بعد جامع مسجد کے دروازے بند کردیئے جائیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ کچھ لوگ آکر جماعت ثانیہ کرلیں، تو اس کی وجہ میں غور کیا کہ کیا وجہ اس کے ناجائز ہونے کی ہے، جب کہ سارے شرائط جمعہ کے جواز کے موجود ہیں، مصر بھی ہے' اذن عام بھی ہے' نمازی بھی موجود ہیں' ایک شہر میں تعدد جمعہ

بھی جائز ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ جماعت جمعہ ایک مسجد میں صحیح نہ ہو، تو اس کے سوا کچھ وجہ نہیں کہ جمعہ کے لئے جماعت بھی شرط ہے، پس معلوم ہوا کہ دوسری جماعت مشروع نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مکمل ومدلل ص ۱۴۱ ج ۳، سوال نمبر: ۵۲۷، فصل اول: جماعت اور اس کی اہمیت، الباب الخامس فی الامامة)

آپ ﷺ کے دور میں ایک واقعہ بھی جماعت ثانیہ کا نہیں ملتا

آپ ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی میں ایک واقعہ بھی مسجد نبوی ﷺ میں جماعت ثانیہ کا نہیں ملتا، جبکہ یہ مسئلہ عموم بلوی کی قسم سے ہے، مسجد نبوی مرکزی مسجد تھی، وہاں واردین بکثرت آتے رہتے تھے، سرایا ولشکروں کے افراد اپنے اپنے سفروں سے فراغت پر آتے رہتے تھے، اگر جماعت ثانیہ جائز ہوتی یا مستحب ہوتی تو یقیناً بہت زیادہ اس کی نوبت آتی، جبکہ اس طویل عرصہ میں کوئی جماعت سے پیچھے نہ رہا ہو، یہ بات عقلاً ممکن نہیں، بلکہ محال ہے۔

جماعت ثانیہ کے قائلین کی ایک دلیل اور اس کا جواب

جو حضرات جماعت ثانیہ کے قائل ہیں ان کی ایک دلیل یہ واقعہ ہے جو ''ابو داؤد شریف'' اور ''ترمذی شریف'' وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے:

(۱).....عن ابی سعید الخدری ' ان رسول الله صلی الله علیه وسلم : ابصر رجلا یصلّی وحده ' فقال : الا رجلٌ یتصدّقُ علی هذا فیُصلّی معه۔

(ابوداؤد، باب: فی الجمع فی المسجد مرّتین ، رقم الحدیث :۵۷۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ (مسجد میں) تنہا نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں کہ ان پر صدقہ کرے (یعنی ان کے ثواب میں اضافہ کرے) اور اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

تشریح:.....ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ:

(۲).....عن ابی سعید قال : جاء رجل وقد صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال : ایکم یَتَّجِرُعلی هذا ؟ فقام رجل و صلّی معه۔

(ترمذی، باب : ما جاء فی الجماعة فی مسجد قد صُلِّی فیه مرة ، رقم الحدیث :۲۲۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ نماز سے فارغ ہوئے کہ ایک صاحب (مسجد میں) داخل ہوئے (انہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی، اب انہوں نے آکر اکیلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کون ان کے ساتھ تجارت کرے گا؟ تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

تجارت میں بائع اور مشتری دونوں کا نفع ہے، یہاں آنے والے کا نفع یہ ہے کہ ان کو جماعت کا ثواب مل جائے گا، اور جماعت میں شامل ہونے والے کا نفع یہ ہے کہ اس کو نفل کا ثواب ملے گا۔

فائدہ:.....اس حدیث سے ضمناً یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ: نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز صحیح نہیں ورنہ اس واقعہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام بنتے، اور آنے والے صاحب مقتدی ہوتے، اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل تھے، اور افضل امامت کا زیادہ حق دار ہے۔

اور ''مصنف ابن ابی شیبہ'' اور ''سنن کبری بیہقی'' کی روایت میں ہے کہ: وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

(۳).....عن الحسن : ان رجلا دخل المسجد وقد صلّی النبی صلی الله علیه وسلم ' فقال : ألا رجلٌ یقوم الی هذا فیصلی معه ؟ فقام ابو بکر فصلّی معه ' وقد کان صلّی تلک الصلاة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۴۵۲ ج۴، فی اعادة الصلوة ، رقم الحدیث :۶۷۲۳)

(۴).....عن الحسن فی هذا الخبر : فقام ابو بکر رضی الله عنه فصلی معه ' وقد کان صلّی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(سنن کبری بیہقی ص۹۹ ج۳، باب الجماعة فی مسجد قد صلی فیه اذا لم یکن فیها تفرق الکلمة رقم الحدیث :۵۰۱۴)

اس روایت کا جواب یہ ہے کہ: یہاں فرض کی جماعت ثانیہ کہاں ہوئی ؟اس میں فرض پڑھنے والے تو ایک صاحب تھے، دوسرے سب تو متنفل تھے۔

پھر یہ جماعت صرف دو آدمیوں پر مشتمل تھی، اور بغیر تداعی کے تھی، اور بغیر تداعی کے جماعت ہمارے نزدیک بھی جائز ہے، بشرطیکہ کبھی کبھی ہو۔ اور تداعی کی حد بعض فقہاء نے یہ مقرر کی ہے کہ امام کے علاوہ چار آدمی ہو جائیں۔

''بخاری'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اثر اور اس کا جواب

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر نقل فرمایا ہے:

(۵).....وجاء انس بن مالک الی مسجد قد صُلِّی فیه ' فاذَّن و اقام وصلّٰی جماعة۔ (بخاری، باب فضل صلوة الجماعة ، قبل رقم الحدیث :۶۴۶)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں آئے جس میں جماعت ہوچکی تھی تو آپ نے اذان اور اقامت کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی۔

اس تعلیق کی اصل حدیث ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں ہے:

(٦).....حدثنی ابو عثمان الیشکری قال : مر بنا انس بن مالک وقد صلینا صلوة الغداة و معه رهط ' فامر رجلا منهم فاذن ' ثم صلّوا رکعتین قبل الفجر ' قال : ثم امره فاقام ' ثم تقدم فصلی بهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۲ ج۵، فی القوم یجیئون الی المسجد وقد صُلّی فیه ، رقم الحدیث : ۷۱۶۹)

ترجمہ:.....ابوعثمان یشکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گذرے اور ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے، ان کے ساتھ ایک جماعت تھی، انہوں نے اس جماعت میں سے ایک شخص کو اذان دینے کا حکم دیا' تو انہوں نے اذان دی، پھر سب نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں، پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اقامت کا حکم دیا، پھر آپ نے آگے بڑھ کر ان کو نماز پڑھائی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ ممکن ہے کہ آپ نے جس مسجد میں نماز پڑھی' وہ مسجد طریق ہو۔ اور راستہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے۔ اور وہ مسجد' مسجد طریق تھی اس کی دو دلیلیں ہیں:

ایک یہ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اذان بھی کہی اور اقامت بھی کہی، اور جو جماعت ثانیہ کو جائز کہتے ہیں وہ بھی بغیر اذان و اقامت کے جائز کہتے ہیں، اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں ہے، لہذا انہوں نے جو اذان

اور اقامت کہی تو لازماً یہ مسجد طریق ہوگی۔اور ایک روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، ''مسند ابویعلیٰ'' میں ہے کہ:

(۷).....عن الجعد ابی عثمان قال : مرّ بنا انس بن مالک فی مسجد بنی ثعلبة فقال : اصلّیتُم ؟ قال : قلنا : نعم ، و ذاک صلوة الصبح ' فامر رجلا فاذن واقام ثم صلی باصحابه۔(مسند ابویعلی، رقم الحدیث :۳۵۵۷)

ترجمہ:.....ابوعثمان فرماتے ہیں کہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (ایک سفر میں) ہمارے یہاں مسجد بنوثعلبہ سے گذرے تو فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی، ہم نے کہا: ہاں، اور یہ نماز فجر تھی، تو آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی، اور اقامت کہی' پھر اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جس مسجد میں نماز پڑھی' اس کا نام ''مسجد بنو ثعلبہ'' تھا، اور یہ مدینہ منورہ کی مشہور مساجد میں شامل نہیں۔

''سنن کبریٰ بیہقی'' کی روایت میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جس مسجد میں نماز پڑھی اس کا نام ''مسجد بنی رفاعہ'' تھا اور آپ کے ساتھ بیس ساتھی تھے۔

(۸).....ثنا الجعد ابو عثمان الیشکری قال : صلینا الغداة فی مسجد بنی رفاعة و جلسنا ' فجاء انس بن مالک فی نحو من عشرین من فتیانه فقال : اصلّیتُم ؟ قلنا : نعم، فامر بعض فتیانه فاذن واقام ثم تقدم فصلی بهم۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۹۹ ج۳، باب الجماعة فی مسجد قد صلی فیه اذا لم یکن فیها تفرق الکلمة رقم الحدیث :۵۰۱۵)

نیز اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ:

(۹).....ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا فاتتھم الجماعۃ صلّوا فی المسجد فرادی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۸)

اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ کی مسجد تھی، اور اس میں امام اور مؤذن مقرر نہیں تھے، اس لئے اذان اور اقامت بھی کہی اور جماعت بھی کی، تو اس سے جماعت ثانیہ کے جواز پر استدلال درست نہیں۔

نیز ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں یہ صراحت ہے کہ:

(۱۰).....حدثنا الحیّ قال : جاء نا انس بن مالک وقد صلینا الغداۃ ' فاقام الصلوۃ ثم صلی بھم فقام وسطھم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴ ج۵، فی القوم یجیئون الی المسجد وقد صُلّی فیہ ، رقم الحدیث : ۷۱۷۹)

اس وقت جب جماعت کی تو آگے کھڑے ہونے کے بجائے وسط میں کھڑے ہوئے، جس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے ہیئت تبدیل کردی، اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر ہیئت تبدیل کردی جائے، جماعت محراب سے ہٹ کر ہو اور اذان و اقامت بھی نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

ہمارے اکابر نے اس موضوع پر رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں، مثلا:

(۱).....القطوف الدانیۃ فی کراھیۃ الجماعۃ الثانیۃ۔ از حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ۔ (یہ فارسی رسالہ ہے ''تالیفات رشیدیہ'' میں طبع ہو گیا ہے)

(۲).....الوصیة الاخوانیة فی حکم جماعة الثانیة۔ازحضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ۔(''احسن الفتاوی'' ج۳/میں طبع ہوگیا ہے)

جماعت ثانیہ کے چند مسائل

(۱).....مسجد کے صحن میں دوسری جماعت کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اس کی عادت نہ بنالی جائے۔

(۲).....ضرورت کے وقت دوسری جماعت مسجد سے ملحقہ کمرہ' یا مدرسہ' یا باہر کسی جگہ پر کرنا چاہئے۔

(۳).....مسجد سے باہر صحراء میں دوسری جماعت کرنا ہو تو اذان واقامت کے ساتھ کرنا چاہئے، اور اگر محلّہ یا بستی میں ہو تو صرف اقامت پر اکتفا کرلیا کریں، لیکن مسجد میں دوسری جماعت اذان واقامت کے ساتھ مکروہ ہے۔(فتاوی دارالعلوم زکریا ص۲۶۲/۲۶۵ ج۲)

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

نوٹ:.....مقدمہ میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جن کا حوالہ' درج نہیں ہیں' وہ درج ذیل ہیں:

(۱).....بذل المجهود ص۴۳۳ ج۳۔(از:مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ)

(۲)..... الدر المنضود ص ج۲۔(از:مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہم)

(۳).....تحفة الالمعی ص۵۴۴ ج۱۔(از:مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم)

(۴).....درس ترمذی ص۴۸۳ ج۱۔(از:مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)

(۵).....حدیث اور اہل حدیث ص۵۲۰۔(از:مولانا انوارِ خورشید صاحب مدظلہم)

آپ ﷺ کا جماعت کے فوت ہونے پر مسجد میں دوسری جماعت نہ فرمانا

(۱).....عن عبد الرحمن بن ابی بکرة عن ابیه :انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل من بعض نواحی المدینة یرید الصلوة ' فوجد الناس قد صلوا ' فذهب الی منزله فجمع اهله ثم صلی بهم۔(معجم طبرانی اوسط ۵۱ج ۷، رقم الحدیث :۶۸۲۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے نواحی سے تشریف لائے ،آپ ﷺ کا ارادہ نماز پڑھنے کا تھا،لیکن آپ نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں،لہذا آپ ﷺ اپنے مکان پر تشریف لے گئے ،اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے انہیں نماز پڑھائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جماعت کے فوت ہونے پر مسجد میں دوسری جماعت نہ فرمانا

(۲).....عن ابراهیم : ان علقمة والاسود اقبلا مع ابن مسعود الی مسجد ' فاستقبلهم الناس قد صلوا ' فرفع بهما الی البیت ' فجعل احدهما عن یمینه والآخر عن شماله ' ثم صلّی بهما۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۰۹ ج۲، باب الرجل یؤم الرجلین والمرأة ، رقم الحدیث :۳۸۸۳)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمہما اللہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں آئے ،لوگوں نے ان کا استقبال کیا اس حال میں کہ لوگ نماز پڑھ چکے تھے،حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں کو لے کر گھر چلے گئے ،ایک کو دائیں جانب کھڑا کیا اور دوسرے کو بائیں جانب' پھر

نماز پڑھائی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جب مسجد میں نماز ہوچکی ہوتی تو اکیلے نماز پڑھتے

(۳).....عن الحسن قال : کان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم اذا دخلوا المسجد ، وقد صُلِّی فیه ، صلّوا فرادیٰ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۸)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت محمد ﷺ کے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) جب مسجد میں تشریف لاتے اور نماز ہوچکی ہوتی تو اکیلے اکیلے نماز پڑھتے۔

جب مسجد میں جماعت فوت ہوتو دوسری جماعت نہ کرے

(۴).....عن ابراهیم قال : یُصلون شتّی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۷)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہوچکی ہو ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا دوسری جماعت کو ناپسند فرمایا

(۵).....عن فضیل بن عمرو : ان عدی بن ثابت واصحاباً له رجعوا من جنازة فدخلوا مسجدا قد صُلِّی فیه فجمَّعوا ، فکره ذلک ابراهیمُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴ ج۵، فی القوم یجیئون الی المسجد وقد صُلّی فیه ، رقم الحدیث : ۷۱۷۸)

ترجمہ:.....حضرت فضیل بن عمرو رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عدی بن ثابت اور ان

کے ساتھی جنازہ سے واپس آئے تو ایک ایسی مسجد میں داخل ہوئے جس میں نماز ہو چکی تھی، انہوں نے (دوسری) جماعت کی، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فتوی کہ جماعت ہو چکی ہو تو اکیلے نماز پڑھو

(۶).....عن الحسن انه كان يقول : يُصلون فرادىٰ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : يُصلون فُرادى ولا يجمعون ، رقم الحديث :۷۱۸۳)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہو چکی ہو، ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

(۷).....عن الحسن قال : يُصلون شتّى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : يُصلون فُرادى ولا يجمعون ، رقم الحديث :۷۱۸۶)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہو چکی ہو، ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ کا فتوی کہ جماعت ہو چکی ہو تو اکیلے نماز پڑھو

(۸).....عن ابی قِلابة انه كان يقول : يصلون فرادىٰ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : يُصلون فُرادى ولا يجمعون ، رقم الحديث :۷۱۸۴)

ترجمہ:.....حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہو چکی ہو، ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

حضرت قاسم رحمہ اللہ نے جماعت فوت ہونے پر تنہا نماز پڑھی

(۹).....عن افلح قال : دخلنا مع القاسم المسجد وقد صُلّي فيه ، قال : فصلى

القاسمُ وحده۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۹)

ترجمہ:.....حضرت افلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) حضرت قاسم رحمہ اللہ کے ساتھ (نماز پڑھنے کے لئے مسجد گئے) تو وہاں نماز ہو چکی تھی، تو حضرت قاسم رحمہ اللہ نے تنہا نماز پڑھی۔

اکابر تابعین کا فتوی کہ: دوسری جماعت درست نہیں ہے

(۱۰).....عن عبد الرحمن بن المجبر قال : دخلت مع سالم بن عبد الله مسجد الجحفة ، وقد فرغوا من الصلوة ، فقالوا : الا تجمع الصلوة ؟ فقال سالم : لا تجمع صلوة واحدة فی مسجد مرتین ،

(قال :) واخبرنی ابن وهب عن رجل من اهل العلم ، عن ابن شهاب و یحی بن سعید و ربیعة ابن ابی عبد الرحمن واللیث مثله۔

(المدونۃ الکبری ص۹۰ ج۱، باب الرجل یؤم الرجلین والمرأة ، رقم الحدیث :۳۸۸۳)

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کے ساتھ (نماز پڑھنے کے لئے) مسجد جحفہ میں گیا، لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے، لوگ کہنے لگے: آپ جماعت کیوں نہیں کروالیتے۔ حضرت سالم رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مسجد میں ایک نماز کی دو دفعہ جماعت نہیں کرائی جاسکتی۔

ابن القاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ نے بہت سے اہل علم کی طرف سے، حضرت ابن شہاب زہری، حضرت یحی بن سعید، حضرت ربیعۃ بن ابی عبد الرحمٰن اور حضرت لیث رحمہم اللہ کے متعلق اسی عمل کی خبر دی ہے۔

جماعت ثانیہ کی کراہت پر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تصریح

(۱۱).....قال الامام الشافعی رحمه الله :

انا قد حفظنا ان قد فاتت رجالا معه الصلوة ' فصلوا بعلمه منفردين ' وقد كانوا قادرين على ان يجمعوا ' وان قد فاتت الصلوة فى الجماعة قوما ' فجاء وا المسجد فصلى كل واحد منهم منفردا ' وقد كانوا قادرين على ان يجمعوا فى المسجد ' فصلى كل واحد منهم منفردا ، وانما كرهوا لئلا يجمعوا فى مسجد مرتين ،

وقال ايضا : انما كرهت ذلک لهم ' لانه ليس مما فعل السلف قبلنا ' بل قد عابه بعضهم ، الخ۔

(کتاب الام ص۱۵۴ ج۱، باب الرجل يؤم الرجلين والمرأة ، رقم الحديث :۳۸۸۳)

ترجمہ:.....حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ہمیں یاد ہے کہ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ فوت ہوگئی تھی تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کے معلوم ہونے کے باوجود اکیلے اکیلے نماز پڑھی تھی، حالانکہ وہ دوسری جماعت کرنے پر قادر تھے۔ ایسے ہی کچھ لوگوں کی جماعت سے نماز رہ گئی تو وہ مسجد آئے اور ہر ایک نے الگ الگ نماز پڑھی، حالانکہ وہ بھی قادر تھے کہ مسجد میں دوسری جماعت کریں، لیکن پھر بھی انہوں نے دوسری جماعت کرانے کو اس لئے ناپسند سمجھا کہ وہ مسجد میں دو مرتبہ جماعت کرنے کے مرتکب نہ ہوں۔

نیز امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں اہل محلّہ کے لئے تکرار جماعت کو مکروہ سمجھتا ہوں، اس لئے کہ یہ ایسا کام ہے جس کو ہمارے اسلاف نے نہیں کیا، بلکہ بعض نے تو اسے معیوب سمجھا۔

آپ ﷺ کی ترک جماعت پر وعید بھی جماعت ثانیہ کی کراہت کی دلیل ہے

(۱۲).....عن ابی هريرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : والذی نفسی بيده لقد هممت ان آمر بحطب فَيُحْطَبَ ثم آمر بالصلوة فيوذن لها ' ثم آمر رجلا فيؤم الناس ' ثم اخالف الی رجال فاحرق عليهم بيوتهم ' والذی نفسی بيده لو يعلم احدهم انه يجد عرقا سمينا ' أو مرماتين حسنتين لشهد العشاء۔

(بخاری ص۸۹ ج۱، باب وجوب صلوة الجماعة ، رقم الحديث :۶۴۴)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بیشک میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پس وہ لکڑیاں جمع کریں، پھر میں نماز کا حکم دوں' پس اس کے لئے اذان دی جائے، پھر میں ایک شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز کے لئے جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) پس میں ان پر ان کے گھروں کو جلادوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر ان میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کو گوشت والی ہڈی یا بکری کے دو پائے مل جائیں گے تو وہ ضرور عشاء میں حاضر ہوگا۔

تشریح .....اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دوسری جماعت صحیح نہیں، اگر دوسری جماعت درست ہوتی تو آپ ﷺ اس قدر سخت وعید ارشاد نہیں فرماتے، بلکہ جن کی جماعت چھوٹ گئی ہے، ان کو دوسری جماعت کا حکم فرما دیتے۔

گاؤں میں جمعہ

گاؤں میں نماز جمعہ کے عدم جواز پر قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمدہ دلائل مثلا :سعی اور تجارت کے بند کرنے کا حکم شہر پر مشتمل ہے، آپ ﷺ کا قبا میں جمعہ نہ پڑھنا، آپ ﷺ کا عرفات میں جمعہ نہ پڑھنا، کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کا شہروں کے علاوہ میں جمعہ کا نہ پڑھنا وغیرہ پر مشتمل مختصر اور مفید رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وکفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

گاؤں اور دیہات میں جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ احناف کے نزدیک چھوٹی بستی میں جمعہ درست نہیں ہے۔ احناف کے چند دلائل اس مختصر رسالہ میں جمع کئے گئے ہیں، اس لئے کہ ایک طبقہ اس وقت خاص طور پر احناف سے بڑا ناراض ہے، اور ان کا دعوی ہے کہ: احناف بجائے احادیث کے قیاس سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں، اور احناف کے اکثر مسائل کی بنیاد دلیل عقلی ہے، اور وہ اہل الرائے ہیں، احادیث ان کے پاس کم سے کم ہیں، وغیرہ۔ لیکن جن حضرات کی نظر کتب احادیث پر وسیع ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ احناف کے پاس دلائل کس قدر ٹھوس اور مضبوط ہیں، فقہائے حنفیہ اولاً قرآن کریم سے، پھر احادیث مبارکہ سے، پھر آثار صحابہ واقوال تابعین سے، پھر قرآن وسنت سے مستنبط قیاس سے مسائل کا استنباط فرماتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہمارے مدارس کے نصاب میں علماء احناف کی وہ کتابیں جن میں احادیث کے جمع کرنے کا عظیم کارنامہ انجام دیا گیا ہے، وہ درسا درسا پڑھائی جائیں۔ کم از کم ''آثار السنن'' ''ادلة الحنفية من الاحاديث النبوية على المسائل الفقهية'' اور ''زجاجة المصابيح'' ضرور داخل نصاب کی جانی چاہئے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

گاؤں میں جمعہ کے عدم جواز پر قرآن کریم سے استدلال

(۱).....اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ﴾۔(پارہ:۲۸،سورۂ جمعہ،آیت نمبر:۹)

ترجمہ:.....اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو،اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

تشریح:.....اللہ تعالی نے ان مؤمنوں کو مخاطب کر کے جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا جن کا عام کاروبار بیع یعنی تجارت ہو،اور اصل پیشہ تجارت اہل شہر کا ہوتا ہے نہ کہ دیہات والوں کا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطاب اہل شہر کو ہے۔

جمعہ کی اذان سن کر تمام قسم کے کاروبار چھوڑ دینا واجب ہے،مگر آیت کریمہ میں خرید و فروخت چھوڑنے کا حکم فرمایا ہے،اس میں اشارہ ہے کہ جمعہ ہر جگہ نہیں ہوتا، بلکہ وہاں ہوتا ہے جہاں کے لوگ عموما تجارت وسوداگری میں مشغول رہتے ہیں،اور وہ شہر ہے۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا آیت سے عجیب استدلال

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ نے اسی آیت سے مسلک احناف کو ثابت کیا ہے، چنانچہ جب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا رسالہ ''اوثق القری فی الجمعة فی القری '' آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ارشاد فرمایا: بھئی میں زیادہ تو جانتا نہیں،لیکن اتنا کہتا ہوں کہ گاؤں میں جمعہ کا عدم جواز قرآن مجید سے ثابت ہے، دیکھو فرمایا گیا ہے﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ﴾اس میں جمعہ کے لئے سعی کا حکم دیا گیا،جس کے معنی ہے دوڑنا اور لپک کر چلنا،

سعی کی نوبت وہیں آسکتی ہے جہاں لمبی مسافت طے کرنی ہو،اور گاؤں میں ایسا نہیں ہوتا۔

پھرفرمایا:''و ذروا البیـــع ''یعنی خرید وفروخت چھوڑو،معلوم ہوا کہ جمعہ کا حکم ایسی جگہ کے لئے جہاں کوئی بڑا بازاراور منڈی وغیرہ ہو،اورلوگ وہاں خرید وفروخت کے معاملات میں بہت زیادہ مصروف ومنہمک ہوں،گاؤں میں ایسی مصروفیت کے بازار کہاں؟

آگےفرمایا:''فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوْ الْبَیْعَ ''یعنی بعدنماز زمین میں پھیل کر اپنے ذرائع آمدنی اور دیگر مشاغل میں مصروف ہونے کا حکم ہے،اس سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ایسے مقام پر اس سلسلہ کے مشاغل کثیر تعداد میں اور بہت پھیلے ہوئے ہونے چاہئے۔(توضیح السنن ص۴۵۴ج۲)

(۲).....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے(جمعہ فرض ہوا تو) آپ ﷺ نے اہل مدینہ منورہ کو جمعہ پڑھنے کا حکم نامہ بھیجا۔ خودآپ ﷺ نے مکہ معظّمہ میں جمعہ نہیں پڑھا،اس لئے کہ وہاں اذن عام نہیں تھا۔

قبا میں آپ ﷺ نے جمعہ نہیں پڑھا،اس لئے کہ قبا شہر نہیں تھا

پھرآپ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو قبا نامی بستی میں پیر کے دن (۱۲/ربیع الاول) کوتشریف لائے،اور دس دن سے زائد قیام فرمایا''بخاری شریف'' کی ایک روایت میں ہے کہ:''فلبث بضع عشرة لیلة''۔(بخاری ص۵۵۵ج۱، باب ھجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینة ،کتاب مناقب الانصار ، رقم الحدیث:۳۹۰۶)

اوردوسری روایت میں ہے کہ:''فاقام فیھم اربع عشرة لیلة''۔

(بخاری ص۵۶۱ج۱، باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینة ،کتاب مناقب الانصار، رقم الحدیث:۳۹۳۲)

اورایک نسخہ میں:۲۴/دن کا ذکر ہے۔(بخاری ص۱۶۵ ج۱)

اگر چودہ دن ہی لئے جائیں، تب بھی کم از کم دو جمعے ضرور آئے ہیں، مگر آپ ﷺ نے نہ خود جمعہ پڑھا اور نہ اہل قبا کو جمعہ پڑھنے کا حکم فرمایا، اگر گاؤں میں جمعہ جائز ہوتا تو آپ ﷺ خود بھی جمعہ ادا فرماتے اور اہل قبا کو بھی حکم فرماتے۔آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے ثابت فرمادیا کہ اہل دیہات پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

عرفات میں آپ ﷺ نے جمعہ نہیں پڑھا، اس لئے کہ وہ شہر نہیں تھا

(۳)..... حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن آپ ﷺ نے ظہر ادا فرمائی، حالانکہ بالاتفاق یہ جمعہ کا دن تھا۔''ابوداؤد شریف'' میں ہے:

''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلّی الظھر والعصر باذان واحد بعرفة''۔

(ابوداؤد، باب صفة حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم الحدیث:۱۹۰۶)

بعض حضرات اس پر یہ اشکال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ چونکہ مسافر تھے اس لئے جمعہ ادا نہیں کیا، لیکن یہ اشکال درست نہیں، اس لئے کہ بیشک آپ ﷺ مسافر تھے، مگر آپ کے ساتھ مکہ معظّمہ اور اس کے اطراف کے حجاج بھی بڑی تعداد میں تھے، اور وہ تو مقیم تھے، ان پر تو جمعہ واجب تھا، آپ ﷺ نے ان کے لئے بھی کوئی انتظام نہیں فرمایا۔معلوم ہوا کہ مسافرت وجہ نہیں بلکہ اس لئے جمعہ نہیں پڑھا گیا کہ وہاں جمعہ جائز نہ تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ: اگر چہ مسافر پر جمعہ واجب اور ضروری نہیں، مگر وہ پڑھ تو سکتا ہے، اور اگر آپ ﷺ جمعہ ادا فرمالیتے تو آپ ﷺ کے ساتھ مقیمین کی نماز جمعہ بھی ادا ہوجاتی، مگر آپ ﷺ نے نہ خود نماز جمعہ پڑھی اور نہ مقیمین نے، یہ صاف دلیل ہے کہ جمعہ سفر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے نہیں پڑھا گیا کہ وہاں جمعہ جائز نہ تھا۔

آپ ﷺ کا ارشاد کہ اہل دیہات پر جمعہ واجب نہیں

(۴).....عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : خمسة لا جمعة عليهم : المرأة ' والمسافر ' والعبد ' والصبی ' واهل البادية۔

(مجمع الزوائد ص ۳۱۸ ج ۲، من باب فرض الجمعة ومن لا تجب عليه ، رقم الحديث :۳۰۳۳۔ واخرجه الطبرانی فی الاوسط ، برقم الحديث:۲۰۲)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ طرح کے لوگوں پر جمعہ (واجب اور ضروری) نہیں: عورت' مسافر' غلام' بچہ اور دیہات والے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اہل عوالی کو جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت دینا

(۵).....قال ابوعبيد : ثم شهدت العيد مع عثمان بن عفان ' فكان ذلک يوم الجمعة ' فصلّى قبل الخطبة ' ثم خطب فقال : يا ايها الناس ! ان هذا يوم قد اجتمع لكم فيه عيدان ' فمن احب ان ينتظر الجمعة من اهل العوالی فلينتظر ' ومن احب ان يرجع فقد اذنتُ له ۔(بخاری، باب ما يؤكل من لحوم الاضاحی وما يتزود منها ، كتاب الاضاحی ، رقم الحديث:۵۵۷۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبید کا بیان ہے کہ: پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (عید کے دن) شریک ہوا، عید جمعہ کے دن تھی، انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی' پھر خطبہ دیا اور فرمایا کہ: لوگو! آج کے دن تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (ایک عید کا دن ہے اور دوسرا جمعہ کا دن) عوالی (اطراف مدینہ منورہ) میں رہنے والوں میں سے جو شخص جمعہ کا انتظار کرنا چاہے تو وہ انتظار کرے اور جو شخص واپس جانا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں

(یعنی جمعہ کی نماز کے لئے کوئی ٹھہرنا نہیں چاہتا اور واپس جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے)۔

تشریح:.....اس حدیث میں ہے کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل عوالی کو اجازت دی کہ وہ چاہیں تو نہ آئیں، اس لئے کہ وہ اہل قریہ تھے اور ان پر جمعہ واجب ہی نہ تھا، خود جمعہ کو نہیں چھوڑا۔

مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز کے لئے اہل عوالی کا باری باری آنا

(۶).....عن عائشة رضی الله عنها- زوج النبی صلی الله علیه وسلم- قالت : کان الناس ینتابون یوم الجمعة من منازلهم والعوالی۔

(بخاری ص۱۲۳ ج۱، باب من این تؤتی الجمعة ' و علی من تجب ؟ ، رقم الحدیث:۹۰۲)

ترجمہ:..... نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: لوگ مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے اپنی منزلوں اور عوالی سے باری باری آتے تھے۔

تشریح:.....''العوالی'' یہ ''العالیہ'' کی جمع ہے، اور یہ وہ بستیاں ہیں جو مدینہ منورہ کے قریب مشرق کی جانب تھیں، اور قریب ترین بستی مدینہ منورہ سے تین یا چار میل کے فاصلہ پر تھی، اور بعید ترین بستی آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔

(عمدۃ القاری ص۲۳۹ ج۲۱، دار الکتب العلمیہ' بیروت۔

نعم الباری ص۳۶۷ ج۱۱، تحت رقم الحدیث:۵۵۷۲)

جواثی میں جمعہ کی ادائیگی اور جواثی کے شہر ہونے کی تحقیق

(۷).....عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال : انّ اول جمعة جُمِّعَتْ بعد جمعة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین۔ (بخاری ص۱۲۳ ج۱، باب الجمعة فی القری والمدن ، رقم الحدیث:۸۹۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے کے بعد سب سے پہلے بحرین کے ایک شہر جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی۔

تشریح:.....بعض لوگوں نے یہ اشکال کیا کہ جواثی گاؤں تھا، اور وہاں جمعہ ہوا، اس لئے کہ بعض روایتوں میں یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے: ''قریة من قری البحرین''۔

(ابوداؤد، باب الجمعة فی القری ، رقم الحدیث:۱۰۶۸)

اس کا جواب یہ ہے کہ:

(الف).....عربی زبان میں لفظ قریہ بسا اوقات مصر اور شہر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں مکہ کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ﴾۔(پارہ:۵،سورۂ نساء،آیت نمبر:۷۵)

ترجمہ:.....اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لائیے جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

اسی طرح مصر کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِىْ كُنَّا فِيْهَا ﴾۔(پارہ:۱۳،سورۂ یوسف،آیت نمبر:۸۲)

ترجمہ:.....اور جس بستی میں ہم تھے اس سے پوچھ لیجئے۔

اسی مکہ اور طائف کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾۔

(پارہ:۲۵،سورۂ زخرف،آیت نمبر:۳۱)

ترجمہ:.....اور کہنے لگے کہ: ''یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل

نہیں کیا گیا؟''۔

(ب).....لغت کے امام علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ:''والعرب تسمی المدینة قریة''

(الکشاف ص۱۷۰ج۲)

(ج).....جواثی ایک تجارتی مرکز تھا اور اس میں قید خانہ بھی تھا، چنانچہ علامہ نیموی رحمہ اللہ نے یہ بات ثابت کی ہے کہ جواثی میں علامتیں مصر ہونے کی پائی جاتی ہیں، اور شعراء جاہلیت نے اپنے اشعار میں جواثی کی اسی حیثیت کا تذکرہ کیا ہے۔

(آثار السنن ص۲۸۳، باب اقامة الجمعة فی القری)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب عرب میں ارتداد کا فتنہ رونما ہوا تو بحرین میں مرتدین کی ایک بڑی جماعت نے جواثی کا محاصرہ کرلیا، اہل جواثی ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم تھے اور انہوں نے جواثی کے قلعہ میں پناہ لے رکھی تھی، جب یہ مرتدین کے مقابلہ میں کمزور ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی، آپ نے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے مقابلہ کے لئے بھیجا، حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ شدید قتال کے بعد مرتدین پر غالب آئے اور ایک مدت تک جواثی میں بحیثیت گورنر مقیم رہے۔ قلعہ گاؤں میں نہیں ہوا کرتا، لہذا جواثی کے شہر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح گورنر بھی چھوٹے چھوٹے گاؤں میں نہیں ہوا کرتے، بلکہ بڑے قصبات اور شہروں میں ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا زاویہ سے جمعہ پڑھنے کے لئے آنا

(۸).....وکان انس رضی الله عنه فی قصره احیانا یُجَمِّعُ واحیانا لا یجمع ' وهو بالزّاویة علی فرسخین۔

ترجمہ:.....حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ شہر سے دوفرسخ (چھ میل) دور زاویہ کے مقام پر (رہتے تھے، اپنے قصر سے آکر مصر کی مسجد میں) کبھی جمعہ پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔

(بخاری ص۱۲۳ ج۱، باب من این تؤتی الجمعة ' و علی من تجب ، قبل : رقم الحدیث :۹۰۲)

(۹).....و عن ابی البختری قال : رأیت انسا رضی الله عنه شهد الجمعة من الزّاویة وهی فرسخان من البصرة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۹ ج۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۱۱۶)

ترجمہ:.....حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ جمعہ پڑھنے کے لئے زاویہ سے تشریف لاتے' جو بصرہ شہر سے دوفرسخ (چھ میل) کے فاصلہ پر ہے۔

حضرت سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا جمعہ کے لئے تشریف لانا

(۱۰).....قد کان سعید بن زید وابو هریرة یکونان بالشجرة علی اقل من ستة امیال فیشهدان الجمعة و یدعانها ، وقد کان یروی ان احداهما کان یکون بالعقیق فیترک الجمعة ویشهدها ' و یروی ان عبد الله بن عمرو بن العاص کان علی میلین من الطائف فیشهد الجمعة ویدعها۔ (کتاب الام ص۱۹۲ ج۱، الصلوة فی مسجدین فاکثر)

ترجمہ:.....حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سعید بن زید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما مقام شجرہ میں ہوتے تھے، جو چھ میل سے کم فاصلہ پر تھا، وہ کبھی تو جمعہ کے لئے تشریف لاتے اور کبھی جمعہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ: ان

دونوں حضرات میں سے کوئی مقام عقیق پر ہوتا تھا تو کبھی وہ جمعہ چھوڑ بھی دیتا تھا اور کبھی جمعہ کے لئے حاضر بھی ہوتا تھا۔ اور روایت کیا جاتا ہے کہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ طائف سے دو میل کے فاصلے پر تھے، وہ کبھی جمعہ کے لئے تشریف لاتے تھے اور کبھی جمعہ چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ بڑے شہر والوں پر ہے

(۱۱).....عن علی رضی اللہ عنہ قال : لا جمعة ولا تشریق ولا صلاة فطر ' ولا اضحی الا فی مصر جامع ' أو مدینة عظیمة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۶ ج ۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۰۹۹)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ اور تکبیر تشریق اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف مصر جامع یا بڑے شہر والوں پر ہے۔ [۱]

(۱۲).....عن علی رضی اللہ عنہ قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ،

---

[۱].....حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایتیں بہت سے طرق سے مختلف کتابوں میں مروی ہیں، مثلاً:

(۱).....عن علی رضی اللہ عنہ قال : لا تشریق ولا جمعة الا فی مصر جامع ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷ ج ۴، من قال: لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث:۵۱۰۶)

(۲).....عن علی رضی اللہ عنہ قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۱۶۷ ج ۳، باب القری الصغار ، رقم الحدیث:۵۱۷۵)

(۳).....عن علی رضی اللہ عنہ قال : لا تشریق ولا جمعة الا فی مصر جامع ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷ ج ۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث:۵۱۰۶)

وکان یعدّ الامصار : البصرہ ، والکوفة ، والمدینة ، والبحرین ، ومصر ، والشام ، والجزیرة ، وربما قال : الیمن ، والیمامة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۸ ج۳، باب القری الصغار ، رقم الحدیث:۵۱۷۷)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ اور تکبیر تشریق تو صرف مصر جامع (یا بڑے شہر والوں) پر ہے۔ اور آپ شہروں میں : بصرہ، کوفہ، مدینہ منورہ، بحرین، مصر، شام، جزیرہ، کو اور کبھی یمن اور یمامہ کو شمار فرماتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ: جمعہ تو صرف شہر والوں پر ہے

(۱۳).....عن حذیفة رضی الله عنه قال : لیس علی اهل القری جمعة ، انما الجمعة علی اهل الامصار مثل المدائن۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶ ج۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۱۰۰)

ترجمہ:.....حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: گاؤں (اور دیہات) والوں پر جمعہ (واجب) نہیں ہے۔ جمعہ تو صرف شہر والوں پر ہے جیسے شہر مدائن۔

جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ پڑھ کر گھر واپس آ سکتا ہو

(۱۴).....و عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : انما الغسل علی من تجب علیه الجمعة ، والجمعة علی من یأتی اهله۔[۱]

---

[۱].....قال الولید : فقلت لابی عمرو : علی من تجب الجمعة ؟ قال : علی من أواه الی اهله عند انصرافه منها ، کان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما یقول ذلک۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۵۰ ج۳، باب من اتی الجمعة من ابعد من ذلک اختیارا ، رقم الحدیث:۵۶۰۰)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جس پر جمعہ واجب ہے اس پر غسل ہے، اور جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ پڑھ کر گھر واپس آ سکتا ہو۔

(معرفة السنن والآثار للبیهقی ص۳۱۵ ج۴۔حدیث اور اہل حدیث ص۷۵۳)

(۱۵).....معاوية بن ابی سفيان يقول : الجمعة على من أتى الى اهله ، الخ۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۵۰ ج۳، باب من اتی الجمعة من ابعد من ذلک اختیارا ، رقم الحدیث: ۵۶۰۱)

ترجمہ:.....حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ پڑھ کر گھر واپس آ سکتا ہو۔

جمعہ تو صرف شہروں ہی میں ہوتا ہے

(۱۶).....عن الحسن و محمد انهما قالا : الجمعة فی الامصار۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶ ج۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۱۰۱)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ (تو صرف) شہروں ہی میں ہوتا ہے۔

(۱۷).....عن الحسن انه سئل : على اهل اُلْاُبُلَّة جمعة ؟ قال : لا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶ ج۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۱۰۲)

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: کیا ابلہ والوں پر جمعہ ہے؟ تو فرمایا: نہیں۔

تشریح:.....''اَلْاُبُلَّة'' یہ دجلہ کے کنارے ایک شہر ہے۔(معجم البلدان ص۹۹ ج۱)
اس وقت یہ چھوٹا گاؤں ہوگا،اس لئے وہاں جمعہ سے منع فرمایا۔

اہل قبا' اوراہل ذوالحلیفہ :تم اپنے یہاں جمعہ قائم نہ کرو

(۱۸).....عن ابی بکر بن محمد : انه ارسل الی اهل ذی الحُلیفة : ان لا تجمِّعوا بها ' وأن تدخلوا الی المسجد : مسجدِ رسول الله صلی علیه وسلم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷ ج۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۱۰۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوبکر بن محمد رحمہ اللہ نے ذوالحلیفہ والوں کو پیغام بھیجا کہ:تم وہاں جمعہ قائم نہ کرو، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آکر جمعہ پڑھو۔

(۱۹).....عن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزام : انه امر اهل قباء ' واهل ذی الحُلیفة ' واهل القری الصغار حوله : ان لا تجمِّعوا، وان تشهدوا الجمعة بالمدینة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۹ ج۳، باب القری الصغار ، رقم الحدیث:۵۱۸۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزام رحمہ اللہ نے' قباوالوں اورذوالحلیفہ والوں' اوران کے اردگرد کے چھوٹے گاؤں والوں کو پیغام بھیجا کہ:تم اپنے یہاں جمعہ قائم نہ کرو، بلکہ جمعہ کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوجاؤ۔

(۲۰).....عن ابراهیم قال : کانوا لا یجمِّعون فی العساکر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷ ج۴، من قال : لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ، رقم الحدیث: ۵۱۰۴)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وہ حضرات (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اورحضرات تابعین رحمہم اللہ)لشکروں میں جمعہ قائم نہیں کرتے تھے۔

جمعہ صرف مصر جامع (یعنی بڑے شہروں) میں ہے

(۲۱).....عن ابراهيم قال : لا جمعة ولا تشريق الا فى مصر جامع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷ ج ۴، من قال : لا جمعة ولا تشريق الا فى مصر جامع ، رقم الحديث: ۵۱۰۵)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ اور تکبیر تشریق صرف مصر جامع (یعنی بڑے شہروں) میں ہے۔

(۲۲).....قال حجاج : و سمعت عطاء يقول مثل ذلک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۶ ج ۴، من قال : لا جمعة ولا تشريق الا فى مصر جامع ، رقم الحديث: ۵۰۹۹)

ترجمہ:.....حضرت حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے سنا کہ: آپ بھی ایسا ہی فرماتے تھے،(یعنی جمعہ اور تکبیر تشریق صرف مصر جامع (یعنی بڑے شہروں) میں ہے)۔

(۲۳).....ان عمر بن عبد العزيز كتب الى اهل المياه بين مكه والمدينة : ان تجمعوا ، فقال عطاء عند ذلک : فقد بلغنا ان لا جمعة الا فى مصر جامع۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۶۹ ج ۳، باب القرى الصغار ، رقم الحديث: ۵۱۸۱)

ترجمہ:.....حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں رہنے والے اہل میاہ (پانی والوں) کو خط لکھا کہ: تم جمعہ قائم کرو،(جب یہ خبر حضرت عطاء رحمہ اللہ کو پہنچی تو انہوں نے) اس وقت فرمایا کہ: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ جمعہ تو صرف شہر

والوں پر ہے۔

جامع بستی کی تعریف اور اس میں جمعہ کی اجازت

(۲۴).....عن ابن جریج قال : قلت لعطاء : ما القریة الجامعة ؟ قال : ذات الجماعة والأمیر والقصاص والدور المجتمعة غیر المفترقة ' الآخذ بعضُها ببعض کهیئة جدة قال : فجدة جامعة ' والطائف ' قال : واذا کنت فی قریة جامعة فنودی للصلاة من یوم الجمعة فحق علیک ان تشهدها ان سمعت الاذان او لم تسمعه۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۸ج۳، باب القری الصغار ، رقم الحدیث:۵۱۷۹)

ترجمہ:.....حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: جامع بستی کی تعریف کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: جہاں جماعت ہو' امیر ہو' قصاص (کا نظام ہو اور قصاص لیا جاتا) ہو' اور اکٹھے محلے (اور مکانات ہوں متفرق طور پر نہ) ہوں' بعض بعض سے ملے ہوئے ہوں جیسے جدہ میں ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا کہ: جدہ جامع بستی ہے' اور طائف بھی، (اور) فرمایا کہ: جب تم کسی جامع بستی میں ہو اور جمعہ کی اذان دی جائے تو تم پر واجب ہے کہ تم جمعہ کی نماز میں حاضر ہو خواہ تم نے اذان سنی ہو یا نہ سنی ہو۔

تشریح:.....اس روایت کا آخری حصہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی تعلیقا ذکر کیا ہے۔

(بخاری ص۱۲۳ج۱، باب من این تؤتی الجمعة ' و علی من تجب ، قبل: رقم الحدیث :۹۰۲)

(۲۵).....عن عمر بن دینار قال : سمعنا ان لا جمعة الا فی قریة جامعة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۹ج۳، باب القری الصغار ، رقم الحدیث:۵۱۸۳)

ترجمہ:.....حضرت عمر بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے سنا ہے کہ: جمعہ بڑے گاؤں

میں جائز ہے۔

(۲۶).....عن عمر بن دينار قال : سمعنا ان لا جمعة الا فی قرية جامعة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۹ج۳، باب القری الصغار ، رقم الحدیث:۵۱۸۳)

ترجمہ:.....حضرت عمر بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے سنا ہے کہ: جمعہ بڑے گاؤں میں جائز ہے۔

نوٹ:.....اس رسالہ کی ترتیب میں ''درس ترمذی'' ۲۶۶ ج ۲۔ ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' ص ۲۰۵ ج ۲۔ ''تجلیات صفدر'' ص ۳۶۰ ج ۳۔ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

جمعہ کے تین مسائل

جمعہ کا وقت

کیا جمعہ کی اذان ثانی بدعت عثمانی ہے؟

جمعہ اور عید ایک دن ہو تو جمعہ ساقط نہیں ہوتا

اس مختصر رسالہ میں جمعہ کے متعلق تین مسائل اور ان کے دلائل جمع کئے گئے ہیں، اور واضح کیا گیا ہے کہ: جمعہ کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا۔ اور جمعہ کی اذان ثانی کو بدعت عثمانی کہنا درست نہیں۔ اور جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی بلکہ جمعہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ یہ ایک مختصر با حوالہ مفید رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

جمعہ کا وقت

جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال کے بعد سے ہی شروع ہوتا ہے، اور آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول جمعہ کی نماز زوال کے بعد پڑھنے ہی کا تھا، اور حضور اکرم ﷺ سے تو ایک مرتبہ بھی اس کا ثبوت نہیں کہ آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھی ہو، اس مضمون میں دلائل سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جمعہ کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی ، و سلام علی عباده الذین اصطفی، اما بعد !

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے، اور ظاہر ہے کہ جمعہ ظہر کے قائم مقام ہے اور ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، تو جمعہ کا وقت بھی وہی ہونا چاہئے، اسی لئے جمہور علماء امت کے نزدیک جمعہ کا وقت بھی زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، البتہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لیا گیا تو لوٹانے کی ضرورت نہیں، لیکن افضل ان کے یہاں بھی زوال کے بعد ہی ہے۔ مگر مشہور اہل حدیث عالم مولانا وحید الزمان صاحب نے تو حد ہی کر دی، آپ لکھتے ہیں:

''ووقتها من حین ارتفاع الشمس قدر رمح ' الی انتهاء وقت الظهر''

جمعہ کا وقت اس وقت سے شروع ہوجاتا ہے جب کہ سورج ایک نیزہ کے برابر بلند ہوجائے، (یعنی عید کی نماز کے اول وقت سے) اور ظہر کے اخیر وقت تک رہتا ہے۔

(نزل الابرار ص۱۵۲ ج ۱۔ حدیث اور اہل حدیث ص ۷۸۵)

اس رسالہ میں جمہور کے دلائل پر احادیث اور آثار نقل کئے گئے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام کا معمول زوال کے بعد ہی جمعہ پڑھنے کا تھا۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

آپ ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد ادا فرماتے تھے

(۱).....عن انس بن مالک رضی اللہ عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی الجمعة حین تمیل الشمس ۔[۱]

(بخاری ص۱۲۳ ج۱، باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ، رقم الحدیث:۹۰۴)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جمعہ اس وقت ادا فرماتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

(۲).....عن ایاس بن سلمة بن الاکوع عن ابیه قال : کنا نُجَمِّعُ مع رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا زالت الشمس ' ثم نرجع نتتبع الفیءَ ۔[۲]

(مسلم ص۲۸۳ ج۱، باب صلاة الجمعة حین تزول الشمس ، رقم الحدیث:۸۶۰)

---

[۱].....حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ''ابوداؤد'' اور ''ترمذی'' میں بھی ان الفاظ سے آئی ہے:

(۱).....عن انس بن مالک رضی الله عنه یقول : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی الجمعة اذا مالت الشمس ۔(ابوداؤد، باب فی وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۸۴)

(۲).....عن انس بن مالک رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی الجمعة حین تمیل الشمس ۔(ترمذی، باب ما جاء فی وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۵۰۳)

[۲].....یہ روایت بھی مختلف الفاظ سے کئی کتب احادیث میں آئی ہے:

(۱).....کنا نصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم الجمعة ثم ننصرف و لیس للحیطان ظل نستظلّ فیه ۔(بخاری، باب غزوة الحدیبیة ، کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۱۶۸)

(۲).....کنا نصلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة ' فنرجع وما نجد للحیطان فیئا نستظلّ به ۔(مسلم، باب صلاة الجمعة حین تزول الشمس، رقم الحدیث:۸۶۰)

(۳).....کنا نصلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة ثم ننصرف و لیس للحیطان فیء ۔(ابوداؤد، باب فی وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۸۵)

ترجمہ:.....(حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے) حضرت ایاس رحمہ اللہ اپنے والد حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا، پھر ہم سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے۔

تشریح:.....اتنی جلدی جمعہ ہوتا تھا کہ ابھی اشیاء کا سایہ بھی پوری طرح پھیلنا شروع نہ ہوا تھا۔

(۳).....عن جابر بن عبد الله قال : كنّا نصلّى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نرجع فنريح نواضحنا ، قال حسن : فقلت لجعفر : فى اىّ ساعة تلك ؟ قال : زوال الشمس۔[۱]

(مسلم ص۲۸۳ ج۱، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس ، رقم الحديث:۸۵۸)

ترجمہ:.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جمعہ کی) نماز پڑھتے تھے پھر لوٹ کر جاتے تھے اور اپنے پانی لانے والے اونٹوں کو آرام دیتے تھے۔ حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے

---

(۴).....كنا نصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة ' ثم نرجع وليس للحيطان فىء يستظلّ به۔(نسائی، وقت الجمعة ، رقم الحديث:۱۳۹۲)

(۵).....كنا نصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الجمعة ' ثم نرجع فلا نرى للحيطان فيئا نستظلّ به۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فى وقت الجمعة ، رقم الحديث:۱۱۰۰)]

[۱].....حدثنا سليمان بن بلال عن جعفر عن ابيه انه سأل جابر بن عبد الله متى كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الجمعة ؟ قال كان يصلى ثم نذهب الى جمالنا فنريحها ، زاد عبد الله فى حديثه : حين تزول الشمس، يعنى النواضح۔

(مسلم، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس ، رقم الحديث:۸۶۰)

پوچھا کہ: یہ کس وقت میں ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: زوال شمس کے وقت۔

(۴).....حدثنا عبد الرحمن بن سعد بن عمار بن سعد مؤذن النبی صلی الله علیه وسلم :حدثنی ابی عن ابیه عن جده : انه کان یؤذن یوم الجمعة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان الفیء مثل الشراک۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۱۱۰۱)

ترجمہ:.....حضرت نبی کریم ﷺ کے مؤذن، حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جمعہ کی اذان اس وقت دیتے تھے جب سایہ تسمے کے برابر ہو جاتا۔

(۵).....عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال : بینما نحن یوم الجمعة فی مسجد الکوفة ، وعمار بن یاسر امیر علی الکوفة لعمر بن الخطاب ، وعبد الله بن مسعود علی بیت المال ، اذ نظر عبد الله بن مسعود الی الظل ، فرآه مثل الشراک ، فقال : ان یُصب احدکم سنة نبیّکم صلی الله علیه وسلم یخرج الآن ، قال : فو الله ما فرغ عبد الله بن مسعود من کلامه حتی خرج عمار بن یاسر یقول : الصلاة۔

(مجمع الزوائد ص۳۳۷ ج۲، باب وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۳۱۱۳)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم لوگ ایک مرتبہ جمعہ کے دن کوفہ کی مسجد میں تھے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے امیر تھے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیت المال کے نگران تھے، اچانک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سایہ کو دیکھا کہ تسمے کی طرح ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو ابھی نکلو، (یعنی جمعہ کی تیاری کرو اور نماز جمعہ ادا کرو) راوی فرماتے ہیں کہ: ابھی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

اللہ عنہ کی بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نکلے اور فرمارہے تھے (جمعہ کی) نماز (کی تیاری کرو، اب وقت ہوگیا ہے)۔

(۶).....عن جابر رضی اللہ عنه قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا زالت الشمس صلی الجمعة ، الخ۔

(طبرانی (اوسط) رقم الحدیث:۶۴۴۳۔مجمع الزوائد ص۳۳۷ ج۲، باب وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۳۱۱۷)

ترجمہ:.....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھل جاتا تھا تو جمعہ پڑھتے تھے۔

(۷).....عن بلال رضی الله عنه : انه کان یؤذن لرسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة اذا کان الفیء قدر الشراک ' اذا قعد النبی صلی الله علیه وسلم علی المنبر۔ (مجمع الزوائد ص۳۳۷ ج۲، باب وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۳۱۱۵)

ترجمہ:.....حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: وہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے (جمعہ کی) اذان اس وقت دیتے تھے جبکہ سایہ تسمہ کی مقدار ہوجاتا، جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر (خطبہ) کے لئے تشریف فرما ہوتے۔

(۸).....عن محمد بن کعب قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی بنا الجمعة اذا سقط ادنی الفیء۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۷۷ ج۳، باب وقت الجمعة ، رقم الحدیث:۵۲۲۱)

ترجمہ:.....حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ ہمیں جمعہ کی نماز اس وقت پڑھاتے تھے جبکہ تھوڑا سا سایہ گر جاتا (یعنی زوال ہوجاتا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز کے لئے زوال کے بعد تشریف لاتے

(۹)..... ابو سهيل بن مالک عن ابيه قال : كنت ارى طنفسة لعقيل بن ابى طالب يوم الجمعة تطرح الى جدار المسجد الغربى ' فاذا غشى الطنفسة كلها ظل الجدار خرج عمر بن الخطاب رضى الله عنه الى الصلاة يوم الجمعة ' ثم نرجع فنقيل قائلة الضُّحى۔

(موطا امام محمد ص ۱۳۷، باب وقت الجمعة وما يستحب من الطيب الدُّهان ، رقم الحديث:۲۲۳)

ترجمہ:.....ابو سہیل بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت عقیل بن ابی طالب کی چادر کو دیکھا جو مسجد کی غربی دیوار کی طرف ڈالی جاتی تھی، پس جب پوری چادر کو دیوار کا سایہ ڈھانپ لیتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے لئے تشریف لاتے ۔ راوی فرماتے ہیں کہ: پھر ہم نے نماز جمعہ کے بعد واپس آ کر دوپہر کا قیلولہ کیا۔

(۱۰).....عن ابن عباس قال : هجرت يوم الجمعة ' فلما زالت الشمس خرج عمر فصعد المنبر وأخذ المؤذن فى آذانه۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۷۵ ج ۳، باب وقت الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۰۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں جمعہ کے دن دوپہر کو (جمعہ کے لئے مسجد کی طرف) چلا، جب سورج ڈھل گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور مؤذن نے اذان کہنی شروع کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا

(۱۱).....عن ابى العنبس عمر و بن مروان عن ابيه قال : كنا نُجمِّع مع على رضى الله عنه اذا زالت الشمس۔

ترجمہ:.....حضرت ابوالعنبس عمرو بن مروان اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا کہ: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۳ ج۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر ، رقم الحديث :۵۱۸۱)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ کو قبل الزوال جمعہ پڑھنے پر تنبیہ فرمانا

(۱۲).....عن یوسف بن ماهک قال : قدم معاذ بن جبل من الشام فوجد اهل مکة یصلون الجمعة فی الحِجر ' فنهرهم ان یصلوها حتی تفیء الکعبة من وجهها ' وذلک الزوال۔[۱]

(مصنف عبدالرزاق ص۱۷۶ ج۳، باب وقت الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۱۴)

ترجمہ:.....حضرت یوسف بن ماہک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے مکہ مکرمہ آئے تو دیکھا اہل مکہ جمعہ کی نماز حجر میں پڑھتے ہیں، تو آپ نے ان کو منع فرمایا (اور ڈانٹا) کہ اتنی جلدی نہ پڑھو یہاں تک کہ کعبہ اپنے چہرہ کو بھر دے، یعنی سورج ڈھل جائے، اور یہ زوال کے وقت ہوگا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ زوال کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے

(۱۴).....عن سماک قال : کان النعمان بن بشیر یصلی الجمعة بعد ما تزول

---

[۱].....عن یوسف بن ماهک قال : قدم معاذ مکة ' وهم یجمعون فی الحِجر ، فقال : لا تجمعوا حتی تفیء الکعبة من وجهها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۴ ج۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر ، رقم الحديث:۵۱۸۳)

الشمس۔

ترجمہ:.....حضرت سماک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جمعہ سورج ڈھل جانے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۴ ج۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر ، رقم الحديث: (۵۱۸۷

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ زوال کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے

(۱۵).....عن الوليد بن العيزار قال : ما رأيت اماما كان احسن صلاة للجمعة من عمرو بن حُريث : كان يصليها اذا زالت الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۵ ج۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر ، رقم الحديث (۵۱۸۸:

ترجمہ:.....حضرت ولید بن عیزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے جمعہ کی نماز بہترین طریقہ سے پڑھانے والا کوئی امام حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا، آپ جمعہ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کا وقت زوال شمس سے ہے

(۱۶).....عن الحسن قال : وقت الجمعة عند زوال الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۴ ج۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر ، رقم الحديث: (۵۱۸۵

ترجمہ:.....حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ اور ظہر کا وقت برابر ہے

(۱۷).....عن ابراهيم قال : وقت الجمعة وقت الظهر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۵ ج ۴، من كان يقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر ، رقم الحديث :۵۱۸۹)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

(۱۸).....عن الضحاک بن مزاحم قال : اذا نودی للصلاة من يوم الجمعة ' اذا زالت الشمس حرم البيع۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۷۷ ج ۳، باب وقت الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۲۳)

ترجمہ:.....حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب زوال کے وقت جمعہ کی اذان ہو تو خرید وفروخت حرام ہے۔

(۱۹).....عن عبد الكريم ابی امية قال : ان ابتاع رجل بعد الزوال فالبيع فاسد ، وكان يقول : كل عامل بيده اذا زالت الشمس فلا ينبغی له ان يعمل۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۷۸ ج ۳، باب وقت الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۲۶)

ترجمہ:.....حضرت عبدالکریم بن امیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی (جمعہ کے دن) زوال کے بعد خرید وفروخت کرے تو بیع فاسد ہے۔ اور فرماتے تھے کہ: (جمعہ کے دن) کام کرنے والوں کے لئے مناسب نہیں کہ زوال کے بعد کام میں مشغول رہے۔

کیا جمعہ کی اذان ثانی بدعت عثمانی ہے؟

خلیفۂ راشد سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے صحابۂ کرام کی بڑی جماعت کی موجودگی میں ایک اذان کا اضافہ فرمایا، اور کسی نے اس پر نکیر نہیں فرمائی، بلکہ جمہور امت نے اس سنت پر عمل کر کے ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کی، مگر ایک جماعت اس کو ''بدعت عثمانی'' جیسے الفاظ سے تعبیر کرتی ہے، جو یقیناً گمراہی ہے۔ اس مختصر مضمون میں دلائل سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ خلفائے راشدین کا عمل سنت اور عین دین ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

آپ ﷺ اور حضرات شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد میں جمعہ کی اذان ایک ہی تھی جو امام کے سامنے ہوتی تھی، پھر جب مسلمانوں کی آبادی بڑھی اور مدینہ منورہ کا رقبہ زیادہ ہوگیا اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو خلیفۂ راشد سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اذان اول کی ابتدا فرمائی اور صحابہ کرام کی بڑی جماعت کی موجودگی میں یہ اذان شروع ہوئی، مگر ایک صحابی کی طرف سے بھی نکیر نہیں کی گئی، یہ اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ یہ اذان ثانی نہ احداث فی الدین ہے نہ بدعت ہے، بلکہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے، اسی لئے جمہور امت' ائمۂ اربعہ' اور حضرات محدثین سب اس کے مسنون ہونے پر متفق ہیں۔

شیعہ کا اس اذان کو ''بدعت عثمانی'' کہنا، اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب

اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اذان ثانی ''بدعت عثمانی'' ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

اگر یہ بدعت تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں اس بدعت کو ختم کیوں نہیں فرمادیا؟ اگر یہ بدعت تھی تو کسی صحابی نے اس پر انکار کیوں نہیں کیا؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ فعل جس کو ساری امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے، چاروں مذاہب والوں کا اس پر عمل ہے جیسا کہ تمام امت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تراویح والے عمل کو ایک امام کے پیچھے باجماعت تراویح پڑھنا بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور

آج تک ساری امت اسی طرح تراویح پڑھتی ہے''۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ:

''وکلهم متفقون علی اتباع عمر و عثمان فیما سناه''

یعنی ساری امت حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے مسنون و جاری کردہ عمل کو بالاتفاق قابل اتباع سمجھتی ہے۔(منہاج السنۃ ص۲۰۴/۲۰۵ ج۳۔ارمغان حق ص۱۶۰ ج۱)

خلفاء راشدین کے عمل کو بدعت کہنا' گمراہی اور بددینی ہے

گرچہ کوئی عمل آپ ﷺ کے دور مبارک میں نہیں تھا، مگر آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے اس پر عمل فرمایا اور کسی عمل کو جاری کیا ہو تو وہ بھی سنت ہی کے دائرہ میں شامل ہے، اس پر بدعت کا لفظ بولنا گمراہی اور بددینی ہے۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ''فتح الباری'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''فان کان من الخلفاء الراشدین فهو سنة متبعة''۔(فتح الباری ص۴۰۰ ج۲)

یعنی اگر کوئی عمل زمانۂ نبوت میں نہیں تھا اور اس کو خلفائے راشدین نے جاری کیا تو وہ سنت ہے، اور اس کی اتباع ضروری ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: خلفائے راشدین کا عمل لغۃً تو بدعت کہلائے گا، مگر شریعت میں وہ عمل مسنون ہوتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ:

''لانهم سنوه بامر الله ورسوله فهو سنة''

یعنی خلفائے راشدین نے اپنے زمانہ میں جس چیز کو جاری کیا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے جاری کیا ہے، اس لئے وہ سنت ہی ہے۔

علامہ شاطبی رحمہ اللہ ''الاعتصام'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’خلفائے راشدین کا کوئی عمل بدعت نہیں ہوسکتا خواہ کتاب وسنت میں اس عمل کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو‘‘۔

(الاعتصام ص۶۲ ج۱۔معارف السنن ص۳۹۸ ج۴۔درس ترمذی ص۲۹۶ ج۲)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ:

’’وعمل اهل المدينة الذى يحتج به ما كان فى زمن الخلفاء الراشدين‘‘

یعنی اہل مدینہ کا وہی عمل قابل حجت ہے جو خلفائے راشدین کے زمانہ میں پایا جاتا رہا ہو۔(زادالمعاد ص۲۵۲ ج۱، فصل : فى ادعيته صلى الله عليه وسلم فى الصلوة)

اس اصول سے بھی معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جو عمل بھی رائج ہو خواہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اسے خود جاری کیا ہو یا ان کے زمانہ کے مسلمانوں میں وہ عمل پایا جاتا رہا ہو، اگر چہ اس کا عملا ثبوت عہد نبوی ﷺ میں نہ پایا جاتا ہو، مگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا اس عمل کو جاری یا باقی رکھنا اور اس پر نکیر نہ کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ مسنون عمل ہے، اور وہ امر شرعی ہے، اس لئے کہ اگر خدانخواستہ وہ عمل شریعت سے تعلق نہ رکھتا ہوتا تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اس کو اپنے زمانہ میں باقی نہ رہنے دیتے، اور اس کو بزور طاقت ختم کرتے، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں امر منکر کا شیوع ان کی راشدہ خلافت کو داغدار کر دیتا ہے۔(ارمغان حق ص۱۶۵ ج۱)

بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جاری کردہ اذان کو ’’بدعت عثمانی‘‘ کہنا کسی اہل سنت والجماعت کے فرد سے ممکن نہیں، بعض سنجیدہ اہل حدیث بھی اس کو بدعت قرار نہیں دیتے، بلکہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔اہل حدیث عالم میاں نذیر حسین دہلوی کے فتاوی میں ہے:

سوال:..... جمعہ کی اذان ثالث جائز ہے یا نہیں؟

جواب:..... جائز ہے۔(فتاوی نذیریہ ص۵۷۴ج۱)

خلفائے راشدین کی اتباع کا حکم نبوی

اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے کسی کام کو کیسے بدعت کہا جا سکتا ہے جبکہ خود نبی کریم ﷺ نے امت کو حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع کا حکم دیا اور فرمایا

''عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ ، تَمَسَّکُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ''۔[۱]

(رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجة،مشکوة، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ترجمہ:.....تمہارے اوپر میری سنت کی اتباع اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کی اتباع لازم ہے،اسی پر بھروسہ کرنا اور اسی کو مظبوطی سے پکڑے رہنا۔

(الرفیق الفصیح ص۳۰۹ج۳)

اس حدیث مبارکہ میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عمل کو بھی لفظ سنت سے تعبیر فرما کر اپنی سنت کے موافق بنا دیا،اور اس پر عمل کو''علیکم'' جیسے تاکیدی جملہ سے مؤکد کر دیا۔

حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازیپوری رحمہ اللہ سنت کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

[۱]..... یہ روایت مختلف کتب حدیث میں الفاظ کے فرق کے ساتھ منقول ہے، جیسے:

ترمذی، باب [ما جاء فی] الاخذ بالسنة واجتناب البدعة ، رقم الحدیث :۲۶۷۶۔ابوداؤد، باب فی لزوم السنة ، رقم الحدیث :۴۶۰۷۔ابن ماجہ، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین ، رقم الحدیث:۴۳۔

سنت صرف رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نہیں، بلکہ آپ ﷺ نے خلفائے راشدین کے طور طریق کو بھی سنت فرمایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام سنت کی تعریف میں خلفائے راشدین کے طور طریق کو بھی داخل کرتے ہیں۔ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''والسنة هی الطریق المسلوک فیشمل ذلک التمسک بما کان علیه هو و خلفائه الراشدون من الاعتقادات والاعمال والاقوال وهذه السنة الکاملة''

(جامع العلوم والحکم ص۱۹۱ ج۱)

یعنی سنت اس راہ کا نام ہے جس پر چلا جائے تو جو اعتقادات و اعمال اور اقوال اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین کے تھے ان سب کو مضبوطی سے تھام لینا یہ سب سنت میں شامل ہوگا اور کمال سنت کا مفہوم یہی ہے۔

اگر خلفائے راشدین نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کا وجود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا تو مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بھی سنت متبعہ ہے، یعنی اس طریقہ کی بھی پیروی کی جائے گی اور اس کا نام بھی سنت ہوگا۔ ''فتح الباری'' میں ہے:

''فان کان من الخلفاء الراشدین فهو سنة متبعة''۔ (ص۴۴۰ ج۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ما جاء عن الخلفاء الراشدین فهو من السنة''۔ (ص۲۹۱ ج۲، ایضا)

غرض خلفائے راشدین کا قول و عمل مستقل سنت ہے۔ اور اہل سنت وہی قرار پائے گا جو کامل سنت پر عمل پیرا ہو، یعنی حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کے ساتھ خلفائے راشدین کی بھی سنت پر عمل کرنے والا ہو۔ (ارمغان حق ص۳۵ ج۱)

اس مختصر تحریر سے اللہ تعالی حضرات خلفائے راشدین کے عمل کی محبت پیدا فرما کر ان کے کسی عمل پر بدعت جیسے مہلک جملہ سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

جمعہ کی اذان عثمانی، مستقل سنت بن گئی

(۱).....عن السائب بن یزید یقول : انّ الاذان یوم الجمعة کان اوّله حین یجلس [الامام] یوم الجمعة علی المنبر فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، فلمّا کان فی خلافة عثمان رضی الله عنه و کثُرُوا امَر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث ' فاذّن به علی الزوراء فثبت الامرُ علی ذلک۔

(بخاری، باب التأذین عند الخطبة ، رقم الحدیث:۹۱۶)

ترجمہ:.....حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے تھے، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہوگئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری اذان (جمعہ کی پہلی اذان) کا حکم دیا، چنانچہ زوراء پر وہ اذان کہی گئی اور پھر یہ ایک مستقل سنت بن گئی۔[۱]

---

[۱].....حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایتیں بہت سے طرق سے مختلف کتابوں میں مروی ہیں، مثلا:

(۱).....عن السائب بن یزید قال : کان النداء یوم الجمعة اوّله اذا جلس الامام علی المنبر علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، فلمّا کان عثمان رضی الله عنه و کثُرالناس زاد النداء الثالث علی الزوراء۔(بخاری، باب الاذان یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۹۱۲)

(۲).....عن السائب بن یزید : انّ الّذی زاد التأذین الثالث یوم الجمعة عثمان بن عفان رضی الله عنه حین کثر اهل المدینة ولم یکن للنبی صلی الله علیه وسلم مؤذن غیر واحد ' وکان التأذین یوم الجمعة حین یجلس الامام– یعنی علی المنبر–۔

(بخاری، باب الاذان یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۹۱۳)

(۳).....عن السائب بن یزید اخبره : انّ التأذین الثانی یوم الجمعة امر به عثمان بن عفان رضی

(۱).....عن ابن جریج قال : اخبرنی عمرو بن دینار ان عثمان اول من زاد الاذان الاول یوم الجمعة لما کثر الناس زاده ، فکان یؤذن به علی الزوراء۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۰۶ ج۳، باب الاذان یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۵۳۴۱)

ترجمہ:.....حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: مجھے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے خبر دی کہ: جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے جمعہ کی ایک اذان کا اضافہ فرمایا، اور یہ اذان اس وقت مقام زوراء میں دی جاتی

الله عنه حین کثر اهل المسجد ' وکان التأذین یوم الجمعة حین یجلس الامام۔

(بخاری، باب الاذان یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۹۱۵)

(۴).....عن السائب بن یزید : انّ الاذان کان اوّله حین یجلس الامام علی المنبر یوم الجمعة فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، فلمّا کان خلافة عثمان رضی الله عنه و کثُر الناس امَر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث ' فاُذِّن به علی الزوراء ' فثبت الامرُ علی ذلک۔(ابوداؤد، باب النداء یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۸۷)

(۵).....عن السائب بن یزید قال : کان الاذان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، اذا خرج الامام [واذا] اقیمت الصلاة ' فلمّا کان عثمان رضی الله عنه زاد النداء الثالث علی الزوراء۔(ترمذی، باب ما جاء فی اذان الجمعة ، رقم الحدیث:۵۱۶)

(۶).....عن السائب بن یزید : ان الاذان کان اول حین یجلس الامام علی المنبر یوم الجمعة فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، فلمّا کان خلافة عثمان رضی الله عنه وکثر الناس ' امر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن به علی الزوراء۔

(نسائی، باب الاذان للجمعة ، رقم الحدیث:۱۳۹۳)

(۷).....عن السائب بن یزید قال : ماکان لرسول الله صلی الله علیه وسلم الا مؤذّن واحد ' اذا خرج اذن ' واذا نزل اقام ' وابو بکر و عمر رضی الله عنهما کذلک ، فلمّا کان عثمان رضی الله عنه وکثر الناس ' زاد النداء الثالث علی دار فی السوق یقال لها الزوراء ' فاذا خرج اذن واذا نزل اقام۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الاذان یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۱۱۳۵)

تھی۔

(۲).....عن ابن المسیب قال :کان الاذان فی یوم الجمعة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر و عمر اذانا واحدا حتی یخرج الامام ' فلما کان عثمان کثر الناس' فزاد الاذان الاول ' واراد ان یتهیأ الناس للجمعة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۰۶ ج۳، باب الاذان یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۵۳۴۲)

ترجمہ:.....حضرت ابن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ: آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں جمعہ کی ایک ہی اذان تھی، لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ کے دور مبارک میں لوگوں کی کثرت ہوگئی تو آپ نے اذان اول کا اضافہ فرمایا، اور آپ کا ارداہ یہ تھا کہ لوگ جمعہ کی تیاری کریں۔

جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھنا ضروری ہے

جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ایسے وقت میں جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، اور صرف عید کی نماز کافی ہے، لیکن جمہور علماء امت کے نزدیک ایسے وقت میں بھی جمعہ بدستور واجب اور ضروری ہے۔ اس مختصر مضمون میں دلائل سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جمہور کا مسلک ہی راجح اور سنت نبوی کے عین مطابق ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

مقدمہ

جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھنا ضروری ہے، کچھ باتیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں تو جمعہ کا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک جمعہ کا وجوب بدستور باقی رہتا ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک جمعہ کی ادائیگی ضروری نہیں، اختیار ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔

بعض احادیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے وقت میں لوگوں کو اختیار دیا کہ چاہے تو جمعہ پڑھیں چاہے تو نہ پڑھیں، لیکن دلائل سے ان حضرات کا قول قوی معلوم ہوتا ہے جو جمعہ کے وجوب کے قائل ہیں۔

اولا:.....تو کسی حدیث میں یہ صراحت نہیں ملتی کہ ایسے موقع پر آپ ﷺ نے جمعہ کو ترک فرمایا ہو، بلکہ اس کے خلاف یہ صراحت ہے کہ ہم تو جمعہ پڑھیں گے، جب آپ ﷺ نے کبھی بھی جمعہ کی نماز، عید اور جمعہ کے اجتماع کے موقع پر ترک نہ فرمائی تو آپ ﷺ کی اتباع تو پڑھنے میں ہے نہ کہ ترک میں۔

دوسرا یہ کہ:.....ترک کے قائلین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں، ان میں اختیار ہے چاہے تو پڑھیں چاہے تو نہ پڑھیں، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف اہل عوالی کے لئے اختیار دے کر مسئلہ کو واضح کر دیا کہ یہ اختیار والی روایات گاؤں والوں کے لئے ہیں جن پر جمعہ واجب ہی نہیں۔

تیسرا یہ کہ:.....عید اور جمعہ دونوں کا اجتماع ہوجائے تو جو مکلّف ہے یعنی جس پر شرعی احکام وعبادات کی ادائیگی واجب اور ضروری ہے وہ ان دونوں کا مخاطب ہے، یعنی اسے عید کی بھی نماز پڑھنی ہے، اس وجہ سے کہ وہ واجب ہے اور جمعہ بھی پڑھنا ہے اس وجہ سے وہ فرض ہے، اور ایک نماز دوسری نماز کے قائم مقام نہیں ہوسکتی ہے اور یہی اصل حکم ہے۔

چوتھا یہ کہ:.....فرض، فرض کے قائم مقام ہو اور سنت سنت کے قائم مقام ہو یہ بات تو عقلا سمجھ میں آتی ہے، مگر سنت فرض کے قائم مقام ہو یہ عقل کے بالکل خلاف ہے، اور شریعت کا کوئی حکم عقل کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ عید کی نماز واجب ہے اور جمعہ فرض ہے، تو عید کے لئے جمعہ کو چھوڑا جائے اور عید کی نماز جمعہ کے قائم مقام ہوجائے، یہ عقل سے بعید ہے۔

نوٹ:.....نماز عید حضرات صاحبین رحمہما اللہ اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے، اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

پانچواں یہ کہ:..... جمعہ کا ثبوت تو دلائل قطعیہ سے ہے، لہذا اس کے سقوط کے لئے بھی دلیل قطعی کی ضرورت ہوگی، جبکہ اس بارے میں کوئی صحیح وصریح خبر مرفوع موجود نہیں، چہ جائیکہ کوئی دلیل قطعی موجود ہو، لہذا جمعہ کے سقوط کا اعتبار کر کے کتاب اللہ، اخبار متواترہ اور اجماع کی مخالفت نہیں کی جاسکتی۔

خلاصۂ بحث یہ کہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ اور اسلاف امت سے یہی ثابت ہے کہ اگر عید کے دن جمعہ واقع ہو تو شہر والوں کو جمعہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے، جمعہ ان سے ساقط نہیں ہوگا۔ (خلاصہ ''ارمغان حق'' ص۱۶ ج۲۔ درس ترمذی ص۳۱۲ ج۲)

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

عید و جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو دونوں کو پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟

(۱).....النعمان بن بشیر قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرأ فی العیدین وفی الجمعة ب ﴿ سبح اسم ربک الاعلی ﴾ و ﴿ هل اتک حدیث الغاشیة ﴾ قال : واذا اجتمع العید والجمعة فی یوم واحد ' یقرأ بهما ایضا فی الصلاتین۔(مسلم، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة ، رقم الحدیث:۸۷۸)

ترجمہ:.....حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ اور ﴿هل اتک حدیث الغاشیة﴾ پڑھتے تھے۔

(راوی) فرماتے ہیں کہ: اور کبھی ایک دن میں عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جاتے تو بھی آپ دونوں (نمازوں یعنی عید اور جمعہ) میں یہ سورتیں پڑھتے تھے۔[۱]

(۲).....قال ابو عبید : ثم شهدت العید مع عثمان بن عفان ' وکان ذلک یوم الجمعة ' فصلّی قبل الخطبة ' ثم خطب فقال : یا ایها الناس ! ان هذا یوم قد اجتمع لکم فیه عیدان ' فمن احب ان ینتظر الجمعة من اهل العوالی فلینتظر ' ومن احب ان

---

[۱].....حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ''ترمذی'' اور نسائی'' میں ان الفاظ سے آئی ہے:

(۱).....عن النعمان بن بشیر قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی العیدین وفی الجمعة ب﴿ سبح اسم ربک الاعلی ﴾ و ﴿ هل اتک حدیث الغاشیة ﴾،

وربما اجتمعا فی یوم واحد فیقرأ بهما۔

(ترمذی، باب [ما جاء فی] القراء ة فی العیدین ، رقم الحدیث:۵۳۳)

(۲).....عن النعمان بن بشیر قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الجمعة ب ﴿ سبح اسم ربک الاعلی ﴾ و ﴿ هل اتک حدیث الغاشیة ﴾، وربما اجتمع العید والجمعة فیقرأ بهما فیهما جمیعا۔

(نسائی، ذکر الاختلاف علی النعمان بن بشیر فی القراء ة فی صلاة الجمعة ، رقم الحدیث:۱۴۲۵)

یرجع فقد اذنتُ له ۔(بخاری، باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منها ، کتاب الاضاحی ، رقم الحدیث:۵۵۷۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبید کا بیان ہے کہ: پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (عید کے دن) شریک ہوا، عید جمعہ کے دن تھی، انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا کہ: لوگو! آج کے دن تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (ایک عید کا دن ہے اور دوسرا جمعہ کا دن) عوالی (اطراف مدینہ منورہ) میں رہنے والوں میں سے جو شخص جمعہ کا انتظار کرنا چاہے تو وہ انتظار کرے اور جو شخص واپس جانا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں (یعنی جمعہ کی نماز کے لئے اگر کوئی ٹھہرنا نہیں چاہتا اور واپس جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے)۔

تشریح:.....اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل عوالی کو اجازت دی کہ وہ چاہے تو نہ آئے، اس لئے کہ وہ اہل قریہ تھے اور ان پر جمعہ واجب ہی نہ تھا، خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کو نہیں چھوڑا۔

(۳).....رجلا سأل زید بن ارقم : هل شهدتَ مع رسول الله صلی الله علیه وسلم عیدین فی یوم ؟ قال : نعم، قال : فکیف کان یصنع ؟ قال : صلّی العید ، ثم رخّص فی الجمعة ، ثم قال : من شاء ان یصلی فلیصل۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فیما اذا اجتمع العیدان فی یوم ، رقم الحدیث:۱۳۱۰)

ترجمہ:.....ایک شخص نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن میں دو عیدیں دیکھیں؟ (یعنی جمعہ اور عید دونوں ایک دن میں ہوں، تو انہوں نے) فرمایا: جی، (تو سائل نے پھر) سوال کیا کہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ (حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جواباً) فرمایا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے عید پڑھا کر جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا: جو جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے (آس پاس کے دیہات سے) آنا چاہے تو وہ جمعہ کی نماز پڑھ لے۔

تشریح:.....اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے اجازت دی ہے کہ جو نہ آنا چاہے وہ نہ آئے، اس سے مراد بھی وہی گاؤں کے لوگ ہیں جن پر جمعہ واجب نہ تھا۔

(۴).....عن ابن عباس: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال : اجتمع عيدان في يومكم هذا ' فمن شاء اجزأه من الجمعة ' وانا مجمعون ان شاء الله ۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فيما اذا اجتمع العيدان في يوم ، رقم الحديث:۱۳۱۱)

ترجمہ:.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئیں، جو چاہے اس کے لئے جمعہ کی بجائے عید کی نماز کافی ہوگئی (اب جمعہ کے لئے دوبارہ دیہات سے آنے کی تکلیف نہ کرے) اور ہم تو انشاء اللہ جمعہ پڑھیں گے۔

تشریح:.....اس حدیث میں تو صاف صراحت فرمائی کہ ہم تو جمعہ پڑھیں گے، اور تاکید کے صیغہ کے ساتھ، جو دیہات والے نہ آنا چاہے وہ نہ آئیں۔

(۵).....عن ابن عمر قال : اجتمع عيدان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى بالناس ، ثم قال : من شاء ان ياتى الجمعة فليأتها ' ومن شاء ان يتخلف فليتخلف ۔ (ابن ماجہ، باب ما جاء فيما اذا اجتمع العيدان في يوم، رقم الحديث:۱۳۱۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دونوں عیدیں جمع ہوگئیں تو آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھا کر فرمایا: جو جمعہ کی نماز کے لئے آنا چاہے آجائے اور جو نہ آنا چاہے تو نہ آئے۔

جمعہ کا غسل واجب نہیں

اس رسالہ میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں ہے، ہاں جمعہ کے غسل کی اہمیت اور اس کے فضائل ثابت ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ حتی الامکان اس کا اہتمام کرے، یہاں تک کہ عورتوں کو بھی جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کرنا چاہئے، مقدمہ میں جمعہ کے دن غسل کرنے کے چند فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

جمعہ کے دن غسل کی بڑی اہمیت ہے، کئی احادیث میں اس کی تاکید اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے، مگر اس کو واجب کہنا صحیح نہیں، تمام فقہاء کے نزدیک جمعہ کا غسل سنت ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ ''مؤطا'' میں فرماتے ہیں:

'' **الغسل افضل يوم الجمعة ' و ليس بواجب ، وفى هذا اثار كثيرة** ''۔

ترجمہ:..... جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں اور اس سلسلہ میں بہت سے آثار وارد ہوئے ہیں۔ (مؤطا امام محمد ص ۷۳ (مترجم) ص ۶۰، باب الاغتسل يوم الجمعة ، قبل رقم الحديث :۶۳)

داؤد ظاہری اور علماء اہل حدیث کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب ہے

داؤد ظاہری وجوب کے قائل ہیں۔ غیر مقلد اور فرقۂ اہل حدیث کا مسلک بھی وجوب کا ہے۔

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

'' **ولمن يريد ان يصلى الجمعة واجب** ''۔ (نزل الابرار ص ۲۵ ج ۱)

ترجمہ:.....اور جو شخص جمعہ کی نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے، اس پر غسل واجب ہے۔

یونس قریشی صاحب لکھتے ہیں:

جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ (دستور المتقی ص ۵۷)

نواب نور الحسن لکھتے ہیں:

'' وبرائے جمعہ واجب است ''۔ (عرف الجادی ص ۱۴)

ترجمہ:.....اور جمعہ کے لئے غسل واجب ہے۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۲۱۹)

اس مختصر رسالہ میں: چند احادیث اور آثار جمع کئے گئے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں، ہاں سنت ہے اور اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔ بعض اکابر حالت سفر میں بھی جمعہ کے دن غسل کا اہتمام فرماتے تھے، جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

جمعہ کا غسل سنت ہے یا مستحب؟

''عمدۃ الفقہ'' میں ہے:

تیسری قسم غسل سنت:..... یہ بھی چار طرح کا ہے، اور یہ جمعہ، عیدین وعرفہ کے دن اور احرام باندھنے کے وقت کا ہے۔ بعض مشائخ کے نزدیک یہ چاروں غسل مستحب ہیں۔ ''شرح منیۃ المصلی'' میں اس کو اصح کہا ہے، اور ''فتح القدیر'' میں اس کی تائید کی ہے، لیکن صاحب فتح القدیر کے شاگرد ابن امیر حاج رحمہ اللہ نے ''حلیہ'' میں جمعہ کے غسل کو سنت قرار دیا ہے، کیونکہ اس پر ہمیشگی منقول ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۷۲ ج۱، اقسام غسل)

احادیث میں غسل جمعہ کے لئے واجب کا لفظ آیا ہے؟

اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض احادیث میں جمعہ کے غسل کے بارے میں واجب، حق اور صیغہ امر کے الفاظ آئے ہیں، ان سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے، مثلا:

(۱).....غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم۔

(بخاری، باب فضل الغسل یوم الجمعة، رقم الحدیث :۸۷۹)

ترجمہ:..... جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔

(۲).....اذا جاء احدُکم الجمعة فلیغتسل۔

(بخاری، باب فضل الغسل یوم الجمعة، رقم الحدیث :۸۷۷)

ترجمہ:.....جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو غسل کرے۔

(۳).....حق علی کل مسلم فی کل سبع غسل یوم ، و ذلک یوم الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶ ج۴، فی غسل الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۳۱)

ترجمہ:..... ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن کا غسل حق ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

اس اشکال کا جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ: اگر ان روایات سے غسل جمعہ کو واجب کہا جائے تو پھر خوشبو اور مسواک کو بھی واجب کہنا پڑے گا، اس لئے کہ بعض روایات میں غسل کے ساتھ خوشبو اور مسواک کا بھی ذکر آیا ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے:

(۴).....غسل یوم الجمعة [واجب] علی کل محتلم ، و سواک ، ویمس من الطیب ما قدر علیه۔ (مسلم، باب الطّیب والسّواک یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۸۴۶)

ترجمہ:.....جمعہ کا غسل ہر بالغ پر (واجب) ہے، اور مسواک اور طاقت بھر خوشبو کا استعمال کرے۔

اس طرح کی روایات اور بھی ہیں جن میں مسواک کو لازم پکڑنے وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔

ان روایات کی وجہ سے بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے، مگر اس رسالہ میں جو روایات جمع کی گئی ہیں، ان سے واضح ہے کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں ہے، اس لئے ان روایات میں وجوب اور علیک جیسے الفاظ آئے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ: ان احادیث میں اس غسل کی تاکید بیان فرمائی گئی ہے، اسے بلا عذر چھوڑنا نہیں چاہئے، حتی الامکان اس کا اہتمام کرنا چاہئے، اس لئے کہ یہ سنت ہے۔

روایات میں جمعہ کے غسل کے فضائل بھی آئے ہیں، اس لئے بھی غسل جمعہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ چند روایات یہ ہیں:

جمعہ کے دن غسل کرنے پر گناہوں سے معافی کی بشارت

(۵).....عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعة فدنا فاستمع وانصت ' غفر له ما بينه و بين الجمعة و زيادة ثلثة ايام ، ومن مس الحصا فقد لغا۔

(ترمذی، باب [ما جاء] فی الوضوء يوم الجمعة ، رقم الحديث:۴۹۸۔مسلم، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة ، رقم الحديث:۸۵۷۔ابوداؤد، باب فضل الجمعة ، رقم الحديث: ۱۰۵۰۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلک ، رقم الحديث:۱۰۹۰)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے خوب اچھی طرح سے وضو کیا' پھر جمعہ کے لئے آیا اور امام سے قریب بیٹھا اور توجہ کے ساتھ خطبہ سنا اور خاموش رہا، تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور جس نے کنکریوں کو چھوا' اس نے لغو کام کیا۔

(۶).....اوس بن اوس الثقفی رضی الله عنه قال:سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول : من غسّل يومَ الجمعة واغتسل ' ثم بكّر وابتكر و مشی ولم يركبْ' ودنا من الامام فاستمع ' ولم يلغ كان له بكل خطوة عملُ سنةٍ : اجرُ صيامها و قيامها

(ابوداؤد، باب فی الغسل للجمعة ، رقم الحديث:۳۴۵۔ترمذی، باب [ما جاء] فی فضل الغسل الجمعة ، رقم الحديث:۴۹۶۔نسائی، فضل غسل يوم الجمعة ، رقم الحديث:۱۳۸۲۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الغسل يوم الجمعة ، رقم الحديث:۱۰۸۷)

ترجمہ:.....حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص جمعہ کے دن (اپنی بیوی کو) غسل کرائے (یعنی اس کے ساتھ صحبت کرے) اور خود بھی غسل کرے، پھر نماز کے لئے جلدی جائے اور سوار ہو کر نہ جائے اور امام کے نزدیک ہو کر خطبہ سنے اور بیہودہ بات نہ کرے تو اس کے ہر قدم پر اس کو ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی شب بیداری کا ثواب ملے گا۔

(۷).....عن ابی امامة رضی اللہ عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : انّ الغسل یومَ الجمعة لیسل الخطایا من اصول الشعر استلالا۔

(کنز العمال ، غسل یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۲۱۲۴۶۔الترغیب والترهیب ص۲۸۵ج۱، الترغیب فی الغسل یوم الجمعة)

ترجمہ:.....حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن کا غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے کھینچ کر نکال دیتا ہے۔

(۸).....من اغتسل یومَ الجمعة لم یزل طاهرا الی الجمعة الاخری۔

(کنز العمال ، غسل یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۲۱۲۸۸)

ترجمہ:.....جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ دوسرے جمعہ تک پاک رہے گا۔

عورتیں بھی جمعہ کے دن غسل کریں

جمعہ کے غسل کی اہمیت کی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ: عورتوں کے لئے بھی جمعہ کا غسل سنت ہے۔(الفتح الربانی ص۵۷ ج۶۔شمائل کبری ص۴۱۷ ج۸)

(۹).....عن عبیدة ابنة نابل قالت : سمعت ابن عمر وابنة سعد بن ابی وقاص رضی الله عنهم یقولان للنساء : من جاء منکن الجمعة فلتغتسل۔

ترجمہ:.....حضرت عبیدہ بنت نابل رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی صاحبزادی سے سنا کہ: وہ عورتوں کے بارے میں فرمارہے تھے کہ: جو عورتیں جمعہ کے لئے آئیں وہ غسل کریں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴ ج۴، فی النساء یغتسلن یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۵۰۹۰)

(۱۰).....عن ابن طاوس ' عن ابیه : انه کان یأمر نساء ہ یغتسلن یوم الجمعة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴ ج۴، فی النساء یغتسلن یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۵۰۹۱)

ترجمہ:.....حضرت طاوس رحمہ اللہ عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ: وہ جمعہ کے دن غسل کریں۔

(۱۱).....کان شقیق یأمر اهله– الرجال و النساء– بالغسل یوم الجمعة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵ ج۴، فی النساء یغتسلن یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۵۰۹۴)

ترجمہ:.....حضرت شقیق رحمہ اللہ اپنے گھر کے سب مردوں اور سب عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ: وہ جمعہ کے دن غسل کریں۔

جمعہ کے غسل کی اہمیت کی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ بچوں کو بھی جمعہ کا غسل کرایا جائے تاکہ وہ بڑے ہوکر اس سنت کے پابند رہیں۔ (شمائل کبری ص۴۱۷ ج۸)

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

جمعہ کے دن اچھی طرح سے وضو کرنے پر گناہوں سے معافی کی بشارت

(۱).....عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعة فدنا فاستمع وانصت ' غفر له ما بینه و بین الجمعة و زیادة ثلثة ایام ، ومن مس الحصا فقد لغا۔

(ترمذی، باب [ما جاء] فی الوضوء یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۴۹۸۔مسلم، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة ، رقم الحدیث:۸۵۷۔ابوداؤد، باب فضل الجمعة ، رقم الحدیث: ۱۰۵۰۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلک ، رقم الحدیث:۱۰۹۰)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے خوب اچھی طرح سے وضو کیا' پھر جمعہ کے لئے آیا اور امام سے قریب بیٹھا اور توجہ سے خطبہ سنا' اور خاموش رہا تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور جس نے کنکریوں کو چھوا' اس نے لغو کام کیا۔

جمعہ کے دن وضو اچھا ہے اور غسل افضل ہے

(۲).....عن سمرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من توضا فَبِها و نَعِمَتْ ' ومن اغتسل فهو افضل۔

(ابوداؤد، باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۳۵۴۔ترمذی، باب [ما جاء] فی الوضوء یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۴۹۷۔نسائی، باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۱۳۸۱۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلک ، رقم الحدیث :۱۰۹۱)

ترجمہ:.....حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو (جمعہ کے دن) وضو کرے تو اچھا اور بہتر ہے، اور جو غسل کرے یہ افضل (اور باعث

فضیلت) ہے۔

تشریح :.....''سنن ابن ماجہ'' میں یہ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،اوراس میں یہ صراحت ہے کہ:'' من توضا یوم الجمعة فَبِها و نَعِمَتْ 'یجزی ء عنه الفریضة ، الخ۔(اس کے ذمہ سے فرض اتر گیا)اس میں صراحت فرمادی کہ وضو کافی ہے،

جمعہ کے لئے غسل، خوشبو اور مسواک کا حکم

(۳).....عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه و سلم انّ هذا یوم عید ' جعله الله للمسلمین ' فمن جاء الی الجمعة فلیغتسل ' وان کان طیبٌ فَلْیَمَسَّ منه ' و علیکم بالسِّواک۔

(ابن ماجہ ص ۷۷، باب ماجاء فی الزینة یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۹۸)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بیشک یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے (خاص) کردیا ہے، پس جو شخص جمعہ (کی نماز پڑھنے) کے لئے آئے اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے، اور اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگالے، اور تم پر مسواک لازم ہے۔

تشریح:.....اس حدیث میں جمعہ کے دن کے لئے تین اعمال کا حکم ہے: غسل، خوشبو اور مسواک۔ جیسے خوشبو اور مسواک واجب نہیں، غسل بھی واجب نہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ غسل کے لئے علیک کا لفظ استعمال نہیں کیا، مسواک کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، جب علیک کے لفظ کے باوجود مسواک واجب نہیں تو غسل کیسے واجب ہوگا؟۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غسل کا حکم نہ فرمانا

(۴).....ابو هریرة رضی الله عنه قال : بینما عمر بن الخطاب رضی الله عنه

یخطب الناس یوم الجمعة ، اذ دخل عثمان بن عفان ، فعرّض به عمر ، فقال : ما بال رجال یتأخرون بعد النداء ؟ فقال : عثمان : یا امیر المؤمنین ! ما زدت حین سمعت النداء ان توضأت ، ثم اقبلت ، فقال عمر : والوضوء ایضًا ، الم تسمعوا (انّ) رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : اذا جاء احدکم الی الجمعة فلیغتسل۔

(مسلم، باب کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۴۵)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (مسجد میں) داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف (نام لئے بغیر) اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ان لوگوں کا کیا حال ہوگیا ہے کہ اذان کے بعد بھی تاخیر سے آتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین! میں نے اذان سننے کے بعد وضو کرنے کے علاوہ کچھ مزید کام نہیں کیا، (اور) یہاں آ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اچھا صرف وضو ہی؟ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نہیں سنا کہ: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو غسل کرلے۔

تشریح:.....اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد سنایا، مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غسل کے لئے واپس نہیں بھیجا، اگر جمعہ کا غسل واجب ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ضرور واپس بھیجتے کہ جاؤ اور غسل کر کے آؤ۔

جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے

(۵).....عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : سنة الجمعة : الغسل، والسواک ،

والطیب ' و تلبس انقی ثیابک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۰۴ ج۳، باب اللبوس یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۵۳۳۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جمعہ کی سنت :غسل' مسواک' خوشبو اور عمدہ کپڑے پہننا ہے۔

(۶).....عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : ان من السنة الغسلَ یوم الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷ ج۴، فی غسل الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۵۸)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے، واجب نہیں

(۷).....عن علی رضی الله عنه قال : یستحب الغسل یوم الجمعة ، و لیس بحتم۔

(مجمع الزوائد ص۳۲۷ ج۲، باب فیمن اقتصر علی الوضوء ، رقم الحدیث:۳۰۷۳۔

طبرانی،(اوسط) رقم الحدیث:۲۱۹۳)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔

(۸).....عن عکرمة انّ ناسا من اهل العراق جاءُوا فقالوا : یا ابن عباس ! أتری الغسل یوم الجمعة واجبا ؟ قال : لا ، ولکنّه اطهرُ و خیرٌ لمن اغتسل ' ومن لم یغتسل فلیس بواجب ، الخ۔

(ابوداؤد ص۵۱ ج۱، باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۳۵۳)

ترجمہ:.....حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: کچھ اہل عراق (حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما) کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباس! کیا تم جمعہ کے دن غسل کرنے کو واجب سمجھتے ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں، البتہ غسل زیادہ پاکیزگی کا سبب ہے، اور جو غسل کرے اس کے لئے بہتر ہے، اور جو نہ کرے تو واجب بھی نہیں ہے۔

(۹).....عن ابی وائل رضی الله عنه قال : ذکروا غسل یوم الجمعة عنده ، فقال ابو وائل : انه لیس بواجب ، رُبَّ شیخ کبیر لو اغتسل فی البرد الشدید یوم الجمعة لمات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸ ج۴، من قال : الوضوء یجزی ء من الغسل ، رقم الحدیث :۵۰۶۲)

ترجمہ:.....کچھ لوگوں نے جمعہ کے دن حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ کے سامنے جمعہ کے دن غسل کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: (جمعہ کے دن) غسل واجب نہیں، اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو بہت سے بوڑھے جمعہ کے دن سخت سردی میں غسل کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے

جمعہ کا غسل فضیلت والا ہے

(۱۰).....عن زاذان قال : سألت علیا رضی الله عنه عن الغسل ؟ فقال : اغتسل اذا شئت ، فقلت : انما اسألک عن الغسل الذی هو الغسل ؟ قال : یوم الجمعة ' ویوم عرفة ' ویوم الفطر ' و یوم الاضحی۔

(طحاوی ص۱۵۴ ج۱، باب غسل یوم الجمعة ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۶۹۹۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲ ج۴، فی غسل الجمعة ،کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۰۴۰)

ترجمہ:.....حضرت زاذان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب چاہو غسل کرلو۔ میں نے عرض کیا کہ: میں تو اس غسل کے متعلق پوچھ رہا ہوں جس کے کرنے میں فضیلت ہے، آپ نے فرمایا: جمعہ

کے دن عرفہ کے دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سردی کی وجہ سے جمعہ کا غسل نہ کرنا

(۲۱).....عن عطاء ابن ابی رباح قال :کنا جلوسا عند عبد الله بن عباس رضی الله عنهما ' فحضرت الصلوة ای الجمعة فدعا بوضوء فتوضأ ' فقال له بعض اصحابه : الاتغتسل ؟ قال : الیوم یوم بارد فتوَضَّا۔(مؤطاامام محمدص۷۵، باب الاغتسال یوم الجمعة)

ترجمہ:.....حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا، آپ نے پانی طلب کیا' پھر وضو فرمایا، تو بعض اصحاب نے دریافت کیا، کیا آپ غسل نہیں فرماتے ؟ انہوں نے فرمایا: آج سردی کا دن ہے، پس وضو (پر اکتفاء) کرلیا۔

(مؤطاامام محمد (مترجم) ص۶۱، باب الاغتسال یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۶۵)

جمعہ کا غسل واجب نہیں: حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار

(۱۱).....عن ابراهیم قال : کانوا یستحبون غسل یوم الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳ ج۴، فی غسل الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۰۴۷)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ (حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ) جمعہ کے دن غسل کرنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

(۲۱).....عن حماد عن ابراهیم النّخعی قال : سألتُه عن الغسل یوم الجمعة والغسل من الحجامة والغسل فی العیدین ؟ قال : ان اغتسلت فحسن ' وان ترکتَ فلیس علیک ، فقلت له : الم یقل رسول الله صلی الله علیه وسلم : من راح الی الجمعة فلیغتسل ؟ قال : بلی، ولکن لیس من الامور الواجبة وانما هو کقوله تعالی : ﴿و

أشهدوا اذا تبايعتم ﴾ فمن اشهد فقد احسن ومن ترک فليس عليه ، و كقوله تعالى ﴿ فاذا قضيت الصلوة فانتشروا فی الارض ﴾ فمن انتشر فلا بأس ومن جلس فلا بأس ، قال حماد : لقد رأيت ابراهيم النخعی يأتی العيدين و ما يغتسل۔

(مؤطاامام محمدص۷۴، باب الاغتسال يوم الجمعة)

ترجمہ:.....حضرت حماد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے غسل جمعہ کے متعلق پوچھا، نیز پچھنے لگوانے اور عیدین کے غسل کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے جواباً فرمایا: اگر غسل کرو تو بہتر ہے، اور اگر چھوڑ دو تو کوئی مؤاخذہ نہیں، تو میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے لئے آئے اسے چاہئے کہ غسل کرے؟ کہا: ہاں، لیکن یہ امور ضروری میں سے نہیں ہیں، جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''جب تم خرید وفروخت کرو تو اس پر گواہ بنالیا کرو'' پس جس نے گواہ کرلیا اچھا کیا اور جس نے گواہ نہیں بنایا اس پر کوئی حرج نہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''جب تم جمعہ مکمل کرلو تو زمین میں پھیل جاؤ'' پس جو چلا گیا تو کوئی حرج نہیں، اور جو شخص بیٹھا رہا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ عیدین کی نمازوں کے لئے آتے تھے، حالانکہ وہ غسل نہیں کرتے تھے۔

(مؤطاامام محمد (مترجم) ص۶۰، باب الاغتسال يوم الجمعة ، رقم الحديث :۶۴)

(۱۲).....حدثنا ابو اسامة ' عن يحی بن ميسرة قال : سُألت عن غسل يوم الجمعة : سنة ؟ فقال : كان المسلمون يغتسلون ' فاعدت عليه فلم يزدنی على ان قال :كان المسلمون يغتسلون ، فعرفت انه شیء استحبه المسلمون و ليس بسنة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳ ج۴، فی غسل الجمعة ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث :۵۰۴۹)

ترجمہ:.....حضرت ابو اسامہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت یحیٰی بن میسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے غسل کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: مسلمان یہ غسل کرتے آئے ہیں، پھر میں نے یہ سوال دوبارہ کیا، تو یہی جواب دیا کہ: مسلمان یہ غسل کرتے آئے ہیں، سائل کہتے ہیں کہ: میں سمجھ گیا کہ مسلمان اسے مستحب سمجھتے ہیں اور وہ سنت نہیں ہے۔ (یعنی سنت مؤکدہ قریب واجب کے نہیں ہے)۔

(۱۳).....عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال : الغسل یوم الجمعة ' ویوم الاضحی ' ویوم الفطر ' ویوم عرفة ' ویوم دخول مکة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴ ج۴، فی غسل الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۵۰)

ترجمہ:.....حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: غسل تو جمعہ کا ہے اور دونوں عیدین کے دن کا اور عرفہ کے دن کا اور مکہ مکرمہ میں دخول کا۔

تشریح:.....اگر جمعہ کے غسل کو واجب کہا جائے تو ان تمام غسلوں کو بھی واجب کہنا پڑے گا'

(۱۴).....عن ابراهیم التیمی ' عن ابیه : انه کان یستحب الغسل فی العیدین و الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶ ج۴، فی غسل الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۵۷)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ عیدین اور جمعہ کے غسل کو مستحب فرماتے تھے۔

(۱۵).....عن جابر بن زید قال : ربما وجدت البرد یوم الجمعة فلا اغتسل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷ ج۴، من قال : الوضوء یجزی ء من الغسل ، رقم الحدیث :۵۰۶۰)

ترجمہ:.....حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب سردی ہوتی ہے تو میں

جمعہ کے دن غسل نہیں کرتا ہوں۔

(۱۶).....عن ابراهيم و عبد الملک ' عن عطاء انهم قالوا : من توضا يوم الجمعة فحسن ' ومن اغتسل فالغسل افضل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸ ج ۴، من قال : الوضوء يجزى ء من الغسل ، رقم الحديث :۵۰۶۱)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم اور حضرت عبد الملک اور حضرت عطاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ: جو جمعہ کے دن وضو کرلے تو بہتر ہے اور جو غسل کرے تو افضل (اور فضیلت) ہے۔

(۱۷).....عن الشعبی : انه كان لا يرى غسلا واجبا ' الا الغسل من الجنابة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸ ج ۴، من قال : الوضوء يجزى ء من الغسل ، رقم الحديث :۵۰۶۳)

ترجمہ:.....حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ کسی غسل کو غسل جنابت کے علاوہ واجب نہیں فرماتے تھے۔

(۱۸).....عن ابی جعفر قال : سألته عن غسل الجمعة ؟ فقال : ليس غسل واجب الا من الجنابة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹ ج ۴، من قال : الوضوء يجزى ء من الغسل ، رقم الحديث :۵۰۶۶)

ترجمہ:.....حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ان سے جمعہ کے غسل کے بارے میں سوال کیا، تو فرمایا: کوئی غسل واجب نہیں سوائے غسل جنابت کے۔

سفر میں جمعہ کا غسل چھوڑنا بھی عدم وجوب کی دلیل ہے

(۱۹).....عن ابن عمر : انه كان لا يغتسل يوم الجمعة فی السفر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۰ ج ۴، من كان لا يغتسل فی السفر يوم الجمعة ، رقم الحديث :۵۰۶۹)

ترجمہ:.....حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حالت سفر میں جمعہ کے دن غسل نہیں کرتے

تھے۔

(۲۰).....عن ابن جبیر بن مطعم : انه کان لا یغتسل یوم الجمعة فی السفر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۱ ج۴، من کان لا یغتسل فی السفر یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۷۰)

ترجمہ:.....حضرت ابن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ: حالت سفر میں جمعہ کے دن غسل نہیں کرتے تھے۔

(۲۱).....عن ابراهیم قال :کان علقمة بن قیس اذا سافر لم یصل الضحی ولم یغتسل یوم الجمعة۔(مؤطا امام محمد ص۷۵، باب الاغتسال یوم الجمعة)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: جب حضرت علقمہ بن قیس رحمہ اللہ سفر میں ہوتے تو نہ نماز ضحیٰ ادا کرتے اور نہ ہی جمعہ کے دن غسل فرماتے۔

(مؤطا امام محمد (مترجم) ص۶۱ ، باب الاغتسال یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۶۶)

(۲۱).....عن علقمة : انه کان لا یغتسل یوم الجمعة فی السفر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۰ ج۴، من کان لا یغتسل فی السفر یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۶۸)

ترجمہ:.....حضرت علقمہ رحمہ اللہ حالت سفر میں جمعہ کے دن غسل نہیں کرتے تھے۔

(۲۲).....ان مجاهدا و طاوسا : کانا لا یغتسلان فی السفر یوم الجمعة ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۱ ج۴، من کان لا یغتسل فی السفر یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۷۱)

ترجمہ:.....حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ: یہ دونوں حضرات حالت سفر میں جمعہ کے دن غسل نہیں کرتے تھے۔

(۲۳).....عن جابر قال : سألت القاسم عن الغسل یوم الجمعة فی السفر ؟ فقال : کان ابن عمر لا یغتسل، وانا اری لک ان لا تغتسل۔

ترجمہ:.....حضرت جابر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے سفر میں جمعہ کے دن غسل کے بارے میں سوال کیا، تو فرمایا کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غسل نہیں کرتے تھے، اور میں بھی تمہارے لئے یہ رائے رکھتا ہوں کہ تم غسل نہ کرو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱ ج ۴، من کان لا یغتسل فی السفر یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۷۲)

(۲۴).....عن جابر ، عن عبد الرحمن بن الاسود : ان الاسود و علقمة کانا لا یغتسلان یوم الجمعة فی السفر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱ ج ۴، من کان لا یغتسل فی السفر یوم الجمعة ، رقم الحدیث :۵۰۷۳)

ترجمہ:.....حضرت جابر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبد الرحمٰن بن اسود رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ: حضرت اسود اور حضرت علقمہ رحمہما اللہ یہ دونوں حضرات حالت سفر میں جمعہ کے دن غسل نہیں کرتے تھے۔

خطبہ کے درمیان نفل پڑھنا

خطبہ کے دوران سنت یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں، قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم واقوال تابعین رحمہم اللہ سے مسئلہ کو مدلل کیا گیا ہے، قائلین جواز کے دلائل خصوصا حضرت سلیک غطفانی اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی حدیث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، موضوع کے متعلق یہ ایک مختصر ومفید رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

خطبۂ جمعہ کے وقت تحیۃ المسجد یا سنت جمعہ وغیرہ پڑھنا کیا ہے؟ جمہور صحابہ وتابعین کے نزدیک خطبہ کے دوران نماز اور کلام ممنوع ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ' امام مالک اور اکثر فقہائے امت رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں، اور قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی مسلک راجح اور صواب ہے، اس کے برعکس امام شافعی اور احمد بن حنبل اور مابعد کے بیشتر محدثین رحمہم اللہ نے دوسرے مسلک کو اختیار کیا ہے، تاہم ان حضرات کے نزدیک بھی تحیۃ المسجد کے مستحب یا جواز کی شرط یہ ہے کہ خطبہ آخری مراحل میں نہ ہو کہ تحیہ المسجد میں مشغول ہونے کی صورت میں جماعت شروع ہوجانے کا اندیشہ ہو، ایسی حالت میں ان کے نزدیک بھی نماز میں مشغول ہونا منع ہے۔

اس مختصر رسالہ میں قرآن کریم کی آیت اور احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین رحمہم اللہ سے اس بات کو مدلل کیا گیا ہے کہ: خطبہ کے دوران کسی قسم کی نماز صحیح نہیں بلکہ، خاموش رہنا اور خطبہ کا سننا واجب ہے۔

خاتمہ میں جواز کے قائلین کے دلائل پر بھی بحث کی گئی ہے، اور ایک حدیث سے جو شبہ ہوسکتا ہے کہ مسجد میں داخل ہوکر فورا نماز پڑھنی چاہئے، اس کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

﴿اذا قرئ القراٰن فاستمعوا له وانصتوا﴾

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا ﴾۔

(سورۂ اعراف، آیت نمبر:۲۰۴)

ترجمہ:.....اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو۔

تفسیر:.....حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اور سلف سے استفاضہ وشہرت کے ساتھ منقول ہے کہ: یہ آیت قرائۃ فی الصلوۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور بعض کا قول ہے کہ: خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے کہ: یہ نماز اور خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی''۔(فتاوی ابن تیمیہ جدید ص۲۶۹ ج۲۳۔قدیم ص۱۴۳ ج۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''امام احمد رحمہ اللہ نے اس پر لوگوں کا اجماع ذکر کیا ہے کہ: یہ آیت نماز اور خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی''۔(فتاوی ابن تیمیہ جدید ص۳۱۲ ج۲۳۔قدیم ص۴۱۲ ج۱)

پس قرآن کریم کے نص قطعی سے خطبہ کا سننا اور اس کے لئے چپ رہنا واجب ہوا، اور ہر ایسا قول وفعل ممنوع ٹھہرا جو سننے اور چپ رہنے کے منافی ہو۔ راز اس کا یہ ہے کہ: خطبہ چونکہ قرآنی آیات پر مشتمل ہوتا ہے، اس لئے پورے خطبہ کو''الذکر'' فرما کر اس کے سننے کو واجب فرمایا گیا ہے، اور پھر خطیب کی حیثیت خدائی نمائندہ کی ہوتی ہے جو لوگوں کو احکام خداوندی سنا رہا ہے، اس لئے حاضرین کو چپ رہنے کا حکم دے کر ہر ایسی حرکت کو ممنوع قرار دیا گیا جو خطبہ کے سننے میں مخل ہو، اور جو اس موقع پر سننے کے مخالف کوئی حرکت کرے اس کو لغو کا مرتکب اور جمعہ میں اس کی حاضری کو باطل و بے کار اور ثواب سے محروم فرمایا،

کیونکہ خطبہ میں دوطرفہ عمل ہے: خطیب کی طرف سے سنانا اور حاضرین کی طرف سے سننا اور خاموش رہنا۔ پس حاضرین میں جو بھی سننے کے فریضہ میں کوتاہی کرتا ہے وہ گویا خطیب کا استخفاف کر رہا ہے (اور اس کو ہلکا سمجھ رہا ہے) کہ خطیب اس کو اللہ کے احکام سنا رہے ہیں اور یہ سننے کے بجائے دوسرے کاموں میں مشغول ہے، شاید اسی بنا پر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں اس شخص کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

الغرض اس آیت سے جمعہ کے خطبہ کا سننا لازم قرار دیا گیا، لہذا خطبہ کے دوران نماز اور کلام جو سننے کے منافی ہیں، اس آیت کی رو سے ممنوع ہوں گے۔

خطبہ کے وقت نہ نماز جائز ہے نہ کلام

(۱).....عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال : سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول : اذا دخل احدُکمُ المسجدَ والامامُ علی المنبر، فلا صلاة ولا کلام حتی یفرُغ الامام۔

(مجمع الزوائد ص ۳۳۸ ج ۱، باب فیمن یدخل المسجد والامام یخطب ، رقم الحدیث: ۳۱۲۰)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: تم میں سے کوئی شخص جب مسجد میں اس وقت داخل ہو جبکہ امام منبر پر ہو تو اس صورت میں نہ نماز جائز ہے نہ کلام جب تک کہ امام (خطبہ سے) فارغ نہ ہو جائے۔

عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں لوگ خطبہ کے وقت نماز نہیں پڑھتے تھے

(۲).....عن ثعلبة بن ابی مالک القرظی قال : ادرکت عمر و عثمان، فکان الامام اذا خرج یوم الجمعة ترکنا الصلاة۔

ترجمہ:.....حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما (کا دور مبارک) پایا ہے، اس وقت جب امام (جمعہ کے خطبہ کے لئے) نکلتے تو ہم نماز کو چھوڑ دیتے، (یعنی نماز نہیں پڑھتے تھے)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷ ج۴، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث: ۵۲۱۶)

(۳).....عن ثعلبة بن ابی مالک القرظی انه اخبره : انهم کانوا فی زمن عمر بن الخطاب یصلون یوم الجمعة حتی یخرج عمر بن الخطاب ، الخ ۔(مؤطا امام مالک ص ۸۸، باب ما جاء فی الانصات یوم الجمعة والامام یخطب ، رقم الحدیث:۲۸۰)

ترجمہ:.....حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ نے (حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کو) خبر دی کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ جمعہ کے دن نماز پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جمعہ کی نماز اور خطبہ کے لئے) تشریف لاتے۔

(۴).....عن سائب بن یزید قال : کنّا نصلّی فی زمن عمر بن الخطاب یوم الجمعة ' فاذا خرج عمر وجلس علی المنبر قطعنا الصلاة ، الخ۔

(نصب الرایۃ ص۲۱۳ ج۲، باب صلوة الجمعة ، الحدیث الخامس)

ترجمہ:.....حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن نماز پڑھتے تھے، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جمعہ کی نماز اور خطبہ کے لئے) تشریف لاکر منبر پر بیٹھتے تو ہم نماز بند کر دیتے تھے۔

جس نے خطبہ کے وقت نماز پڑھی وہ سنت کے مطابق نہیں ہے

(۵).....عن علی قال : الناس فی الجمعة ثلاث : رجل شهدها بسکون و وقار

وانصات ، وذلک الذی یغفر له ما بین الجمعتین – قال : حسبت قال– : وزیادة ثلاثة ایام ، قال : وشاهد شهدها بلغو فذلک حَظُّه منها ، ورجل صلّی بعد خروج الامام فلیست بسنة ان شاء اعطاه وان شاه منعه۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۱۰ج۳، باب جلوس الناس حین یخرج الامام ، رقم الحدیث:۵۳۶۵)

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ میں تین قسم کے لوگ شریک ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جو جمعہ میں سکون، وقار اور خاموشی کے ساتھ حاضر ہوا، یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں،– راوی کا کہنا ہے کہ: میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: تین دن مزید کے بھی–۔ دوسرا شخص وہ ہے جو جمعہ میں شریک ہو کر لغو کام کرتا ہے، اس کا حصہ تو یہی لغو و بیکار کام ہے۔ اور تیسرا وہ شخص ہے جس نے امام کے (خطبہ کے لئے) نکلنے کے بعد نماز پڑھی، اس کی یہ نماز سنت کے مطابق نہیں، اللہ چاہے تو اس کو (ثواب) دے اور چاہے تو نہ دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے

(۶).....عن حارث : عن علی : انه کره الصلوة یوم الجمعة والامام یخطب۔

(المدونۃ الکبری ص۱۴۸ج۱، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث:۵۲۱۶)

ترجمہ:.....حضرت حارث رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہے ہوں، نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما: خطبہ کے وقت نماز کو مکروہ سمجھتے تھے

(۷).....عن عطاء : عن ابن عباس و ابن عمر : انهما کانا یکرهان الصلاة والکلام

بعد خروج الامام ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷ ج۴، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث:۵۲۱۸)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم :امام کے (خطبہ کے لئے) نکلنے کے بعد نماز اور بات چیت کو مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: امام کے آنے سے پہلے نماز ختم کر دیتے

(۸).....عن نافع قال : کان ابن عمر یصلی یوم الجمعة ' فاذا تحیّن خروج الامام قعد قبل خروجه۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۱۰ ج۳، باب جلوس الناس حین یخرج الامام ، رقم الحدیث:۵۳۶۴)

ترجمہ:.....حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: جمعہ کے دن نماز پڑھتے رہتے' اور جب امام کے آنے کا وقت ہوجاتا تو ان کے آنے سے پہلے ہی نماز ختم کر کے بیٹھ جاتے۔

سب لوگ دوران خطبہ نماز پڑھنے لگیں تو کیا یہ ٹھیک ہوگا؟

(۹).....عن ابن عباس قال : سألوه عن الرجل یصلّی والامام یخطب ؟ قال : أرأیت لو فعل ذلک کلهم کان حسنا؟۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۵ ج۳، باب الرجل یجیء و الامام یخطب ، رقم الحدیث:۵۵۱۷)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: سے لوگوں نے سوال کیا کہ خطبہ کے دوران آدمی نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر سب ہی لوگ پڑھنے لگیں تو کیا یہ ٹھیک ہوگا؟۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: خطبہ کے وقت نماز پڑھنا گناہ ہے

(۱۰).....عن عقبة بن عامر قال : الصلوة والامام على المنبر معصية۔

(طحاوی ص۴۸۰ ج۱، باب الرجل يدخل المسجد يوم الجمعة و الامام يخطب هل ينبغي له ان يركع ام لا ؟ رقم الحديث:۲۱۳۲)

ترجمہ:.....حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: امام کے (خطبہ کے وقت) منبر پر ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا گناہ ہے۔

حضرات صحابہ اور تابعین خطبہ کے دوران نماز کو مکروہ سمجھتے تھے

(۱۱).....عن عطاء : انهم كرهوا الصلاة والامام يخطب يوم الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۷ ج۴، من كان يقول:اذا خطب الامام فلايصلي، رقم الحديث:۵۲۱۰)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: وہ (یعنی: حضرات صحابہ اور تابعین) جمعہ کے دن خطبہ کے دوران نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

امام کا خطبہ کے لئے نکلنا نماز کو قطع اور ختم کر دیتا ہے

(۱۲).....عن سعيد ابن المسيب قال : خروج الامام يقطع الصلاة ، كلامه يقطع الكلام۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۰۸ ج۳، باب جلوس الناس حين يخرج الامام ، رقم الحديث:۵۳۵۱)

ترجمہ:.....حضرت سعید ابن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام کا (خطبہ کے لئے) نکلنا نماز کو قطع کر دیتا ہے، (یعنی اب نماز نہیں پڑھی جائے گی) (اور) اس کا کلام کرنا (یعنی خطبہ شروع کرنا) بات کو ختم کر دیتا ہے، (یعنی کسی طرح کی دینی و دنیوی بات اب نہیں

ہوسکتی)۔

(۱۳).....عن سعید ابن المسیب قال : خروج الامام یقطع الصلاۃ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷ج۴، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث:۵۲۱۷)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام کا (خطبہ کے لئے) نکلنا نماز کو قطع کر دیتا ہے، (یعنی اب نماز نہیں پڑھی جائے گی)۔

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتے تھے

(۱۴).....کان ابن سیرین یجلس ولا یصلی۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷ج۴، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث:۵۲۱۵)

ترجمہ:.....حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ (کبھی جمعہ کے دن خطبہ کے دوران مسجد میں تشریف لاتے تو) بیٹھ جاتے اور نماز نہ پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن صفوان رحمہ اللہ نے خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھی

(۱۵).....عبد اللہ بن صفوان دخل المسجد یوم الجمعة ' وعبد الله بن الزبیر رضی الله عنهما یخطب علی المنبر ..... ثم جلس ولم یرکع۔

(طحاوی ص۴۸۰ج۱، باب الرجل یدخل المسجد یوم الجمعة و الامام یخطب هل ینبغی له ان یرکع ام لا ؟ رقم الحدیث:۲۱۳۴)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ ابن صفوان رحمہ اللہ جمعہ کے دن مسجد (حرام) میں ایسے وقت تشریف لائے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو آپ.... (آ کر) بیٹھ گئے اور سنتیں نہیں پڑھیں۔

(۱۶).....عن خالد الحذاء : ان ابا قلابة جاء یوم الجمعة ' والامام یخطب ' فجلس

ولم یصل۔

ترجمہ:.....حضرت خالد حذاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ جمعہ کے دن تشریف لائے تو امام خطبہ دے رہے تھے، آپ بیٹھ گئے اور نماز نہیں پڑھی۔

(طحاوی ص۴۸۰ ج۱، باب الرجل یدخل المسجد یوم الجمعة و الامام یخطب هل ینبغی له ان یرکع ام لا ؟ رقم الحدیث:۲۱۳۱)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا عمل: میں تو خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتا

(۱۷).....عن معمر قال : سألت قتادة عن الرجل یأتی والامام یخطب یوم الجمعة ' ولم یکن صلّی أیُصلِّی ؟ فقال : اما أنا فکنت جالسا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۵ ج۳، باب الرجل یجیء و الامام یخطب ، رقم الحدیث:۵۵۱۹)

ترجمہ:.....حضرت معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: کوئی شخص جمعہ کے دن مسجد میں ایسے وقت آتا ہے کہ جبکہ امام خطبہ دے رہے ہیں اور اس شخص نے نماز (تحیۃ المسجد یا سنت) نہیں پڑھی تو کیا وہ ایسی حالت میں پڑھ لے؟ آپ نے فرمایا کہ: میں تو ایسی صورت میں بیٹھ جاتا ہوں (نماز نہیں پڑھتا)۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ کا عمل: میں تو خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتا

(۱۸).....عن ابن جریج عن عطاء قال : قلت : له جئت والامام یخطب یوم الجمعة اترکع ؟ قال : امّا والامام یخطب فلم اکن ارکع۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۵ ج۳، باب الرجل یجیء و الامام یخطب ، رقم الحدیث:۵۵۲۰)

ترجمہ:.....حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے سوال کیا کہ: اگر آپ جمعہ کے دن ایسے وقت تشریف لائیں جس وقت امام خطبہ دے

رہے ہوں تو کیا آپ نماز (تحیۃ المسجد یا سنت) پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ: اگر امام خطبہ دے رہے ہوں تو پھر نہیں پڑھوں گا۔

حضرت شریح رحمہ اللہ خطبہ کے دوران نماز نہیں پڑھتے تھے

(۱۹).....اسماعیل بن خالد قال : رأیت شریحا دخل یوم الجمعة من ابواب کندة ' فجلس ولم یصل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷ ج ۴، من کان یقول:اذا خطب الامام فلایصلی، رقم الحدیث:۵۲۱۲)

ترجمہ:.....حضرت اسماعیل بن خالد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت شریح رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جمعہ کے دن کندہ کے دروازوں سے مسجد میں داخل ہوئے' اور (خطبہ ہو رہا تھا تو آتے ہی) بیٹھ گئے اور نماز نہیں پڑھی۔

(۲۰).....عن الشعبی قال : کان شریح اذا اتی الجمعة ' فان لم یکن خرج الامام صلی رکعتین ، وان کان خرج جلس، الخ ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۷ ج ۴، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث:۵۲۱۹)

ترجمہ:.....حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت شریح رحمہ اللہ (جمعہ کے دن مسجد میں) جمعہ کے لئے تشریف لاتے ،اگر امام خطبہ کے لئے نہیں نکلے ہوتے تو دو رکعت پڑھ لیتے ،اور اگر امام نکل چکے ہوتے تو بیٹھ جاتے۔

جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو اب کوئی نفل نماز نہیں

(۲۱).....عن ھشام بن عروة ' عن ابیه قال : اذا قعد الامام علی المنبر فلا صلاة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷ ج ۴، من کان یقول:اذا خطب الامام فلایصلی، رقم الحدیث:۵۲۱۳)

ترجمہ:.....حضرت ہشام بن عروہ' اپنے والد (حضرت عروہ رضی اللہ عنہ) سے روایت

کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا کہ: جب امام (خطبہ کے لئے) منبر پر بیٹھ جائے تو اب (کوئی نفل وغیرہ) نماز نہیں۔

حضرت امام زہری رحمہ اللہ کا فتوی: جو خطبہ کے دوران آئے: بیٹھ جائے

(۲۲).....عن الزهری : فی الرجل یجیء یوم الجمعة والامام یخطب : یجلس ولا یصلی ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷ ج ۴، من کان یقول : اذا خطب الامام فلایصلی ، رقم الحدیث:۵۲۱۴)

ترجمہ:.....حضرت امام زہری رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران (مسجد میں) آئے: تو فرمایا کہ: بیٹھ جائے اور (کوئی) نماز نہ پڑھے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے

(۲۳).....عن لیث عن مجاهد : انه کره ان یصلی والامام یخطب۔

(طحاوی ص ۴۸۰ ج ۱، باب الرجل یدخل المسجد یوم الجمعة و الامام یخطب هل ینبغی له ان یرکع ام لا ؟ رقم الحدیث:۲۱۳۷)

ترجمہ:.....حضرت لیث رحمہ اللہ' حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

چند واقعات جن میں آپ ﷺ نے دوران خطبہ نماز کا حکم نہیں فرمایا

(۲۴).....عن انس رضی الله عنه قال : بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب یوم الجمعة ' اذ جاء رجل، فقال : یا رسول الله ! قحط المطرُ فادع الله ان

یسقینا ، الخ۔

(بخاری ص۱۲۷ج۱، باب الاستسقاء علی المنبر ، رقم الحدیث:۱۰۱۴۔ باب الاستسقاء فی المسجد الجامع ، رقم الحدیث:۱۰۱۳، باب الاستسقاء فی خطبة الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۱۵)

ترجمہ:.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: (ایک مرتبہ) ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، اتنے میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بارش کا قحط پڑ گیا ہے، آپ اللہ سے دعا فرما دیجئے کہ وہ ہمیں سیراب کر دیں۔

تشریح:.....اس روایت میں صراحت ہے کہ خطبہ کے درمیان ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے بارش کی کمی کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے ان کی درخواست پر اسی وقت دعا فرمائی، مگر آپ ﷺ نے انہیں تحیۃ المسجد یا سنت کا حکم نہیں فرمایا۔

(۲۵).....عن جابر رضی اللہ عنہ قال : لمّا استوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، یوم الجمعة ' قال : اجلسوا ، فسمع ذلک ابن مسعود ' فجلس علی باب المسجد ، فرآہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال : تعال یا عبد اللہ بن مسعود۔ (ابوداؤد ص۱۵۶ج۱، باب الامام یکلم لرجل فی خطبتہ ، رقم الحدیث:۱۰۹۱)

ترجمہ:.....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو لوگوں سے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا تو مسجد کے باہر دروازے پر ہی بیٹھ گئے (اس لئے کہ وہ اس وقت مسجد کے دروازے پر تھے) اتنے میں ان پر رسول اللہ ﷺ کی نگاہ پڑ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن مسعود! ادھر آؤ۔

تشریح:.....اس روایت میں صراحت ہے کہ خطبہ کے درمیان حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بلایا، مگر آپ ﷺ نے انہیں تحیۃ المسجد یا سنت کا حکم نہیں فرمایا۔

(۲۶).....عن ابی الزّاهريّة قال : كنّا مع عبد الله بن بسر رضی الله عنه – صاحب النبی صلی الله عليه وسلم – يوم الجمعة ' فجاء رجل يتخطى رقاب الناس ' فقال عبد الله بن بسر : جاء رجل يتخطى رقاب الناس يوم الجمعة ' والنبی صلی الله عليه وسلم يخطب ' فقال له النبی صلی الله عليه وسلم : اجلس فقد آذيت۔

(ابوداؤدص۱۵۹ج۱، باب تخطّی رِقاب النّاس يوم الجمعة ، رقم الحديث:۱۱۱۸۔نسائی ص۲۰۷ج۱ النهی عن تخطّی رِقاب النّاس والامام علی المنبر يوم الجمعة ، رقم الحديث:۱۴۰۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوالزاہریہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: ہم (ایک مرتبہ) جمعہ کے دن نبی ﷺ کے صحابی حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اتنے میں ایک صاحب لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے، حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ جمعہ کے دن اسی طرح ایک صاحب گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے اور آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تم نے لوگوں کو تکلیف دی۔

تشریح:.....اس روایت میں بھی صراحت ہے کہ خطبہ کے درمیان آپ ﷺ نے آنے والے صحابی رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی اور بیٹھنے کا حکم فرمایا، مگر آپ ﷺ نے انہیں تحیۃ المسجد یا سنت کا حکم نہیں فرمایا۔

(۲۷).....ابی هريرة قال : بينما عمر بن الخطاب يخطب الناس يوم الجمعة ' اذ دخل عثمان بن عفان ' فعرّض به عمر ، فقال : ما بال رجال يتأخرون بعد النداء؟ فقال : عثمان : يا امير المؤمنين ! ما زدت حين سمعت النداء ان توضأت ' ثم اقبلت

فقال عمر : والوضوء ایضا ، الم تسمعوا (انّ) رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : اذا جاء احدکم الی الجمعة فلیغتسل[۱]

(مسلم، باب کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۴۵)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (مسجد میں) داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف (نام لئے بغیر) اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ان لوگوں کا کیا حال ہوگیا ہے کہ اذان کے بعد بھی تاخیر کرتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین! میں نے اذان سننے کے بعد وضو کرنے کے علاوہ کچھ مزید کام نہیں کیا، (اور) یہاں آ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اچھا صرف وضو ہی؟ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نہیں سنا کہ: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو غسل کرلے۔

تشریح:.....اس روایت میں بھی صراحت ہے کہ خطبہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تاخیر سے آنے پر تنبیہ فرمائی، پھر غسل نہ کرنے پر آپ ﷺ کا ارشاد سنایا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تحیۃ المسجد یا سنت پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا۔

ان واقعات سے بھی استدلال کیا سکتا ہے کہ خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد یا اور کوئی نفل نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

---

[۱]..... یہ روایت مختلف کتب حدیث میں الفاظ کے فرق کے ساتھ منقول ہے، جیسے:

بخاری، قبیل :باب الدهن للجمعة ، رقم الحدیث :۸۸۲۔ترمذی، باب ما جاء فی الاغتسال یوم الجمعة ، رقم الحدیث:۴۹۴۔ابوداؤد، باب فی الغسل للجمعة ،کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۳۴۰،

خطبہ کے وقت امر بالمعروف ونہی عن المنکر ناجائز ہے تو نفل نماز کیسے جائز ہوگی؟

بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ: خطبہ کے وقت بات کرنے کی اجازت نہیں حتی کہ کسی کو یہ کہہ دیا: ''چپ رہ'' اس سے بھی جمعہ باطل ہوجاتا ہے۔غور کا مقام ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بشرط قدرت واجب ہے، اور تحیۃ المسجد کا درجہ وجوب کا نہیں، پس جب واجب میں مشغول ہونا جائز نہیں تو غیر واجب میں مشغول ہونا بدرجۂ اولی ناجائز ہوگا۔روایتیں بکثرت ہیں،صرف ایک روایت پر اکتفا کرتا ہوں:

(۲۸).....سعید بن المسیب ان اباھریرۃ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ : انصت ' والامام یخطب فقد لغوت۔[۱]

(بخاری، باب الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب ، رقم الحدیث:۹۳۴)

ترجمہ:.....حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے دوران خطبہ کہا کہ: چپ رہ تو تم نے لغو کام کیا۔

---

[۱].....یہ روایت مختلف کتب حدیث میں الفاظ کے فرق کے ساتھ منقول ہے، جیسے:
مسلم، قبیل: باب فی الانصات یوم الجمعۃ فی الخطبۃ ، رقم الحدیث :۸۵۱۔ترمذی، باب ما جاء فی کراھیہ الکلام والامام یخطب ، رقم الحدیث :۵۱۲۔ابوداؤد، باب الکلام والامام یخطب ، رقم الحدیث :۱۱۱۲۔نسائی، باب الانصات للخطبۃ یوم الجمعۃ ، رقم الحدیث :۱۴۰۲۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الاستماع للخطبۃ والانصات لھا ، رقم الحدیث:۱۱۱۰۔

خطبہ کے وقت سلام اور چھینک کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

خطبہ کے وقت سلام اور چھینک کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اہل علم کی رائے مختلف ہے، فقہاء کی ایک جماعت ناجائز کہتی ہے، جبکہ چھینک کا جواب دینا کم از کم سنت مؤکدہ ہے، اور سلام کا جواب دینا تو واجب ہے، جب واجب اور سنت مؤکدہ کی اجازت نہیں تو دوران خطبہ نوافل کا جواز کیسے ہوگا؟ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''واختلفوا فی رد السلام و تشمیت العاطس : فرخّص بعض اهل العلم فی ردّ السلام وتشمیت العاطس ' والامام یخطب ، وهو قول احمد واسحاق ، وکره بعض اهل العلم من التابعین وغیرهم ذلک ، وهو قول الشافعی''۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة الکلام والامام یخطب)

اور علماء نے سلام کے جواب اور چھینکنے والے کے جواب میں اختلاف کیا ہے، بعض علماء دوران خطبہ سلام کا جواب اور چھینکنے والے کو جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں، اور یہ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے، اور تابعین اور ان کے علاوہ علماء میں سے بعض اس کو مکروہ کہتے ہیں، اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح:.....امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام اوزاعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ خطبہ کے وقت سلام اور چھینک کے جواب کی اجازت نہیں دیتے۔ حنفیہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ جواز کے قائل ہیں۔ (درس ترمذی ص۲۹۲ ج۲۔ تحفۃ الالمعی ص۸۳۴ ج۲)

نوٹ:.....خاتمہ کا مضمون حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' سے کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ ماخوذ ہے۔

خاتمہ

حضرت سلیک رضی اللہ عنہ کو دو رکعت پڑھنے کا حکم فرمانا ان کی خصوصیت تھی

حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں چند امور پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

(۱)..... یہ تو معلوم ہو چکا کہ قرآن کریم نے خطبہ کے سننے کو اور اس وقت خاموش رہنے کو فرض قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ کے متعدد ارشادات میں بھی اس کی تائید فرمائی گئی ہے۔ حضرات خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن وسنت کے انہیں نصوص کے پیش نظر خطبہ کے دوران صلوۃ وکلام کے قائل نہیں تھے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ان کے علم میں تھا، کیونکہ ہمیں تو اس واقعہ کا علم روایات کے ذریعہ ہوا، مگر یہ اکابر اس واقعہ کے عینی شاہد تھے، یہ واقعہ جمعہ کے اجتماع عام میں پیش آیا تھا، اور آپ ﷺ نے حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا' برسر منبر ارشاد فرمایا تھا، اس لئے یہ تاویل تو ممکن نہیں کہ ان حضرات کو اس واقعہ کا اور آپ ﷺ کے اس ارشاد کا علم نہیں ہوگا۔

اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ حضرات جان بوجھ کر بغیر کسی معقول وجہ کے حدیث نبوی ﷺ کو ترک کر دیں، اور نص کے خلاف قائل ہو جائیں، کیونکہ اگر اس احتمال کو تسلیم کر لیا جائے تو حضرات خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دین ودیانت پر ہی سے اعتماد اٹھ جائے گا، کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ اکابر ہم لوگوں سے بڑھ کر متبع سنت اور حسنات کے حریص تھے، آپ ﷺ نے حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو جو حکم فرمایا' اگر یہ سب کے لئے عام ہوتا تو ناممکن تھا کہ تمام صحابۂ کرام' خصوصا حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم

اجمعین اس حکم پر عمل نہ فرماتے، اور اس ثواب کے کام سے نہ صرف خود محروم رہا کرتے بلکہ دوسروں کو بھی منع کیا کرتے۔

(۲).....مندرجہ بالا حقائق بالکل صاف اور بدیہی ہیں جن سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ان اکابر نے جو اس حدیث پر عمل نہیں فرمایا تو اس کی کوئی معقول اور صحیح وجہ ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ وہ وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب صرف ہمارے ذمہ نہیں، بلکہ ان تمام لوگوں کے ذمہ ہے جو صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کو حق وصداقت کے علمبردار سمجھتے ہیں۔ اگر کسی حدیث کی مخالفت کا الزام امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ہو تو اس کی جواب دہی تو مان لیجئے کہ صرف حنفیہ ہی کا فرض ہے، لیکن خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم تو صرف حنفیوں کے نہیں، اگر کسی حدیث کی مخالفت کا الزام خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم پر آتا ہے تو اس کا جواب دینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اور یہیں سے یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ خبر واحد کی اہمیت زیادہ ہے یا خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے تعامل کی؟ یعنی جب خلفائے راشدین اور عام صحابہ رضوان اللہ علیہم کا تعامل کسی خبر واحد کے خلاف ہو (جیسا کہ ہمارے زیر بحث مسئلہ میں) تو خبر واحد کو واجب العمل قرار دے کر ان اکابر کو مورد الزام ٹھہرایا جائے گا؟ یا ان اکابر کے تعامل کی روشنی میں خود خبر واحد کو لائق تاویل تصور کیا جائے گا۔ پہلا راستہ گمراہی کا ہے اور دوسرا ''ما انا علیہ واصحابی'' کا، اب ہر شخص کو اختیار ہے کہ ان دونوں راستوں میں سے جونسا راستہ چاہے اختیار کرلے۔

(۳).....ان اکابر نے حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کی روایت کو جو معمول بہا نہیں سمجھا، ہمارے نزدیک اس کی بلاتکلف دو وجہیں ہوسکتی ہیں:

ایک یہ کہ: یہ حضرات جانتے تھے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھنے کا جو حکم فرمایا ہے، یہ عام نہیں، بلکہ یہ صرف انہی کے لئے ایک خصوصی و استثنائی حکم ہے۔

دوسرا یہ کہ: ان حضرات کو معلوم تھا کہ اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ کے دوران صلوۃ وکلام کی ممانعت فرمائی ہے، اس لئے اب اس کا جواز باقی نہیں رہا۔

(۴).....پہلی توجیہ: یعنی اس واقعہ کو خصوصیت پر محمول کیا جائے، اس کے قرائن یہ ہیں:

(الف).....خصوصیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متعدد ایسے واقعات پیش آئے کہ ان کی حاضری خطبہ کے دوران ہوئی، مگر آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ (جیسا کہ ص:۲۹۱/ پر گذرا)

(ب).....روایات اس پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کے بیٹھ جانے کے بعد انہیں دو رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا تھا، اور جو شخص مسجد میں بیٹھا ہو اس کے لئے خطبہ کے دوران نوافل پڑھنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، پس اگر یہ خصوصی واستثنائی حکم نہ ہوتا تو ان کے نزدیک بیٹھ جانے کے بعد (اور وہ بھی خطبہ کے دوران) انہیں نوافل پڑھنے کا حکم نہ دیا جاتا۔

(ج).....پھر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ابھی منبر پر تشریف فرما ہوئے تھے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آکر بیٹھ گئے، گویا ان سے گفتگو خطبہ کے دوران نہیں، بلکہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے ہوئی، چنانچہ ''صحیح مسلم'' (ص۲۷۸ ج۱) میں ہے:

(۳۰).....جاء سُلیک الغطفانی یوم الجمعة ' ورسول الله صلی الله علیه وسلم

قاعد علی المبر ' فقعد سلیک قبل ان یصلی ، الخ۔

(مسلم، باب التحیة والامام یخطب ، رقم الحدیث:۸۷۵)

ترجمہ:.....سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن اس وقت آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تھے، پس حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ گئے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''سنن کبری'' میں اس روایت پر یہ باب قائم فرمایا ہے:'' باب الصلوة قبل الخطبة''یعنی خطبہ سے پہلے نماز کا بیان۔(نصب الرایہ ص۲۰۴ج۲)

نیز یہ بھی آتا ہے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جب تک دو رکعت سے فارغ نہیں ہوئے آپ ﷺ نے خطبہ شروع نہیں فرمایا، چنانچہ''دار قطنی'' کی روایت میں ہے

(۳۱).....فقال النبی صلی الله علیه وسلم : قم فارکع رکعتین ، وامسک عن الخطبة حتی فرغ من صلوته۔

(دار قطنی ص۱۲ج۲، باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب ، رقم الحدیث:۱۶۰۲)

ترجمہ:.....آپ ﷺ نے فرمایا کہ:اٹھو!دو رکعتیں پڑھو،اور آپ ﷺ خطبہ سے رکے رہے، یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے۔

یہ روایت''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں بھی ہے،اس کے الفاظ یہ ہیں:

(۳۲).....ان النبی صلی الله علیه وسلم حیث امره ان یصلی رکعتین ، امسک عن الخطبة حتی فرغ من رکعتیه ' ثم عاد الی خطبته ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۰ج۴، فی الرجل یجیء یوم الجمعة والامام یخطب : یصلی رکعتین ، رقم الحدیث:۵۲۰۶)

ترجمہ:..... نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو دو رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا تو خطبہ سے رک گئے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی دو رکعتوں سے فارغ ہوئے،

تب آپ ﷺ نے خطبہ کی طرف رجوع فرمایا۔

نیز یہ بھی آتا ہے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ چونکہ بہت ہی خستہ حال اور قابل رحم حالت میں آئے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے صحابہ کو انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دلائی، چنانچہ حاضرین نے اپنے کپڑے اتار کر پیش کئے، اور آپ ﷺ نے ان میں سے دو کپڑے ان کو مرحمت فرمائے۔

(نسائی ص۸۰ ج۱، باب حث الامام علی الصدقة یوم الجمعة فی خطبته ، رقم الحدیث:۱۴۰۹)

غالبا اس سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے خطبہ شروع فرمایا ہوگا، جس کا تذکرہ اوپر ''دارقطنی'' اور ''ابن ابی شیبہ'' کی روایت میں آیا ہے۔

پس یہ تمام امور جو اس واقعہ میں پیش آئے، یعنی آپ ﷺ کا دو رکعت ادا کرنے تک خطبہ کو روک دینا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چندے کی ترغیب دینا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کپڑے اتار کر پیش کرنا، یہ خطبہ کے عام معمول کے خلاف ہیں، اور انہیں خصوصیت ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اگر اس کے باوجود کسی کو اصرار ہو کہ یہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت نہیں ہے، بلکہ خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا ہر شخص کے لئے عام سنت ہے، تو ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ اگر خطبہ کے دوران دو رکعتیں پڑھنا حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے تو ایسے شخص کے لئے خطیب کا خطبہ روکنا آپ ﷺ کی سنت ہے، لہذا خطیب کا فرض ہے کہ تحیۃ المسجد پڑھنے والوں کی رعایت فرماتے ہوئے خطبہ روک کر سنت نبوی پر عمل کریں، یہ تو نہیں ہونا چاہئے کہ مقتدی تو سنت سلیک پر عمل کریں اور خطیب صاحب پر سنت نبوی کی پابندی لازم نہ ہو۔

اور ہاں حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کی سنت پر بھی جب پورا عمل ہوگا کہ پہلے مسجد میں آ کر بیٹھ جایا کریں، پھر خطیب صاحب ان کو دو رکعت ادا کرنے کا حکم کریں، پھر ان کے دو رکعت ادا کرنے کے دوران خطبہ روکے رکھیں، پھر حاضرین سے ان کے لئے چندہ بھی کیا کریں، تب دوبارہ خطبہ شروع ہوا کرے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ نے دو رکعت عین خطبہ کے دوران ادا نہیں فرمائی تھی، کیونکہ آپ ﷺ نے ان کی خاطر خطبہ روک دیا، تو یہ دوران خطبہ کی حالت نہ رہی۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کی ذات گرامی پر دوسروں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، آپ ﷺ کے بلانے پر عین نماز کی حالت میں لبیک کہنا واجب ہے، پس جب آپ ﷺ نے کسی مصلحت کی بنا پر حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو دو رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا تو عین خطبہ میں بھی انہیں تعمیل ارشاد لازم تھی، اور اس وقت ان سے خطبہ سننے کی فرضیت ساقط تھی، لیکن دوسروں کے لئے جائز نہ ہوگا کہ خطبہ سننے کے فرض کو چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو جائیں۔

(د).....خصوصیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ ''صحیح ابن حبان'' کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ارکع رکعتین ولا تعد لمثل ذلک۔(نصب الرایۃ ص۲۱۲ ج۲، باب صلوۃ الجمعۃ)

ترجمہ:.....دو رکعت پڑھو اور آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔

اور ''دار قطنی'' کی ایک روایت میں ہے: ''ولا تعُد لمثل ھذا''۔

(دار قطنی ص۱۳ ج۲، باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب ، رقم الحدیث:۱۶۰۴)

ترجمہ:.....اور آئندہ ایسا نہ کرنا۔

جو حضرات خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کو جائز کہتے ہیں وہ اس ارشاد کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس میں آئندہ تاخیر سے آنے کی ممانعت فرمائی گئی تھی، کیونکہ آئندہ جمعہ کو وہ پھر دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھ گئے، تو آپ ﷺ نے ان کو پچھلے جمعہ کی طرح دو رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔

لیکن حضرات خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ آئندہ دو رکعت پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی تھی، جس کا قرینہ یہ ہے کہ یہ ممانعت دو رکعت کے ساتھ مربوط ہے، لہذا اسی کی ممانعت اقرب الی الفہم ہے۔

اور دوسری توجیہ ان اکابر کی اس روایت کو معمول بہا نہ سمجھنے کی یہ ہوسکتی ہے کہ خطبہ کے دوران نماز وکلام کی ممانعت بعد میں ہوئی ہوگی، ہمارے سامنے تو قرآن کریم اور حدیث نبوی کا ذخیرہ بیک وقت پورے کا پورا موجود ہے، اس لئے ہمیں تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کونسی آیت پہلے اتری اور کون سی بعد میں؟ کونسا ارشاد آپ ﷺ نے پہلے فرمایا تھا اور کونسا بعد میں؟ نقل وروایت کی ضرورت ہے، لیکن حضرات خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے آیات قرآن کے نزول اور آپ ﷺ کے ارشادات کی ترتیب مشاہدہ کی چیز تھی.....۔

پس جب یہ اکابر ایک روایت کے مقابلہ میں ان نصوص پر عمل فرماتے ہیں جن میں خطبہ کے دوران نماز وکلام کی ممانعت کی گئی ہے تو یہ روایت اگر خصوصیت پر محمول نہیں تو لامحالہ متروک العمل ہوگی۔

(۵):..... جو حضرات حدیث سلیک سے استدلال کرتے ہوئے خطبہ کے دوران تحیۃ

المسجد پڑھنے پر زور دیتے ہیں، انہیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ تحیۃ المسجد عام حالات میں مستحب ہے اور خطبہ کا سننا فرض ہے، کیا مستحب کی خاطر فرض کو ترک کرنا جائز ہے؟ اور پھر اگر تحیۃ المسجد نہ پڑھنے کی صورت میں ایک حدیث پر عمل کرنے سے محرومی لازم آتی ہے تو فرض کا سننا اور چپ رہنے کو چھوڑنے سے قرآن کریم' احادیث متواترہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے، کیا ایک حدیث کی خاطر قرآن کریم' احادیث متواترہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے حکم سے انحراف جائز ہے؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور اس کی بہترین توجیہ

(۳۳).....ان ابا سعید الخدری رضی الله عنه دخل یوم الجمعة و مروان یخطب فقام یصلی ' فجاء الحرس لیجلسوه فأبی حتی صلّی' فلمّا انصرف اتیناه فقلنا رحمک الله ان کادوا لیقعوا بک ، فقال : ما کنت لِاَ تُرُکَهُما بعد شیء رأیته من رسول الله صلی الله علیه وسلم ، ثم ذکر ان رجلا جاء یوم الجمعة فی هیئة بذة والنبی صلی الله علیه وسلم یخطب یوم الجمعة فامره فصلی رکعتین والنبی صلی الله علیه وسلم یخطب۔

(ترمذی، باب [ماجاء] فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب ، رقم الحدیث:۵۱۱)

ترجمہ:.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لائے جبکہ مروان خطبہ دے رہا تھا، آپ نے آکر نماز شروع فرمادی، چوکیدار آئے تاکہ آپ کو بٹھادیں، پس انہوں نے بیٹھنے سے انکار کیا (یعنی نماز پڑھتے رہے) یہاں تک کہ نماز پوری فرمائی، جب آپ (نماز کے بعد گھر) واپس ہوئے تو (راوی فرماتے ہیں کہ:) ہم ان

کے پاس آئے، اور ہم نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے قریب تھا کہ وہ (چوکیدار) آپ پر ٹوٹ پڑتے (یعنی وہ زبانی بیٹھنے کے لئے کہہ رہے تھے، مگر قریب تھا کہ ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی بٹھادیں)، آپ نے فرمایا: میں ان دو رکعتوں کو رسول اللہ ﷺ سے دیکھنے کے بعد کبھی چھوڑ نہیں سکتا، پھر قصہ ذکر کیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک شخص بوسیدہ حالت میں آئے، جبکہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، پس آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا' انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں، اور آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔

تشریح:.....اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ: اس زمانہ میں دوران خطبہ نوافل کا رواج نہیں تھا، اگر اس کا رواج ہوتا اور عام لوگ پڑھتے ہوتے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے عمل کو اس طرح انوکھا نہ سمجھا جاتا، اور نہ چوکیدار آپ کو بٹھانے کے لئے آتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا دو رکعت پڑھنے پر اصرار کرنا، تو اس کی دلیل میں انہوں نے وہی حضرت سلیک رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش کیا ہے، اور اس سے دو رکعت کے جواز کا استنباط فرمایا ہے، جب کہ خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے خلاف فتوی دیتے ہیں، اب اہل فہم انصاف فرمائیں کہ ہمیں کونسا مسلک اختیار کرنا چاہئے۔

اور اس ناکارہ کے خیال میں تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا اس موقعہ پر اصرار کسی اور ہی بات کی غمازی کرتا ہے۔ شرح اس کی یہ ہے کہ امراء جور کے زمانے میں سلف میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا کہ اگر امام خطبہ میں ذکر کو چھوڑ کر غیر متعلق قسم کی باتیں کرنے لگے تو کیا اس کا سننا بھی لازم ہے؟ بعض اکابر کی رائے تھی کہ امام چونکہ ذکر سے خارج

ہوگیا اور سننا صرف ذکر کا لازم ہے نہ کہ اس کی غیر متعلق باتوں کا، اس لئے اس وقت اس کے خطبہ کی حرمت باقی نہیں رہتی، چنانچہ ''مصنف عبدالرزاق'' میں ہے کہ:

(۳۴).....عن المجالد بن سعید قال : رأیت عامرا الشعبی وابا بردة یتکلمان والحجاج یخطب ، حین قال : لعن الله [الکذابین] ولعن الله ، فقلت : أتتکلمان والامام یخطب ؟ قالا : انا لن نؤمر ان ننصت لهذا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۲۶ ج۳، باب ما یقطع الجمعة ، رقم الحدیث:۵۴۳۲)

ترجمہ:.....حضرت مجالد بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ: حجاج بن یوسف خطبہ دے رہا تھا، اور کہہ رہا تھا کہ: اللہ کی لعنت ہو چھوٹوں پر اور اللہ لعنت کرے (کسی کا نام لیا ہوگا)، اور امام شعبی رحمہ اللہ اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ باتیں کر رہے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ: آپ خطبہ کے دوران باتیں کر رہے تھے؟ تو فرمایا: ہمیں ایسی باتوں کے لئے خاموشی کا حکم نہیں دیا گیا۔

اور ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں اسی نوعیت کا واقعہ حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہما اللہ کا نقل کیا گیا ہے۔

(۳۵).....عن اسماعیل بن ابراهیم ' عن ابیه قال : رأیت ابراهیم و سعید بن جبیر یتکلمان والحجاج یخطب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۶ ج۴، من رخص فی الکلام والامام یخطب ، رقم الحدیث:۵۳۵۴)

پس کیا بعید ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بھی ایسی صورت پیش آئی ہو اور انہوں نے اس وقت نماز شروع کر دی ہو، اس صورت میں ان کا حدیث سلیک کا حوالہ دینا بھی برمحل ہے کہ جیسے ان کے دو رکعت ادا کرتے وقت خطبہ منقطع ہوگیا تھا، اسی طرح میں نے بھی انقطاع خطبہ کی حالت میں دو رکعتیں ادا کیں، واللہ اعلم بالصواب۔

جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں

اس مختصر رسالہ میں نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعتیں سنت ہیں؟ اس کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر جمعہ کے بعد چھ رکعتیں کس طرح ادا کی جائیں، پہلے دو پھر چار یا پہلے چار پھر دو؟ اسی طرح جمعہ کی سنتوں کے متعلق چند مسائل بھی شامل کئے گئے ہیں۔ موضوع کے متعلق یہ ایک مفید رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد !

جمعہ سے پہلے کی سنتیں احناف کے یہاں مؤکدہ ہیں،اس لئے ان کی ادائیگی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور کرنا چاہئے،اگر چہ اب ایک طبقہ ان کی سنیت کا انکار کرتا ہے۔حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک کے مطابق جمعہ کے بعد دو یا چار سنتیں پڑھنا اپنا معمول بنالو۔(صلوۃ الرسول ص۳۹۶)

نواب وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں کہ:

ومن كان مصليا بعد الجمعة فليصل اربعا فى المسجد ' أو ركعتين أو ست ركعات فى بيته ، وليس لها قبلها سنة راتبة۔(نزل الابرار ص۱۵۴ج۱)

جوشخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چاہئے کہ وہ مسجد میں تو چار پڑھے،گھر میں پڑھے تو چاہے دو پڑھ لے' چاہے چھ،اور جمعہ سے پہلے سنت مؤکدہ کوئی نہیں ہیں۔

مگر آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل احادیث میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ حضرات جمعہ سے قبل چار رکعات پڑھتے تھے،حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین بیان فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ جمعہ سے قبل چار رکعت ادا فرماتے تھے،اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد بھی فرمایا کہ: چار رکعات پڑھی جائیں۔اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا معمول بھی چار رکعات پڑھنے کا تھا۔

مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا حرم میں سنت جمعہ کے لئے وقفہ کرانا

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ: جمعہ سے پہلے چار رکعتیں بھی سنت مؤکدہ ہیں، عرب ممالک میں ان رکعتوں کی زیادہ اہمیت نہیں۔ راقم الحروف کو مسجد اقصی میں جمعہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی تو وہاں بھی دیکھا کہ اذان جمعہ کے بعد اتنا وقت نہیں ملا کہ چار رکعتیں ادا کی جاسکیں۔ اور حرمین شریفین میں بھی جمعہ کی پہلی اذان کے بعد بڑی مشکل سے چار رکعت کا وقت دیا جاتا ہے، اہل اثر علماء کو ان حکومتوں یا ائمہ کرام تک اس بات کو پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جیسے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ کے قاضی سے کہہ کر اتنا فاصلہ کروادیا کہ چار رکعت اطمینان سے پڑھی جاسکیں۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ قاضی بن بلید آپ کو ہاتھ پکڑ کر اپنی قیام گاہ پر لے گئے، مختلف باتیں ہوتی رہیں، جب انبساط تام ہوگیا تو حضرت نے فرمایا: قاضی صاحب! مسجد مبارک میں جمعہ کی پہلی اذان کے بعد متصل ہی دوسری اذان خطبہ کی شروع ہوکر خطبہ شروع ہوجاتا ہے، جمعہ کی سنتوں کے پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملتا، مالکی اور حنبلی حضرات ان سنتوں کو ضروری نہیں سمجھتے، مگر ہم احناف کے نزدیک تو مؤکدہ ہیں، قاضی صاحب نے یہ سن کر حضرت سے پوچھا کہ: کس قدر فصل کافی ہے؟ حضرت نے فرمایا: دس منٹ، قاضی صاحب نے نائب الحرم کو جو وہاں اتفاق سے موجود تھے حکم دیا کہ پہلی اور دوسری اذان میں: ۱۰ر منٹ کا فاصلہ کیا جائے، اتفاق سے اگلے ہی روز جمعہ تھا اور نائب الحرم اس حکم کو باقاعدہ جاری نہ کرسکے، مگر جب پہلی اذان ہوچکی تو خطیب کو منبر پر جانے سے ذرا ٹھیرائے رکھا اور حضرت کو

دیکھتے رہے، جب حضرت نے چار سنتیں حسب عادت پورے اطمینان سے ادا کرلیں تب خطیب کو خطبہ کے لئے روانہ کیا اور دوسرے جمعہ سے باقاعدہ اس حکم کا اجراء ہوگیا کہ سنتیں پڑھنے والے بڑے سکون سے قبل الخطبہ سنتیں پڑھنے لگے۔(تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۰)

مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا حرم کی نماز چھوڑ کر اپنی جماعت کرنا

اب حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ جیسے حق گو بزرگ کہاں تلاش کئے جاویں، ایک قصہ اور پڑھ لیجئے!

مدینہ منورہ میں شافعی امام نے فجر کی نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھ کر رکوع کرلیا کہ یہ بھی سجدہ کے قائم مقام ہے، سلام کے بعد حضرت رحمہ اللہ نے امام صاحب سے فرمایا کہ: ہم حنفیوں کے یہاں سجدہ واجب ہے اور رکوع سے جب تک کہ اس کی نیت نہ کی جائے ادا نہیں ہوتا، اور کتنے لوگوں کو معلوم بھی نہیں کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، امام نے روکھا جواب دیا کہ ہم پر کسی کے مذہب کی رعایت واجب نہیں؛ ہم اپنے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔ حضرت نے فرمایا: ایسا ہے تو آپ کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی، اور حضرت نے اعلان فرمادیا کہ جس شخص نے رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کی ہو وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے، چنانچہ بہت لوگوں نے نماز دوبارہ پڑھی، اس کے بعد حضرت نے مدرسہ میں اپنی علیحدہ جماعت کا اہتمام کرلیا، اس وقت کے ارباب حکومت نے امام سے بازپرس کی اور حضرت سے معذرت کی، اور اطمینان دلایا کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا، چنانچہ آپ حرم شریف میں جانے لگے۔(تذکرۃ الخلیل ص ۲۹۹)

اس مختصر رسالہ میں چند احادیث اور حضرات صحابہ کرام کے آثار نقل کئے گئے ہیں۔

اسی طرح جمعہ کے بعد کتنی رکعتیں سنت ہیں؟ اس بارے میں روایات بہت مختلف

ہیں،علماء نے تمام روایات کوجمع کر کے فرمایا کہ: چھ رکعتیں سنت ہیں۔

پھران چھ رکعتوں کوکس طرح ادا کیا جائے، پہلے دو پڑھی جائیں یا چار؟اس پر بھی اس رسالہ میں کلام کیا گیا ہے۔

آخر میں جمعہ کی سنتوں کے متعلق چند مسائل بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

.....

جمعہ کے بعد آٹھ رکعتوں کا ثبوت ہے؟

ضروری نوٹ:.....ہمارے یہاں عامۃً لوگ جمعہ کے بعد آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں، چار، دو پھر دو۔اس طرح جمعہ کی کل رکعتیں چودہ بنتی ہیں،راقم کو باوجود تتبع کے چودہ کی روایت نہ مل سکی،ممکن ہے کسی کی نظر سے گذری ہو،ناظرین کی نظر سے گذرے تو مجھے بھی ضرور مطلع فرمائیں،احسان ہوگا۔

مرغوب احمد لاجپوری

جمعہ سے قبل چار رکعتیں پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے، چند روایات یہ ہیں:

آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے

(۱).....عن علی رضی الله عنه قال: کان رسول الله صلّی الله علیه وسلم یصلّی قبل الجمعة اربعا وبعدها اربعا ' یجعل التّسلیم فی آخرهنّ۔

ترجمہ:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے، اور سلام آخری (چوتھی) رکعت میں پھیرتے تھے۔

(المعجم الاوسط، ص۴۴۰ ج۱، رقم الحدیث:۱۶۱۷۔اعلاء السنن ، رقم الحدیث:۱۷۶۲۔نصب الرایہ ص۲۰۶ ج۲)

آپ ﷺ جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار چار رکعتیں پڑھتے تھے

(۲).....عن عبد الله رضی الله عنه : عن النّبی صلی الله علیه وسلم انه کان یصلّی قبل الجمعة اربعا و بعدها اربعا۔

(المعجم الاوسط ص۵۶۸ ج۴، رقم الحدیث:۳۹۷۱۔جدید ص۱۹ ج۳، رقم الحدیث:۳۹۵۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بیشک آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے تھے

(۳).....عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : کان النّبی صلی الله علیه وسلم یرکع قبل الجمعة اربعا لا یفصل فی شیء منهنّ۔

ترجمہ:.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ جمعہ سے پہلے چار

رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے، اور ان رکعتوں میں فصل نہیں کرتے تھے۔

(ابن ماجہ ص۷۸، باب ما جاء فی الصلوۃ قبل الجمعۃ ، رقم الحدیث:۱۱۲۹۔المعجم الکبیر ص ۱۰۱ ج ۱۲، رقم الحدیث:۱۲۶۷۴۔مجمع الزوائد ص۱۹۵ ج ۲)

آپ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ سے پہلے نماز پڑھے وہ چار رکعتیں پڑھے

(۴).....عن ابی هريرة رضی الله عنه مرفوعا : من كان مصلّيا فليصلّ قبلها اربعا وبعدها اربعا۔(كنز العمال ، رقم الحديث:۲۱۲۲۱)

ترجمہ:.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن جو نماز پڑھے وہ چار رکعتیں جمعہ سے پہلے اور چار رکعتیں جمعہ کے بعد پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے

(۵).....عن قتادة رحمه الله ان ابن مسعود رضی الله عنه : كان يصلّی قبل الجمعة اربع ركعات و بعدها اربع ركعات ، الخ۔

ترجمہ:.....حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے بھی اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۷ ج ۳، باب الصلاۃ قبل الجمعۃ و بعدها ، رقم الحدیث:۵۵۲۴۔ ترمذی ص۱۱۷ ج ۱، باب ما جاء فی الصلاۃ قبل الجمعۃ و بعدها ، رقم الحدیث:۵۳۲)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتوں کا حکم فرماتے تھے

(۶).....عن ابی عبد الرحمن السلمی رحمه الله قال : كان عبد الله رضی الله عنه: يأمرنا ان نصلّی قبل الجمعة اربعا و بعدها اربعا ' حتی جاء نا علی رضی الله عنه '

فامرنا ان نصلّی بعدها رکعتین ثم اربعا۔

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم: جمعہ سے پہلے بھی چار رکعتیں پڑھیں اور جمعہ کے بعد بھی، حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ: ہم جمعہ کے بعد پہلے دو رکعتیں پڑھیں پھر چار رکعتیں پڑھیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۷ ج۳، باب الصلاة قبل الجمعة و بعدها ، رقم الحديث:۵۵۲۵)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے تھے

(۷).....عن ابراهيم رحمه الله قال : ان عبد الله بن مسعود رضى الله عنه : كان يصلّى قبل الجمعة اربعا و بعدها اربعا ' لا يفصل بينهن بتسليم۔

(طحاوی شریف ص۴۳۶ ج۱، باب التطوع بالليل والنهار كيف هو؟، رقم الحديث:۱۹۲۵)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے بھی اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے، اور ان رکعتوں کے درمیان سلام سے فصل نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے

(۸).....عن ابى عبيدة رحمه الله ان عبد الله رضى الله عنه قال : كان يصلى قبل الجمعة اربعا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۴ ج۴، الصلوة قبل الجمعة ، رقم الحديث:۵۴۰۲)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے

(۹).....عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما : انه كان يصلّى قبل الجمعة اربعا ' لا يفصل بينهنّ بسلام ' ثم بعد الجمعة ركعتين ' ثم اربعا۔

(طحاوی ص۲۳۱ ج۱، باب التطوع بالليل والنهار كيف هو ؟ رقم الحديث:۱۹۱۹)

ترجمہ:.....حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان کے درمیان (دو رکعتوں پر) سلام سے فصل نہیں کرتے تھے، پھر جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر چار رکعتیں۔

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے پہلے چار رکعات پڑھتی تھیں

(۱۰).....عن صفية بنت حُيَى رضى الله عنها : انّها صلّتْ اربع ركعات قبل خروج الامام للجمعة ' ثمّ صلّت مع الامام ركعتين۔

(رواه ابن سعد فى الطبقات فى اواخر الكتاب ، كذا فى نصب الراية ص۲۰۷ ج۲۔المقالات الاعظمية ، العربى ص۳۱)

ترجمہ:.....حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: وہ امام کے جمعہ کے لئے نکلنے سے پہلے چار رکعات پڑھتی تھیں، پھر امام کے ساتھ دو رکعت (جمعہ کی) پڑھتی تھیں۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے

(۱۱).....عن ابراهيم قال : كانوا يصلون قبلها اربعا۔

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۵ ج۴، الصلوة قبل الجمعة ، رقم الحديث:۵۴۰۵)

جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں، پہلے دو ادا کی جائیں پھر چار

جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں، اور اعلی بات یہ ہے کہ ان کو اس طرح ادا کیا جائے کہ پہلے دو رکعتیں پڑھیں پھر چار، عامۃً پہلے چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں پھر دو، اور اس کے خلاف کرنے والوں پر نکیر بھی کی جاتی ہے، اس لئے اس مختصر رسالہ کے آخر میں بطور تتمہ اس مسئلہ کی قدرے تفصیل بیان کرنا مناسب سمجھا گیا۔

پہلے حدیث نمبر:۲/۱ر میں گذر چکا ہے کہ آپ ﷺ جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور حدیث نمبر:۴ر میں یہ بھی گذرا کہ جو جمعہ کی سنتیں پڑھنا چاہیں وہ جمعہ سے پہلے اور بعد میں چار رکعتیں پڑھیں۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں گذرا کہ وہ حضرات جمعہ سے قبل اور بعد میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں

بعض روایات میں جمعہ کے بعد چھ رکعتوں کا ذکر بھی آیا ہے:

(۱۲).....روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی الجمعة صلی بعدھا رکعتین ثم اربعا۔ (المعتصر ص۵۶ ج۱، فی التنفل بعد الجمعة۔ معارف السنن ص۴۱۴ ج۴۔ شمائل کبری ص۴۴۸ ج۸)

ترجمہ:.....آپ ﷺ جب جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے، پھر چار پڑھتے،

(۱۳).....عن ابی عبد الرحمن السَّلَمی رحمه الله قال : کان عبد الله رضی الله عنه یأمرنا ان نصلّی قبل الجمعة اربعا و بعدھا اربعا ' حتی جاء نا علِی رضی الله عنه فأمرنا ان نصلّی بعدھا رکعتین ثم اربعا۔

ترجمہ:.....حضرت عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم: جمعہ سے پہلے بھی چار رکعتیں پڑھیں اور جمعہ کے بعد بھی، حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ: ہم جمعہ کے بعد پہلے دو رکعتیں پڑھیں پھر چار رکعتیں پڑھیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۷ ج۳، باب الصلاة قبل الجمعة و بعدها ، رقم الحديث:۵۵۲۵)

(۱۴).....عن ابی عبد الرحمن رحمه الله قال : قدم علينا ابن مسعود رضی الله عنه فكان يأمرنا أن نصلّی بعد الجمعة اربعا ' فلمّا قدم علينا علی رضی الله عنه ' أمرنا ان نصلّی ستّا ، فأخذنا بقول علی ' وتركنا قول عبد الله ، قال : كان يصلّی ركعتين ' ثمّ اربعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۰ ج۲، من كان يصلی بعد الجمعة ركعتين ، رقم الحديث:۵۴۱۰۔ معجم طبرانی ص۳۱۰ ج۹، رقم الحديث:۹۵۵۰)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم: جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کریں، پھر جب ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (جمعہ کے بعد) چھ رکعتیں پڑھیں۔(اس کے بعد) ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو لیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد پہلے) دو رکعت پڑھتے تھے، پھر چار رکعت پڑھتے تھے۔

(۱۵).....عن ابی عبد الرحمن رحمه الله عن علی رضی الله عنه انه قال : من كان

مصليا بعد الجمعة فليصل ستا۔

(طحاوی ص۲۳۳ ج۱، باب التطوع بعد الجمعة كيف هو ؟ رقم ا لحديث:۱۹۳۳)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چاہئے کہ وہ چھ رکعتیں پڑھے۔

(۱۶).....قال الامام الترمذی رحمه الله : وروی عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه : انّه كان يصلّى قبل الجمعة اربعا و بعدها اربعا ، وروی عن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه : انه امر ان يصلّى بعد الجمعة ركعتين ثم اربعا ، الخ۔

(ترمذی ص۱۱۷ ج۱، باب فی الصلوة قبل الجمعة و بعدها ، رقم الحديث:۵۲۳/۵۲۳)

ترجمہ:.....امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے بھی اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد پہلے دو پھر چار رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا۔

(۱۷).....عن عطاء رحمه الله قال : كان ابن عمر رضی الله عنهما ' اذا صلّى الجمعة ' صلّى ستّ ركعات ' ركعتين ' ثمّ اربعا۔

(ترمذی ص۱۱۷ ج۱، باب فی الصلوة قبل الجمعة و بعدها ، رقم الحديث:۵۲۳۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۷ ج۴، من كان يصلى بعد الجمعة ركعتين ، رقم الحديث:۵۴۱۲)

ترجمہ:.....حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب جمعہ پڑھتے تو جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے، پہلے دو رکعتیں پھر چار رکعتیں۔

(۱۸).....عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما : انه كان يصلّى قبل الجمعة اربعا لا يفصل بينهنّ بسلام ' ثم بعد الجمعة ركعتين ' ثم اربعا۔

ترجمہ:.....(حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:) آپ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان کے درمیان (دو رکعت پر) سلام سے فصل نہیں کرتے تھے، پھر جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر چار رکعتیں۔

(طحاوی ص۲۳۱ ج۱، باب التطوع بالليل والنهار كيف هو ؟ رقم الحديث:۱۹۱۹)

(۱۹).....عن ابی بکر بن ابی موسیٰ عن ابیه : كان يصلّى بعد الجمعة ستّ ركعات۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۲ ج۲، من كان يصلّى بعد الجمعة ركعتين ، رقم :۵۴۱۳)

ترجمہ:.....حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۲۰).....عن محمد بن المنتشر ' عن مسروق قال : كان يصلّى بعد الجمعة ستّا ' ركعتين واربعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۲ ج۲، من كان يصلى بعد الجمعة ركعتين ، رقم الحديث:۵۴۱۴)

ترجمہ:.....حضرت محمد بن منتشر رحمہ اللہ' حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، پہلے دو پھر چار۔

(۲۱).....عن ابراهيم قال : صلّ بعد الجمعة ركعتين ' ثم صلّ بعدهما ما شئت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۲ ج۲، من كان يصلى بعد الجمعة ركعتين ، رقم الحديث:۵۴۱۵)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے بعد (پہلے) دو رکعتیں پڑھو، پھر دو رکعت کے بعد جتنی چاہے پڑھتے رہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے بعد اولا

دو رکعتیں پھر چار رکعتیں پڑھنا نقل کیا ہے، اور یہی قول سفیان ثوری اور امیر المؤمنین عبد اللہ بن مبارک رحمہما اللہ کا ہے۔

(ترمذی ص۱۱۸ ج۱، باب فی الصّلوة قبل الجمعة و بعدها، رقم الحديث:۵۲۳)

ان روایات سے یہ بات تو ثابت ہے کہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ پہلے دو پڑھی جائیں یا چار؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ: پہلے چار پڑھی جائیں پھر دو، اس لئے کہ پہلے دو کو پڑھنے سے جمعہ کی مشابہت نہ ہو جائے کہ جمعہ کی بھی دو رکعتیں ہیں اور سنت بھی دو۔ لیکن خود آپ ﷺ اور اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل یہی منقول ہے کہ پہلے چار رکعتیں پڑھی جائیں پھر دو۔

دیکھئے! حدیث نمبر:۶/۹/۱۲/۱۳/۱۴/۱۶/۱۷/۱۸/۲۰/۲۱۔

نوٹ:.....راقم الحروف نے اپنے رسالہ ''نماز جمعہ وخطبہ کے مسائل'' میں جمعہ کی سنت کے متعلق چند مسائل لکھے ہیں، مناسب ہے کہ یہاں بھی ان کو نقل کر دوں:

جمعہ کی کتنی رکعتیں سنت ہیں اور کس طرح پڑھی جائیں؟

مسئلہ:.....طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد سنت مؤکدہ چار رکعتیں ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک چھ ہیں۔

مسئلہ:..... جمعہ کے بعد چار سنتوں کا مؤکدہ ہونا تو متفق علیہ ہے، اس کے بعد دو سنتوں کے مؤکدہ ہونے میں ائمۂ احناف کا اختلاف ہے، پس احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جائیں۔ (امداد المفتین ص۳۳۷ ج۲)

مسئلہ:.....ظاہر روایت میں جمعہ کے بعد چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ سنت مؤکدہ ہیں، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چھ رکعتیں ہیں، لہذا جمعہ کے بعد چار رکعتیں ایک

سلام سے سنت مؤکدہ سمجھ کر پڑھے اور اس کے بعد دو رکعتیں سنت غیر مؤکدہ سمجھ کر پڑھی جائیں۔ جو چار رکعت پر اکتفا کرتا ہے وہ قابل ملامت نہیں ہے۔ (فتاوی رحمیہ ص۳۱۲ ج ۷)

مسئلہ:.....نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور نہ پڑھنے والا سنت کا تارک ہے۔ (نظام الفتاوی ص۲۰۹ ج ۶ جز:۱)

مسئلہ:..... پہلے چار پڑھے پھر دو۔ (کبیری ص۳۷۳۔ عمدۃ الفقہ ص۲۹۷ ج ۲)

مسئلہ:.....(جمعہ کے بعد کی) چھ رکعات میں بھی ہمارے یہاں ترتیب یہ ہے کہ پہلے چار اور پھر دو، لیکن راجح یہ ہے کہ پہلے دو پڑھے اور پھر چار، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے عمل سے یہی ثابت ہے۔

(انعام الباری ص۱۲۱ ج ۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے عمل کی روایتیں ''ترمذی شریف'' وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔

(ترمذی شریف، باب الصلاة قبل الجمعة و بعدها ، كتاب الصلاة)

پھر ان چھ رکعتوں کی ترتیب میں مشائخ کا اختلاف رہا ہے، بعض مشائخ حنفیہ پہلے چار رکعات اور پھر دو رکعات پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض اس کے برعکس صورت کو افضل قرار دیتے ہیں، یعنی پہلے دو رکعتیں پھر چار رکعتیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آخری قول کو ترجیح دی ہے، کیونکہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آثار سے مؤید ہے۔

(درس ترمذی ص۳۰۱ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مگر میں نے آج

(۵/ج، ۱۴۰۶ھ) اس کے خلاف کیا ہے کہ پہلے دو پڑھ لیں بعد میں چار رکعت پڑھیں، کیونکہ اجازت اس کی بھی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۴۳۹ ج ۳۰)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

پھر قاضی ابو یوسف اور (امام) طحاوی رحمہما اللہ کے نزدیک پہلے چار اور بعد کو دو رکعتیں پڑھی جائیں، اور حضرت علی اور ابن عمر (رضی اللہ عنہم) کے معمول سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دو رکعتیں ادا کی جائیں' پھر چار، چنانچہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی تائید کی وجہ سے حضرت علامہ کشمیری رحمہ اللہ کا رجحان اسی طرف ہے۔ (قاموس الفقہ ص۱۳۲ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

اور چھ رکعت کا ثبوت حضرت ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے، اس میں دو کا تذکرہ پہلے ہے، لہذا دو پہلے پڑھنے کی بھی اجازت ہے، بلکہ کبھی کبھی اس پر بھی عمل کرنا چاہئے۔ نیز ''لا یصلّی صلاۃ مثلھا'' کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کوئی فرض نماز مکرر نہ پڑھی جائے، نیز جمعہ خطبہ کی وجہ سے چار رکعت کے حکم میں ہے۔

(فتاوی دار العلوم زکریا ص۵۶۵ ج ۲)

سنت جمعہ کے چند مسائل

مسئلہ:..... بلا عذر صرف دو رکعتوں کا پڑھنے والا تارک سنت ہے۔ (خیر الفتاوی ص۸۳ ج ۳)

مسئلہ:..... جمعہ کے بعد کی چار رکعات کے قعدۂ اولی میں درود شریف پڑھ لینے سے سجدۂ سہو کا واجب ہونا مسلم نہیں، علامہ شامی رحمہ اللہ وغیرہ محققین کا اس میں اختلاف ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۱۹۰ ج ۱)

مسئلہ:..... جمعہ کی چار رکعت سنت کے قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد درود پڑھنے سے سجدۂ سہو

واجب ہوگا۔(خیر الفتاوی ص۱۰۳ج۳)

مسئلہ:..... جمعہ سے پہلے کی سنت رہ جائے تو نماز کے بعد ادا کی نیت سے چار پڑھی جائیں، (قضا کی نیت نہ کرے) کیونکہ ظہر کا وقت باقی ہے، صرف ترتیب بدلی ہے۔

(خیر الفتاوی ص۱۱۳ج۳)

مسئلہ:..... جمعہ کی اذان ثانی کے بعد گھر میں بھی جمعہ کی سنتیں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یہ سنتیں بطریق غیر مشروع ادا کی گئی ہیں، اس لئے قاعدہ کا مقتضی یہ ہے کہ فرض جمعہ کے بعد کی چار رکعات پڑھنے کے بعد قبلیہ سنتیں دوبارہ پڑھے۔(احسن الفتاوی ص۱۲۱ج۴)

مسئلہ:.....خطیب کا خطبہ سے پہلے محراب میں سنت پڑھنا مکروہ ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۳۰۸ج۲)

عیدکی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: عیدکی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عید کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں

''ابوداؤد شریف'' کی روایت

(۱).....عن مکحول قال : اخبرنی ابو عائشة– جلیس لابی هریرة رضی الله عنه– اَنّ سعید بن العاص سأل ابا موسی الاشعری و حذیفة بن الیمان : کیف کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکبّر فی الاضحی والفطر ؟ فقال : ابو موسی رضی الله عنه : کان یکبّر اربعا تکبیرَه علی الجنائز ، فقال : حذیفة رضی الله عنه صدق ، فقال ابو موسی : کذلک کنتُ اُکبّر فی البصرة حیث کنتُ علیهم ، قال ابو عائشة رحمه الله : وانا حاضرٌ سعیدَ بنَ العاص۔

(ابوداؤدص۱۶۳ج۱، باب التکبیر فی العیدین ، رقم الحدیث:۱۱۵۳۔طحاوی ص۳۷۱ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث:۷۱۳۰)

ترجمہ:.....حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمنشین ابو عائشہ رحمہ اللہ نے بتلایا کہ: حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ: رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز میں کس طرح تکبیریں کہتے تھے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (بشمول تکبیر رکوع کے) چار تکبیریں کہتے تھے جس طرح آپ جنازہ میں کہتے تھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک کہتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں بصرہ کا حاکم تھا تو اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا، حضرت ابو عائشہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے سوال کے وقت میں خود وہاں پر موجود تھا۔

''طحاوی شریف'' کی روایتیں

(۲).....أن القاسم ' ابا عبد الرحمن حدثه قال : حدثنی بعض أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : صلّی بنا النبی صلی الله علیه وسلم یوم عید ' فکبّر اربعا و اربعا ' ثم أقبل علینا بوجهه حین انصرف ' قال : لا تَنسَوُا ' کتکبیر الجنائز ، وأشار بأصابعه ' و قبض ابهامه۔

(طحاوی ص۳۷۱ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۲۹)

ترجمہ:.....حضرت ابوعبدالرحمٰن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے بتلایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو (بشمول تکبیر رکوع کے) چار چار تکبیریں کہیں، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: مت بھولنا' عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح چار ہیں، آپ ﷺ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کرلیا۔

(۳).....عن مکحول قال : حدثنی رسول حذیفة و أبی موسی رضی الله عنهما : أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یکبّر فی العیدین اربعا و اربعا ' سوی تکبیرة الافتتاح۔

(طحاوی ص۳۷۴ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۳۱)

ترجمہ:.....حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے قاصد نے مجھے بتلایا کہ: رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں میں (بشمول تکبیر

رکوع کے) چار چار تکبیریں کہتے تھے، سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

(۴).....عن عامر : أن عمر وعبد الله رضی الله عنهما ' اجتمع رأیهما فی تکبیر العیدین ' علی تسع تکبیرات ' خمس فی الاولی ' و أربع فی الآخرة ، و یوالی بین القراء تین۔

(طحاوی ص۴۷۱ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۳۴)

ترجمہ:.....حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا اس پر اتفاق رائے ہوا کہ: عیدین کی تکبیریں نو ہیں، پانچ پہلی رکعت میں (بشمول تکبیر تحریمہ وتکبیر رکوع کے) اور چار دوسری میں (بشمول تکبیر رکوع کے) اور دونوں رکعتوں میں قرأت کو ملاتے تھے۔

(۵).....عن محمد عن انس بن مالک رضی الله عنه انه قال : تسع تکبیرات ' خمس فی الاولی ' و اربع فی الاخیرة مع تکبیرة الصلوة۔

(طحاوی ص۴۷۱ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۴۴)

ترجمہ:.....حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت انس مالک بن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: عید کی نماز میں نو تکبیریں ہیں، پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں نماز کی تکبیر سمیت۔

(۶).....حدثنا الاشعث عن الحسن رحمه الله قال : تسع تکبیرات ' خمس فی الاولی و اربع فی الآخرة ' مع تکبیرة الصلوة۔

ترجمہ:.....حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: عید کی نماز میں نو تکبیریں ہیں، پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں نماز کی تکبیر سمیت۔

(طحاوی ص۱۷۸ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۵۲)

(۷).....عن ابن جریج ' قال : ثنا یوسف بن ماهک ' اخبرنی أن ابن الزبیر رضی الله عنه لم یکن یکبّر الا اربعا ' سوی تکبیرتین للرکعتین۔

(طحاوی ص۱۷۶ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۴۳)

ترجمہ:.....حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمیں حدیث بیان کی یوسف ماہک نے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما چار تکبیریں کہتے تھے، جو دونوں رکوعوں کی تکبیرات سے الگ ہوتیں۔

(۸).....عن حماد عن ابراهیم فی حدیث طویل : فاجمعوا امرهم علی ان یجعلوا التکبیر علی الجنائز مثل التکبیر فی الاضحی والفطر اربع تکبیرات فاجمع امرهم علی ذلک۔

(طحاوی ص۲۵ ج۲، باب التکبیر علی الجنازة کم هو ؟ تحت رقم الحدیث:۲۷۷۴)

ترجمہ:.....حضرت حماد رحمہ اللہ' حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے- ایک طویل حدیث کے ذیل میں- روایت کرتے ہیں کہ: پس اس پر سب کا اتفاق ہوگیا کہ جنازہ کی تکبیریں اتنی ہوں جتنی عیدین کی نماز میں ہیں' یعنی چار تکبیریں۔

''مصنف عبدالرزاق'' اور ''معجم طبرانی'' کی روایتیں

(۹).....عن علقمة والاسود بن يزيد قال : كان ابن مسعود رضى الله عنه جالسا و عنده حذيفة و ابو موسى اشعرى رضى الله عنهما فسألهما سعيدُ بن العاص عن التكبير فى الصلوة يوم الفطر والاضحى ، فجعل هذا يقول : سَلْ هذا ، و هذا يقول : سل هذا فقال له حذيفة : سل هذا– لعبد الله بن مسعود رضى الله عنه – فسأله ، فقال ابن مسعود رضى الله عنه : يكبّر اربعا ' ثم يقرأ ' ثم يكبّر ' فيركع ' ثم يقوم فى الثانية فيقرأ ثم يكبر اربعا ' بعد القراءة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۹۳ ج۳، باب التكبير فى الصلوة يوم العيد ، رقم الحديث:۵۶۸۷۔
معجم طبرانی ص۳۰۳ ج۹، رقم الحديث:۹۵۱۶)

ترجمہ:.....حضرت علقمہ اور حضرت اسود بن یزید رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، اور آپ کے پاس حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہما بھی تھے، حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بزرگوں سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں تکبیر کے متعلق سوال کیا، یہ (آپس میں) کہنے لگے کہ: ان سے پوچھو، اور وہ کہنے لگے کہ: ان سے پوچھو، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو، چنانچہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: چار تکبیریں کہے، (بشمول تکبیر تحریمہ کے) پھر قرائت کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور قرائت کرے، پھر چار تکبیریں کہے (بشمول تکبیر تحریمہ کے) قرأت کے بعد۔

(۱۰).....عن ابن مسعود فی الاولی خمس تکبیرات بتکبیرة الرکعة ' و بتکبیرة الاستفتاح ' وفی الرکعة [الاخری] أربعة بتکبیرة الرکعة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۹۳ ج۳، باب التکبیر فی الصلوة یوم العید ، رقم الحدیث:۵۶۸۵)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (عید کی نماز کی) پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں، رکوع کی تکبیر اور تکبیر تحریمہ کو ملا کر، اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں ہیں رکوع والی تکبیر ملا کر۔

(۱۱).....عن علقمة والاسود بن یزید رحمهما الله : ان ابن مسعود کان یکبّر فی العیدین تسعا تسعا ' اربعا قبل القراء ة ' ثم کبّر ' فرکع ' وفی الثانیة یقرأ فاذا فرغ کبّر اربعا ثم رکع۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۹۳ ج۳، باب التکبیر فی الصلوة یوم العید ، رقم الحدیث:۵۶۸۶۔

معجم طبرانی کبیر ص۳۰۴ ج۹، رقم الحدیث:۹۵۱۷)

ترجمہ:.....حضرت علقمہ اور حضرت اسود بن یزید رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عیدین میں نو نو تکبیریں کہتے تھے، چار تکبیریں (بشمول تکبیر تحریمہ کے) قرأت سے پہلے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے ، اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت کرتے، پھر قرأت سے فارغ ہو کر چار تکبیریں (بشمول تکبیر رکوع کے) کہتے اور رکوع کرتے۔

(۱۲).....عن کردوس رحمه الله قال : کان عبد الله بن مسعود یکبر فی الاضحی والفطر تسعا تسعا ، یبدأ فیکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر واحدة فیرکع بها ثم یقوم فی الرکعة الآخرة فیبدأ فیقرأ ثم یکبر اربعا یرکع باحداهن۔

ترجمہ:.....حضرت کردوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں نو نو تکبیریں کہتے تھے، آپ نماز شروع فرماتے تو (بشمول تکبیر تحریمہ کے) چار تکبیریں کہتے، پھر قرأت کرتے، پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو قرأت سے ابتدا کرتے، پھر چار تکبیریں کہتے اور ان چار میں سے ایک کے ساتھ رکوع کرتے۔

(معجم طبرانی کبیر ص۳۰۴ ج۹، رقم الحدیث:۹۵۱۸)

(۱۳).....**عن عبد الله قال : التكبير فى العيد اربعا كالصلوة على الميت۔**

(معجم طبرانی کبیر ص۳۰۵ ج۹، رقم الحدیث:۹۵۲۲)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عید میں چار تکبیریں ہوتی ہیں جیسا کہ نماز جنازہ میں۔

(۱۴).....**عن عبد الله بن الحارث قال : شهدت ابن عباس رضى الله عنهما كبّر فى صلوة العيد بالبصرة تسع تكبيرات ' والى بين القراء تين قال : و شهدت المغيرة بن شعبة فعل ذلك ايضا ، الخ۔**

(مصنف عبدالرزاق ص۲۹۴ ج۳، باب التكبير فى الصلوة يوم العيد ، رقم الحديث:۵۶۸۹)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو تکبیریں کہیں، اور دونوں (رکعتوں میں) دونوں قرائتوں کو ملایا، حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔

(۱۵).....عن عبد الله بن الحارث انه صلّی خلف ابن عباس رضی الله عنهما فی العید ' فکبر اربعا ' ثم قرأ ' ثم کبّر فرفع ' ثم قام فی الثانیة فقرأ ' ثم کبّر ثلا ثا ' ثم کبر فرفع۔

(طحاوی ص۱۷۵ ج۴، باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیها ، کتاب الزیادات ، رقم الحدیث: ۷۱۳۵)

ترجمہ:.....حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی تو انہوں نے (پہلی رکعت میں) چار تکبیریں کہیں، پھر قرائت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا، پھر آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے (پہلے) قرائت کی پھر تین تکبیریں کہیں پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر رکوع سے اٹھایا۔

''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی روایتیں

(۱۶).....عن کُردوس قال : قدم سعید بن العاص فی ذی الحجة ' فارسل الی عبد الله وحذیفة و أبی مسعود الانصاری و أبی موسی الاشعری رضی الله عنهم ' فسألهم عن التکبیر فی العید ؟ فاسندوا امرهم الی عبد الله ' فقال عبد الله : یقوم فیکبر ' ثم یکبر ' ثم یکبر ' ثم یکبر فیقرأ ' ثم یکبر و یرکع ' ویقوم فیقرأ ' ثم یکبر ' ثم یکبر ' ثم یکبر ' ثم یکبر الرابعة ' ثم یرکع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۶ ج۴، فی التکبیر فی العیدین ' واختلافهم فیه ، رقم الحدیث: ۵۷۵۵۔ معجم طبرانی ص۳۰۴ ج۹، رقم الحدیث: ۹۵۱۹)

ترجمہ:.....حضرت کردوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ذو

الحجہ میں تشریف لائے، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس پیغام بھیجا، اور ان سے عید کی تکبیر کے متعلق سوال کیا، ان سب بزرگوں نے فرمایا کہ: حضرت ابو عبد الرحمٰن (عبد اللہ بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے پوچھو (چنانچہ قاصد نے ان سے دریافت کیا) آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے اور قرائت کرے، پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے، اور (دوری رکعت کے لئے) کھڑے ہو کر قرائت کرے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر تکبیر کہے، پھر چوتھی تکبیر کہے پھر رکوع کرے۔

(۱۷).....عن قتادة عن جابر بن عبد الله و سعيد بن المسيب قالا : تسع تكبيرات ، و يوالى بين القراء تين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۶ ج۴، فی التکبیر فی العیدین، واختلافهم فيه ، رقم الحديث:۵۷۵۶)

ترجمہ:.....حضرت قتادہ رحمہ اللہ، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت سعید بن مسیّب رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں: ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ: دونوں عیدوں میں نو تکبیریں ہیں، اور دونوں قرائتوں کو پے در پے کرے۔

(۱۸).....عن محمد بن سيرين عن انس رضى الله عنه : انه كان يكبر فى العيد تسعا ، فذكر مثل حديث عبد الله۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۷ ج۴، فی التکبیر فی العیدین، واختلافهم فيه ، رقم الحديث:۵۷۶۰)

ترجمہ:.....حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے۔

(۱۹).....عن ابراهيم ان اصحاب عبد الله رضى الله عنه كانوا يكبرون فى العيد

تسع تکبیرات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۷ ج ۴، فی التکبیر فی العیدین ' واختلافهم فیه ، رقم الحدیث:۵۷۶۱)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے۔(پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں)۔

(۲۰).....عن الشعبی قال : أرسل زیاد الی مسروق : انا تشغلنا أشغال ' فکیف التکبیر فی العیدین ؟ قال : تسع تکبیرات ، قال : خمسا فی الاولی واربعا فی الآخرة ' و والٍ بین القراءتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۷ ج ۴، فی التکبیر فی العیدین ' واختلافهم فیه ، رقم الحدیث:۵۷۵۸)

مصنف عبدالرزاق ص ۲۹۴ ج ۳، باب التکبیر فی الصلوة یوم العید ، رقم الحدیث:۵۶۸۸)

ترجمہ:.....حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: زیاد نے حضرت مسروق رحمہ اللہ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمیں تو کاموں میں ہی مصروفیت رہتی ہے، آپ یہ بتلائیے کہ عیدین کی نماز میں تکبیریں کس طرح کہی جاتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نو تکبیریں ہیں، پانچ پہلی رکعت میں (بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع کے) اور چار دوسری رکعت میں (بشمول تکبیر رکوع کے) اور قرائتیں پے در پے کرے۔

(۲۱).....عن ابراهیم ' عن الاسود و مسروق : انهما کانا یکبران فی العید تسع تکبیرات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۷ ج ۴، فی التکبیر فی العیدین ' واختلافهم فیه ، رقم الحدیث:۵۷۵۹)

ترجمہ:.....حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ' حضرت اسود اور حضرت مسروق رحمہما اللہ سے

روایت کرتے ہیں کہ: یہ دونوں بزرگ عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے۔ (پہلی رکعت میں پانچ بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع کے، اور دوسری مین چار بشمول تکبیر رکوع کے)۔

(۲۲).....عن هشام ' عن الحسن و محمد : انهما كانا يكبران تسع تكبيرات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۸ ج ۴، فی التكبير فی العيدين ' واختلافهم فيه ، رقم الحديث: ۵۷۶۵)

ترجمہ:.....حضرت ہشام رحمہ اللہ' حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: یہ دونوں بزرگ عید کی نماز میں نو تکبیریں کہتے تھے۔